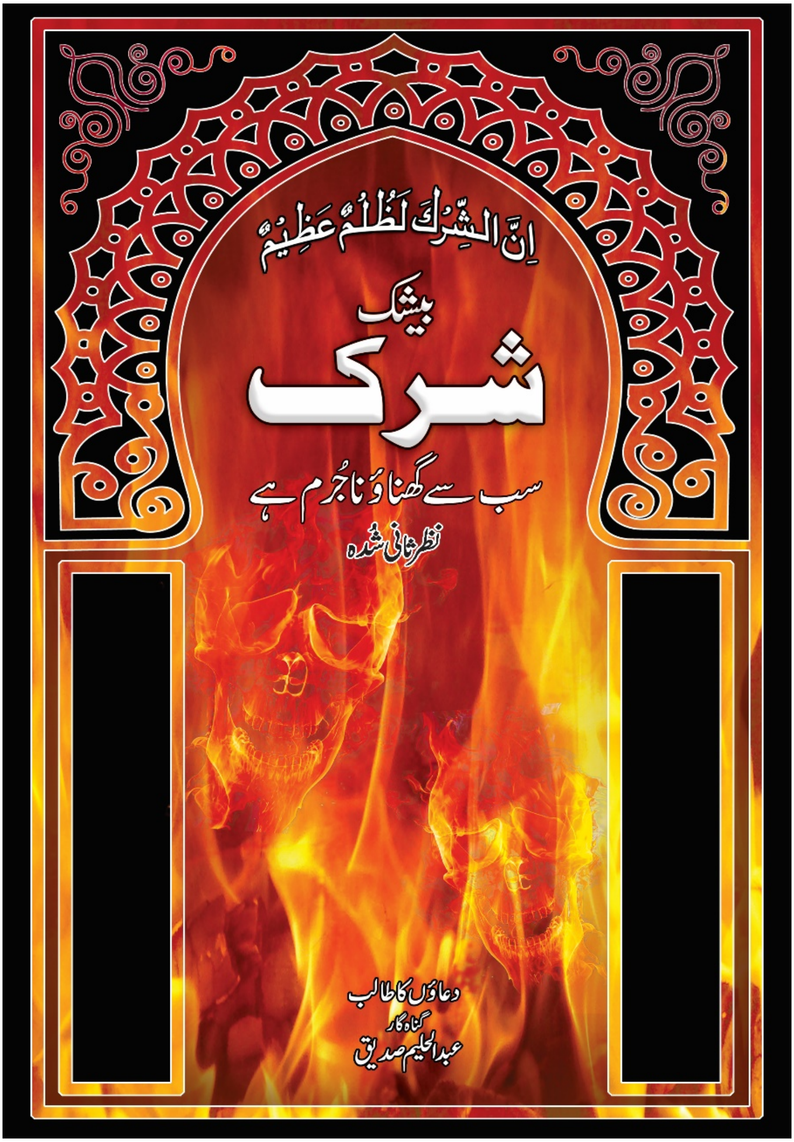
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ
بیشک
شرک
سب سے گھناؤنا جُرم ہے
نظرثانی شُدہ
دعاؤں کا طالب
گناہ گار
عبدالحلیم صدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اس کتاب کو اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں۔ میری والدہ جنہوں نے مجھے بچپن سے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا سکھایا اور انہوں نے ہی مجھے قرآن پڑھنا سکھایا۔ میرے والد جنہوں نے مجھے اپنی حلال کمائی سے کھلایا اور بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ اے اللہ، تو اِن کے گناہوں کو معاف فرما اور مجھے اِن کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

قرآنی آیات

(اے نبیؐ)اِن سے کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اپنے دِین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں۔ کہو! اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ کہہ دو کہ میں اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُسی کی بندگی کروں گا، تم اس کے سِوا جس جس کی بندگی کرنا چاہو کرتے رہو۔ کہو، اصل دیوالیا تو وہی ہیں جنھوں نے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو گھاٹے میں ڈال دیا۔ خوب سن رکھو، یہی کھلا دیوالیہ ہے۔ اُن پر آگ کی چھتریاں اُوپر سے بھی چھائی ہوئی ہوں گی اور نیچے سے بھی۔ یہ وہ انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس اے میرے بندو، میرے غضب سے بچو۔ بر خلاف اِس کے جن لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا اُن کے لیے خوش خبری ہے۔ پس (اے نبیؐ) بشارت دے دو میرے ان بندوں کو جو بات غور سے سنتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے اور یہی دانش مند ہیں۔(سورۃ زمر، آیت نمبر 11-18)

میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اپنے، اپنے اہل و عیال اور کل مسلمین کے لیے ہدایت کا طالب ہوں، کیونکہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی اگلی پچھلی غلطیوں، کوتاہیوں کے لیے معافی کا طالب ہوں، خاص طور پر اِس حقیر کاوش کے سلسلے میں، اگر کہیں مجھ سے جانے انجانے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کی طرف کوئی ایسی بات منسوب ہو گئی ہو جو اِس کی شان کے لائق نہیں۔ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری رہنمائی فرمائے اور میری اِس حقیر سی کاوش کو قبول فرما کر اِس کا اجر مجھے، میرے والدین، میرے اہل و عیال، عزیز و اقارب، دوست احباب اور کل مسلمین کو عطا فرمائے، اور اسے ہمارے لیے ہدایت اور جہنم سے آزادی کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

اپنی گفتگو شروع کرنے سے پہلے میں ایک چیز واضح کرنا چاہتا ہوں، وہ صاحبِ علم و عمل لوگ جن کی زندگیاں قرآن کی تفسیر تھیں یا ہیں، اُنہیں ہم جس نام سے مرضی بلائیں وہ حق تھے اور حق ہیں۔ ہم سب مسلمان اُن کی دل سے عزت کرتے ہیں اور اُن کے درجات کی بلندی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں۔ کیونکہ، اللہ کے دین کو ہم تک پہنچانے میں ان کا بہت بڑا کردار ہے۔ اُن کی یہ جدوجہد اور قربانیاں ہمارے لیے لائقِ صد ستائش ہیں (جیسا کہ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ، سیّد علی ہجویریؒ، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، پیر مہر علی شاہ صاحبؒ وغیرہ)۔ یہ وہ اُولیاء ہیں جنہوں نے

ہمیشہ کہا کہ اللہ کو مدد کے لیے پکارو۔اُنہوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ کسی کو جنت میں لے جائیں گے۔ یہ لوگ حق تھے اور حق بات ہی کہتے تھے۔ اولیاء حق ہمیشہ بندوں کی قرآن کے ذریعے اصلاح کر کے اُن کا رشتہ رحیم ربّ سے جوڑتے ہیں۔ اے اللہ، اپنے سچے بندوں کے درجات بلند فرمااور سچے اسلام پر عمل کرنے والوں کو ہمارااستاداور رہنمابنا۔ آمین !

میں نے حال ہی میں شرک کے متعلق ایک عربی لیکچر سنا، جس نے مجھے شرک کے موضوع پر لکھنے پر اُبھارا۔ موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت وصفات کو ''**اللہ کون ہے؟**'' کے عنوان کے تحت اور نبیؐ مبارک کی صفات کو ''محمدؐ کون ہیں؟'' کے عنوان کے تحت مختصراًبیان کروں گا۔ میری ادنٰی سی رائے میں شرک کی نفی کرنے کے لیے صرف یہ دو عنوان ہی کافی ہیں۔ اس کے باوجود کچھ لوگ شرک کی حمایت میں دلائل دیں گے، یاوہ اس بات کاانکار کریں گے کہ جو عمل وہ کررہے ہیں وہ شرک ہے۔ تو سوال اٹھتاہے کہ شرک کیاہے؟ میں قرآن وحدیث کی رُو سےاِس کو واضح کرنے کی کوشش کروں گا۔ شرک کی بہت سی اقسام ہیں، میرا موضوعِ ہے کہ : "غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے"۔ اکثر لوگ جو اپنے آپ کو توحید پرست سمجھتے ہیں، اس غلط فہمی میں مبتلاہیں کہ صرف اللہ کے علاوہ دوسروں کو خدا کہنا شرک ہے۔ اگر ہم قرآن کی روسے تاریخ کا جائزہ لیں تو سارے مذاہب ابتداء میں توحید پرست تھے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی شریعت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ ابلیس (اولاد آدمؑ کے دشمن) نے ہر زمانے میں لوگوں کواولیاء کو بڑھاچڑھا کر پیش کرنے پراُبھارا۔ ابتداء میں لوگ اِن کی عزت کرتے تھے، بعد میں آنے والی نسلوں نےاِن کی تعظیم میں مزار بنائے،اِن کے بعد آنے والی نسلوں نےاِن کے وسیلہ سے مانگناشروع کردیا۔ اسی طرح بعد میں آنے والی نسلوں نےاِن کی تصویریں بنالیں۔ اور صدیوں بعد آنے والی نسلوں نےاِن اولیاء کے بُت بناکراِن کی پوجاشروع کردی تھی۔ بُتوں کی پوجاحضرت نوحؑ کے زمانہ سے پہلے شروع ہوگئی تھی، لوگوں نے شیثؑ کے پانچ نیک بیٹوں کے بُت بنالئے تھے (وَد، سواع، یغوث، یعوق اور نسر)۔ یہ ہیں خطواتِ شیطان، جسے اکثر انسان سمجھ نہیں پاتا۔ خطواتِ شیطان کو سمجھنے کے لیے ہمیں قرآن کا ترجمہ کے ساتھ سمجھ کر مطالعہ کرناچاہیے۔ میں اپنے قاری کو تجویزدوں گاکہ ابتدامیں وہ سورۃ مومن (40پارہ نمبر24) کاترجمہ کے ساتھ مطالعہ کرے۔ شرک کے موضوع پر یہ سورۃ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔

پاکستان میں لوگ اب اس سطح تک پہنچ چکے ہیں جہاں انھوں نے ایسے نیک یابد پیروں کی تصویروں سے اپنے گھروں کو سجار کھاہے، جبکہ اِن میں سے اکثر نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ وخیرات کی پابندی نہیں کرتے، لیکن جب ان تصویروں کے احترام کا معاملہ آتاہے تو وہ اِن تصویروں کی طرف پیٹھ نہیں کرتے۔ اللہ اوراس کے احکامات کا

احترام کہاں گیا؟ لوگوں نے ایسے نعرے بنا رکھیں ہیں جیسے "وہ ہماری سنتا نہیں اور اُن کی ٹالتا نہیں"۔اِس وجہ سے میں نے فیصلہ کیا کہ پاکستان میں جو شرک ہو رہا ہے اُسے قرآن و حدیث کے ذریعے سے رد کروں۔ شرک میں مبتلا ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے اکثریت ربّ کے مفہوم سے نابلد ہے۔ یہ لفظ بہت وسیع معنی رکھتا ہے، جیسا کہ پالنہار، داتا، دستگیر، مشکل کشا وغیرہ۔ اگر یہ ربّ کے معنٰی ہیں تو ہم نے بہت سے جھوٹے ربّ بنا رکھے ہیں، اور پھر بھی اپنے آپ کو مواحد کہلواتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سے کہتا ہے، مجھ سے رزق مانگو، میں تمہیں دوں گا۔ مجھ سے مشکل رفع کرنے کی درخواست کرو، جو میرے حکم سے آتی ہیں، میں اسے رفع کروں گا، مجھ سے معافی مانگو میں تمہیں معاف کروں گا، اور تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ جو لوگ شیطان کے چنگل میں آئے ہوئے ہیں وہ کہیں گے یہ ہماری نہیں سنتا، ہم اِس کے فلاں، فلاں غلام (اولیاء، پیر، امام وغیرہ) سے کہیں گے، وہ اُس سے ہمارے مطالبات منوا کر ہمیں جنت میں داخل کروادیں گے۔ اناللہ واناالیہ راجعون!

اللہ وہ ہستی ہے جو ہماری سچی محبت کی حق دار ہے۔ میں اپنے ربّ (جو مجھے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے) سے محبت کرنے کا دعوے دار ہوں، اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میری محبت میں اخلاص کی کمی ہے۔ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مجھے اور سارے مسلمانوں کو اپنی سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین۔ شیطان نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ نسل انسانی کو کفر اور شرک کی طرف لے جائے گا، تاکہ وہ جہنم کے سب سے نچلے گھڑے میں گریں۔ شیطان ہمیں وہاں اس لیے لے جانا چاہتا ہے، کیونکہ کفر و شرک کی حالت میں مرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔ شیطان اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اس نے ایک اور انسان کو جہنم واصل کیا۔ اللہ کی نیک ہستیوں کو لوگوں کی نظر میں بڑھا چڑھا کر پیش کرنا، شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو کر اُن سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے میں حدیث کی رو سے اس قول کی تردید کروں گا کہ غیر اللہ سے دعا مانگنا عبادت نہیں۔ میں قرآن سے یہ بھی ثابت کروں گا کہ جن ہستیوں کو پکارا جاتا ہے وہ مردہ ہیں، کنگال ہیں اور ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو لوگ شیطان کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں، ایک اور کلیہ پیش کریں گے کہ وہ اُن سے دعا نہیں مانگتے بلکہ اُن کو وسیلہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ قرآن اِس عمل کی بھی تردید کرتا ہے۔ اِس حجت کے رد ہو جانے پر کچھ لوگ اِس چیز پر زور دیں گے کہ شفاعت کا تصور موجود ہے۔ ہاں شفاعت ہے، لیکن یہ اُن لوگوں کے لیے ہو گی جن کے لیے اللہ اجازت دے گا۔ قرآن ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے، جو رائج الوقت نظریہ شفاعت کی تردید کرتی ہیں۔ اِن میں سے ایک آیت الکرسی ہے، جسے اکثر لوگوں نے زبانی یاد کر رکھا ہے اور وہ اسے بغیر سمجھے باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے بھی ہیں۔

شفاعت کے بعد میں اِن پیر اور اولیاء کے بارے میں بات کروں گا۔ وہ اولیاء جنہوں نے دینِ حق کے لیے سخت محنت کی، وہ ہمارے احترام کے حق دار ہیں، عبادت کے نہیں۔ اُن کی نیکیاں اُن کے لیے ہیں اور ہماری نیکیاں ہمارے لیے۔ ہر انسان نے اپنی نیکیوں اور گناہوں کا حساب دینا ہے۔ میں اس بات پر بھی گفتگو کروں گا کہ قرآن نام نہاد اولیاء کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور اُن کی اندھی تقلید کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اِسی طرح ذیلی عنوانات کے تحت روزِ محشر میں صحیح اور نام نہاد اُولیاء اور اُن کے مریدوں کی گفتگو کو میں نے قرآن سے نقل کیا ہے۔ اگرچہ قرآن شرک کے ہر نظریہ کو رد کرنے کے لیے کافی ہے، پھر بھی میں نے کتاب میں دو احادیث قدسیہ درج کی ہیں جو غیر اللہ کو پکارنے کے تصور کا قلع قمع کرتی ہیں۔ اِس کے علاوہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفاتِ اعلیٰ یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ اس کائنہ کوئی ذرہ برابر ہمسر پہلے کبھی تھا، نہ ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ دراصل برائیوں کی جڑ مزار بنانا ہے، اور اس کی تردید میں نبی ﷺ کی احادیث سے کروں گا۔ میں اپنے جذبات کی عکاسی اور اپنی گزارشات کا اختتام قرآن کی کچھ آیات سے کروں گا۔ ان میں سے ایک قرآن میں درج مومن وزیر کی تقریر ہے جو اس نے فرعون کے دربار میں کی تھی۔ میں نے قرآن میں درج فرشتوں کی ایک دعا کو بھی شامل کیا ہے جو وہ مومن مسلمانوں کے لیے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دعا کا حق دار بنائے۔ آمین! اس کتاب کو اپنی دو پسندیدہ نبی ﷺ کی دعاؤں اور اِس عاجز کی دعا سے ختم کروں گا۔ میں اپنے پڑھنے والوں سے گزارش کروں گا کہ وہ عربی سیکھیں تاکہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکیں۔ میرا اپنے قاری سے سوال ہے، ہم فرض کرتے ہیں کسی نے کیمسٹری کا ٹیسٹ دینا ہے اور وہ کیمسٹری کی ٹیکسٹ بک کو سمجھ کر پڑھنا ہی نہیں چاہتا، تو کیا وہ پاس ہو گا؟ یقیناً جواب ہو گا، نہیں! اِسی طرح آخرت کا امتحان پاس کرنے کے لیے ہمیں قرآن کو سمجھ کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہو گا۔ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میری اِس کاوش کو ہم سب کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور یہ کاوش میرے لئے معافی کا ذریعہ ہو۔ میں شکر گزار ہوں ان علماء کا جنہوں نے میری کتاب کو پڑھ کر اس کی تصدیق کی ہے۔ میں اِس پیش لفظ کو بلھے شاہ کی ایک لائن اور سورۃ انعام کی آیت 69 کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

بُلھیا باہجھ توحید جنت نئیں ملنی بھاویں مریئے وچ مدینے "بُلھیا بغیر توحید جنت نہیں ملنی چاہے مرے مدینہ میں"

ان کے حساب میں سے کسی چیز کی ذمہ داری پرہیز گار لوگوں پر نہیں ہے، البتہ نصیحت کرنا اُن کا فرض ہے شاید کہ وہ غلط رَوِی سے بچ جائیں۔ (سورۃ الانعام، 69)

میں وہی بیان کر رہا ہوں جو یہ آیت کہتی ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرو کہ شاید لوگ غیر اللہ کو پکارنے سے باز آ جائیں۔

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	سوالات	8
2	اللہ کون ہیں؟	10
3	محمد کون ہیں؟	13
4	قرآن کتابِ ہدایت	15
5	شرک کا تعارف	30
6	شرکِ اصغر (ریاء) دِکھلاوا	33
7	شرکِ اکبر	35
ا	شرکِ اکبر کی اقسام	35
ب	غیر اللہ کی عبادت کرنا اور اُن کو پکارنا (جو فانی ہیں)	38
ج	اللہ کو چھوڑ کر کنگلوں کو پکارنا	47
د	وسیلہ (قربت یا سیڑھی)	52
ر	شفاعت	60
8	ہم کن کی اتباع کر رہے ہیں؟	63
ا	یہ نام نہاد اولیاء اور پیر وغیرہ	64
ب	شرک کرنے کا انجام	67
ج	آخرت میں ان جعلی پیروں اور اولیاء کا جواب	71
د	آخرت میں سچے اولیاء کے جواب	72
9	دعا کی قبولیت	74
10	مزارات بنانے کی ممانعت	77
11	میرے اختتامی کلمات اور آیات	83
12	میری پسندیدہ نبی پاک ؐ کی دو دُعائیں	92
13	اِس بے قرار گنہگار کی دُعا	93

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوالات

شرک کے گناہ کو سمجھنے کے لیے ہمیں جاننا ہوگا کہ ہمارا خالق کون ہے اور ہمارا نبیؐ کون ہے؟اِس لیے میرا پہلا عنوان ہے ''اللہ کون ہے؟''اور دوسرا عنوان ہے ''محمدؐ کون ہیں؟''چونکہ میرے زیادہ تر حوالے قرآن سے ہیں، لہٰذا قرآن پر میں مختصر طور پر ''قرآن کتابِ ہدایت'' کے عنوان کے تحت گفتگو کروں گا،اور پھر شرک پر گفتگو شروع ہوگی۔ اس سے پہلے کہ میں موضوع کا آغاز کروں میں اپنے قاری سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں، اور قاری سے درخواست کرتاہوں کہ اِن کے جواب دل کی گہرائیوں میں تلاش کریں۔ان شاءاللہ یہ موضوع کو سمجھنے میں معاون ہوں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تنہاسات آسمانوں اور زمینوں کو تخلیق کیااوراِن میں جو بھی مخلوقات ہیں اُن کی ضروریات کو بھی وہی پورا کرتاہے!!میرا پہلا سوال اپنے قاری سے:

1)اللہ تعالیٰ کیوں دوسروں کو اپنے معاملات میں معاون بنائے گاجب کہ وہ اکیلا ہی سب کی(حتیٰ کہ وائرس کی) ضروریات کو بغیر تھکاوٹ یا اکتاہٹ کے پورا کرتاہے؟

اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے انعام یا آزمائش مقدر کردے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا،اور اگر وہ کسی پر سے انعام یا آزمائش روک لے تو اُسے اُس کے علاوہ کوئی دے نہیں سکتا۔(سورۃ یونس آیت 107)اور نبیؐ کی حدیث صحیح بخاری،حدیث 844 میں مروی ہے۔میرا دوسرا سوال اپنے قاری سے:

2)جب تمام معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں،تو وہ کون سی منطق ہے جو ہمیں اجازت دیتی ہے کہ ہم غیر اللہ سے مانگیں؟

اگر ہمارے آباءواجداد ہمیں کہیں کہ دو جمع دو پانچ ہوتے ہیں تو ہم فوراًغلط کہہ کر رد کردیں گے۔کیونکہ ہمیں حساب آتاہے۔اسی طرح جب دین کے معاملہ میں ہمارے آباءواجداد، یا مذہبی رہنما اگر ہمیں کہیں کہ دو جمع دو سات ہوتے ہیں،تو ہم اُسے قبول کرلیتے ہیں۔یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ ہم نے اپنی مذہبی کتاب(قرآن)کو سمجھ کر پڑھا ہی نہیں۔اگر اُسے پڑھا ہوتا تو ہم اُسے بھی رد کردیتے۔میرا تیسرا سوال اپنے قاری سے:

3)کیا ہم مسلمانوں کو آخرت کی کامیابی کے لیے عربی سیکھ کر اور قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھنا چاہیے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ، آیت 123 میں آدم علیہ السلام کو معافی دینے کے بعد حکم دیا کہ دونوں آدمؑ اور شیطان جنت سے نکل جائیں۔اور اُن کو اِس بات پر بھی متنبہ کیا کہ قیامت تک تم ایک دوسرے کے دشمن رہو

گے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ میں وقتاً فوقتاً اپنے نبیوں کے ذریعے ہدایت بھیجتا رہوں گا اور تمہیں اُس پر عمل کرنا ہوگا۔اور اگر تم اُس پر عمل کروگے تو میں تمہیں دنیا اور آخرت میں نوازدوں گا۔میرا چوتھا سوال اپنے قاری سے:

4)ہم اپنے ربّ کی ہدایت (قرآن) کو پس پشت ڈال کر خطواتِ شیطان (دشمن اولادِ آدم) پر کیوں عمل پیرا ہیں؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ الاعراف، آیت 3 میں کہتا ہے: "اے لوگو! اُس پر عمل کروجو (قرآن) تمہارے ربّ نے تم پر نازل کیا ہے۔اور اُس کی نصیحت کو رد کر کے اپنے لیے دوسروں کو اپنا کارساز نہ بناؤ، لیکن کم ہی لوگ نصیحت لیتے ہیں"۔پانچواں سوال اپنے قاری سے:

5)کیا ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے ربّ کی نصیحت کی نفی کر کے ہم آخرت میں کامیاب ہو سکیں گے؟

نبیؐ، صحیح بخاری، حدیث 3445 میں فرماتے ہیں: "میں اللہ کا غلام اور نبی ہوں، لہٰذا میری شان میں مبالغہ نہ کیا کرو۔" اللہ کے نبیؐ اللہ کے غلام ہونے کی حیثیت سے اللہ پر اپنی مرضی نہیں تھوپ سکتے۔میرا چھٹا سوال:

6)اگر نبیؐ اللہ پر اپنی مرضی نہیں تھوپ سکتے تو پھر کیا کوئی اور آپؐ سے بڑھ کر ہے جو اللہ کو مجبور کر سکے کہ وہ اُس کی مرضی پر چلے؟

سورۃ انبیاء، آیت 34 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبیؐ کو کہا: "میں نے اس سے پہلے نہ کوئی ہمیشہ رہنے والا پیدا کیا تھا، تم بھی فوت ہو جاؤ گے اور یہ کافر بھی ہمیشہ زندہ نہیں رہیں گے۔" سورۃ زمر، آیت 30 میں اللہ تعالیٰ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ اے نبیؐ، تم نے بھی مرنا ہے اور ان لوگوں نے بھی مرنا ہے۔میرا ساتواں سوال:

7)اگر سارے انبیاء فوت ہو گئے ہیں بجز عیسیٰؑ کے (جن کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا تھا اور وہ دنیا میں اپنی طبعی موت کے لیے واپس آئیں گئے) تو ہم اولیاء کی ہمیشگی زندگی کو کیسے تسلیم کرتے ہیں؟

سورۃ المومنون، آیات (23:83-88) میں اللہ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ مکہ کے مشرکوں سے پوچھو، اگر وہ جانتے ہیں، یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔کہو، پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے۔اِن سے پوچھو، ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ۔کہو، پھر تم ڈرتے کیوں نہیں۔اِن سے کہو، بتاؤ، اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے، **اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے، اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا**؟ یہ ضرور کہیں گے یہ بات اللہ کے لیے ہے۔کہو، پھر کہاں سے تم کو دھوکا لگتا ہے۔جو امر حق ہے ہم اُن کے سامنے لے آئے ہیں، اور کوئی شک نہیں یہ جھوٹے ہیں۔میرا آٹھواں سوال:

8) اگر ہمارے جوابات وہی ہیں جواِن آیات میں دیئے گئے ہیں، تو اس کا مطلب ہے ہم مانتے ہیں کہ سارے معاملات اللہ چلاتا ہے، اور اُس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ کیا اِس سے اخذ نہیں ہوتا کہ اللہ نے غیر اللہ کو پکارنے کے سارے دروازے بند کر دیئے ہیں؟

مسیح ابنِ مریمؑ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھے، اِس سے پہلے اور بھی بہت سے رُسول گزر چکے تھے، اُس کی ماں ایک راست باز عورت تھی، اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح اُن کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں (وہ ہستیاں جو کھانے کی محتاج ہوں وہ کارساز، داتا اور رازق نہیں ہو سکتیں)، پھر دیکھو یہ کدھر اُلٹے پھِرے جاتے ہیں۔ اُن سے کہو، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتے ہیں نہ نفع کا۔ حالانکہ سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ ہی ہے۔ سورۃ المائدۃ، آیات (5:75-76)۔ میرا نواں سوال:

9) اگرچہ انبیاء اپنے لوگوں میں رہتے تھے کھانا کھاتے تھے اور فوت ہو گئے۔ انبیاء افضل انسان اور جنت الفردوس کے باسی ہیں، اِس کے باوجود ہم اُن کی عبادت نہیں کر سکتے۔ تو ہم اُن فانی ہستیوں کی عبادت کیسے کر سکتے ہیں جن کے بارے میں اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ جنتی ہیں یا جہنمی، اور جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ وہ مردہ ہیں، کنگال ہیں اور بے اختیار ہیں؟

اللہ ہمیں حق کو تسلیم کرنے کی توفیق دے، اور ہمیں ابوجہل اور سردارانِ مکہ کی طرح نہ بنائے، جو مانتے تھے کہ محمدؐ ایک سچے نبی ہیں، لیکن پھر بھی بضد تھے کہ وہ اسلام قبول نہیں کریں گے چاہے اللہ اُنھیں سنگسار ہی کیوں نہ کر دے۔ استغفر اللہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کون ہے؟

اللہ عربی کا بے مِثل لفظ ہے جو ایک حقیقی الٰہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ذرے ہوں یا کہکشائیں، چیونٹیاں ہوں یا وہیل مچھلیاں، سمندر ہوں یا صحرا، موسم ہوں یا رات اور دن، ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ اس دنیا میں ہم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے، مگر جنت کے باسی اُس کے چہرۂ اقدس کی زیارت کریں گے (جو سب سے عظیم انعام ہے)۔ وہی ذات عبادت کے لائق ہے، جس کا نہ کوئی ہمسر ہے نہ برابر اور نہ کوئی شریک۔ اللہ اپنی کسی بھی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا، اور نہ ہی اُس کی ربوبیت اور صفاتِ اعلیٰ میں اُس کا کوئی حصہ دار ہے۔ اللہ کے اختیارات اور فعل میں نہ

کوئی اُس کا ہمسر ہے اور نہ کوئی شریک۔ کائنات اللہ کے حکم سے معرضِ وجود میں آئی ہے، اور وہ اکیلا ہی اُسے چلا رہا ہے۔ نہ اس کو کسی نے جنا، نہ اسی نے کسی کو جنا۔ اُسے کسی کی ضرورت نہیں ہے (نہ فرشتوں کی نہ انبیاء کی اور نہ اولیاء کی)، وہ سب سے بے نیاز ہے۔ وہ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) واحد ہستی ہے جب کچھ نہ تھا وہ تھا، اور جب کچھ نہ رہے گا وہ رہے گا۔ وہی ہے جس نے زمین اور سات آسمانوں کو موجودہ سائنسی قوانین کے تحت ایک مقررہ مدت کے لیے تخلیق کیا۔ ماضی، حال اور مستقبل اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ روشنی کی رفتار 3،00،000 کلو میٹر فی سیکنڈ ہے، اور دور دراز کے ستاروں کی روشنی 13 ارب سال گذر جانے کے باوجود زمین تک نہیں پہنچی۔

آیئے ہم اپنے مالک کی عظمت کا اندازہ کرنے کی ایک ناکام کوشش کریں۔ تمام سورج اور ستارے پہلے آسمان کے نیچے ہیں۔ جبکہ زمین پہلے آسمان کے مقابلے میں صحرائے اعظم میں پڑی ایک انگوٹھی کی مانند ہے۔ اِسی تناسب سے پہلا آسمان دوسرے آسمان کے مقابلے میں صحرائے اعظم میں پڑی ایک انگوٹھی کی مانند ہے اور اِسی تناسب سے دوسرے آسمان کے مقابلے میں تیسرے کا ہے۔ تیسرے کا چوتھے سے، چوتھے کا پانچویں سے، پانچویں کا چھٹے سے، چھٹے کا ساتویں سے ساتویں کا سدرۃ المنتہیٰ سے اور سدرۃ المنتہیٰ کا عرش سے، عرش سے آگے کیا ہے وہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ حالیہ برسوں میں دریافت شدہ سب سے بڑا ستارہ **"VY Canis Majoris"** زمین سے 5 ارب نوری سال کی مسافت کے فاصلہ پر ہے اور اس کا حجم ہمارے سورج سے ایک ارب گنا بڑا ہے، جبکہ سورج ہماری زمین سے دس لاکھ گنا بڑا ہے۔ جہاں روشنی اپنی رفتار کے ساتھ پہلے آسمان کے بعید ترین کناروں سے 13 ارب نوری سالوں میں زمین تک نہیں پہنچی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندے محمدؐ کو ایک رات کے کچھ حصے میں، مکہ سے سدرۃ المنتہیٰ، اور پھر واپس زمین پر پہنچایا۔ ہم سائنسی قوانین کو توڑ نہیں سکتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب چاہے، جہاں چاہے، جیسے چاہے اُنہیں توڑ سکتا ہے، کیونکہ وہ خود اِن قوانین کا موجد ہے۔ قیامت کی گھڑی آنے پر وہ ہر چیز کو ختم کر دے گا۔ اُس دن کوئی انسان، کوئی جانور، کوئی شیطان، کوئی آسمان اور کوئی فرشتہ باقی نہ رہے گا۔ اُس دن مالک الملک پوچھے گا، پہلے کون حکمران تھا اور آج کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ابدی قوانین کے تحت کائنات کی از سرِ نو تخلیق کرے گا جس میں جنت و جہنم ہوں گی۔

اللہ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے ساتھ براہ راست تعلق رکھتا ہے، ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، لہٰذا ہمیں اُسی کو پکارنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہی مالکِ حقیقی ہے جو ارض و سماء میں موجود ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور ہر چیز کا پالنہار ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ زندہ و جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کا نظام چلا رہی ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ آتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اُسی کی ملک ہے۔ کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اِن سے اوجھل ہے اُس سے

بھی وہ واقف ہے اور اُس کی معلومات میں سے کوئی چیز اِن کی گرفتِ ادراک میں نہیں آسکتی، اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے۔ اُس کا عرش آسمانوں اور زمین پر چھایا ہوا ہے، اور اُن کی نگہبانی اُس کے لیے تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔ (2:255)۔ ہم پر کوئی خیر یا ناگہانی آفت نہیں آتی، ماسوائے اِس کے کہ جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ رکھا ہے۔ وہ ہمارا آقا و مولیٰ ہے، مومن کو صرف اُسی پر بھروسہ کرنا چاہئے، اُسی کی طرف ہم نے لوٹنا ہے۔ اے مسلمانو، رحیم ربّ سے معافی مانگ لو، وہ ہم سے محبت کرتا ہے، کیونکہ ہم اسی کی تخلیق ہیں۔ نہ اُس کا کوئی ہمسر تھا، ہے اور نہ ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عظیم الشان ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ ہمیشہ رہنے والی، اَول و آخر ہستی ہے۔ قرآن کو نازل کیا تاکہ ہم اُس سے رہنمائی حاصل کریں اور اُس پر عمل کریں۔ یہ ایک نشانیوں کی کتاب ہے نہ کہ سائنس کی، اس کے باوجود اِس میں جو بھی سائنس کے متعلق آیات ہیں وہ انتہائی درست ہیں۔ ڈاکٹر کیتھ ایل مورے، ای مارشل جونسن، ٹی وی این پرسعاد، اور دوسروں کا کہنا ہے کہ (embryological) زچگی کے حوالے سے قرآنی آیات انتہائی درست ہیں، اور اگر تاریخِ نزول کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ الہامی ہی ہو سکتی ہیں۔ الفریڈ کونر، یوشیدی کوسن، پروفیسر آر مسٹر ونگ جیو سائنٹسٹ، بگ بینگ اور کائنات کے پھیلاؤ کے متعلق قرآنی آیات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جدید سائنس اب اس قابل ہوئی ہے کہ محمدؐ کی چودہ سو سال پرانی باتوں کی تصدیق کر سکے، اور وہ سمجھتے ہیں کہ اِن آیات سے کائنات کو سمجھنے کے لیے اُنہیں نئی راہیں ملی ہیں۔ علم الاعضاء کے پروفیسر تجاتت تجاسن کے خیال میں یہی وقت ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہنے کا۔ ڈاکٹر میوریس بوکیل (سرجیکل کلینک) کا کہنا ہے کہ ایک **اَن پڑھ شخص عرب کی اعلیٰ ادبی خوبیوں کے ساتھ، سب سے اہم ادبی کتاب (قرآن) کا مصنف کیسے بن گیا؟** ایک اور مصنف مائیکل زیو ٹلر نے اپنی کتاب جو 1978 میں شائع ہوئی میں قرآن کے الہامی ہونے کے ثبوت پیش کیے ہیں، اس کے علاوہ اور بہت سے سائنسدان ہیں اور یہ سب سائنس دان کافر تھے **(سبحان اللہ)**۔

فرعون جب ڈوب رہا تھا تو ایمان کا اقرار کرنے لگا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُسے کہا، "اب، موت کے فرشتہ کو دیکھ کر، نہیں"، اور پھر کہا "میں تیرے وجود کو آنے والی نسلوں کے لیے نشانی کے طور پر محفوظ کر دوں گا (10:92)"۔ فرعون کا جسد بحر احمر سے 1898 میں جبلان کے مقام سے دریافت ہوا تھا۔ جو کہ تقریباً 3000 سال پرانا ہے اور وہ اعضاء رئیسہ نکالے اور حنوط کیے بغیر، محفوظ کی ہوئی لاشوں سے زیادہ بہتر محفوظ ہے **(سبحان اللہ)**۔ مخلوق سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں، اُن میں شرک سے بڑا گناہ کوئی نہیں۔ اللہ کے ننانوے صفاتی نام ہیں، جن میں انتہائی پیار کرنے والا، نہایت مہربان، دوست، انتہائی طاقتور جیسے نام ہیں، اُس کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ **یہ ایک حقیقت ہے۔**

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں تبدیلی کی گئی ہے، جاگ جاؤاور سچائی کو پہچانو، یہ الہامی ہے اور اس کی حفاظت بھی الہامی ہے۔ یہ (قرآن) نہ کبھی تبدیل ہوا تھا نہ ہو سکتا ہے اور نہ کبھی تبدیل ہو گا۔ قرآن کے نزول کے بعد سے اب تک کروڑہا لوگ اسے حفظ کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی حفظ کرتے رہیں گے۔ یہ قرآن کا معجزہ ہے **(سبحان اللہ)**۔ اِسے سمجھ کر پڑھیں اور اللہ سے رہنمائی طلب کریں، وہ ضرور ہماری رہنمائی کرے گا۔ وہ ہمارا سب سے افضل دوست ہے، وہی ہمارا اور ابراہیمؑ، موسٰیؑ، عیسٰیؑ، محمدؐ اور تمام انبیاء کا ربّ ہے۔ اُسی نے اسلام کو بطورِ دین ہمارے لیے منتخب کیا ہے۔ وہ سب سے طاقتور ہے، غیب کا علم جانتا ہے کیونکہ وہ عالم الغیب اور علیم ہے۔ وہ ہماری دعاؤں کو سننے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے، لہٰذا سب سے بہتر اللہ پر بھروسہ کرنا ہے۔ مسلمان بن جاؤ، اور اپنی مرضی کو اللہ کے تابع کر دو۔ ہمیں اللہ ہی سے ڈرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے والدین اور چاہنے والوں سے زیادہ اللہ سے محبت کرنی چاہیے اور اس کا حکم ماننا چاہیے۔ ہمارے گناہ چاہے زمین و آسمان تک چھائے ہوئے ہوں، اللہ اگر چاہے تو اُن کو معاف کر دے گا، لیکن جو شرک کرتے ہیں اور تائب نہیں ہوتے، اللہ کا اُن کے لیے دوزخ کا وعدہ ہے۔

اے اللہ، ہم تجھ پر ایمان لائے، اور تجھ سے معافی طلب کرتے ہیں، اور تجھ سے اپنے لیے ہدایت اور مغفرت مانگتے ہیں۔ اے محبت کرنے والے ربّ، تو ہم سے راضی ہو جا اور ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادات کو قبول فرما۔ اے اللہ، ہمیں شرک کرنے سے محفوظ رکھ۔ اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ﷺ کون ہیں؟

آپؐ سب سے زیادہ قابلِ ذِکر انسان ہیں جنھوں نے اِس کرۂ ارض پر قدم رکھا۔ آپؐ نے اللہ کے دین کی بنیاد پر ایک ریاست قائم کی، ایک قوم بنائی اور اس کے اخلاقی اصول وضع کیئے۔ دین کو بنیاد بنا کر سیاسی اور سماجی اصلاحات کیں، اور ایک مضبوط و متحرک معاشرہ تشکیل دیا۔ جس نے قرآن پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالٰی نے اپنی نازل کردہ تمام آسمانی کتابوں میں حضرت محمدؐ کی آمد کے بارے میں پیشگی ذکر کر دیا تھا۔ بعثت سے قبل ہی آپؐ مکہ میں بے حد صادق، انصاف پسند اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ نبوّت سے سرفراز ہونے کے بعد آپؐ کی شخصیت میں مزید نکھار آگیا۔ آپؐ انتہائی شریف النفس، شیریں سخن، اور مرقّع جُود وسخا تھے۔ وعدہ خواہ دوست سے کرتے یا دشمن سے، ضرور پورا کرتے۔ آپؐ وہ شخصیت تھے جنہیں آپؐ کا آقا مکّہ سے فلسطین لے گیا تھا، جہاں آپؐ نے تمام انبیائے کرام کی امامت کی اور سردارِ انبیاء کے منصب پر فائز ہوئے۔ پھر

آپؐ کو سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا، جہاں آپؐ سے اللہ تعالیٰ نے براہِ راست گفتگو کی۔ وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبیؐ سے پوچھا، آپؐ میرے لیے کیا لائے ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا کہ میں آپ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے تین چیزیں لایا ہوں:

1) **التّحیّاتُ لِلّٰہ:** آپؐ کی تمام تعریفیں اور یاد آوریاں صرف اور صرف اللہ کی ذاتِ اقدس کے لیے تھیں، کسی اور کے لیے نہیں، نہ ہی کسی بزرگ، پیر، فرشتے اور نہ ہی زمین و آسمانوں میں پائے جانے والی کسی مخلوق کے لیے۔ محمدؐ شب و روز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرتے، دن میں تقریباً ایک سو مرتبہ توبہ استغفار کرتے۔ **(سبحان اللہ)**

2) **والصّلوٰات:** اور یہ کہ آپ کی تمام مذہبی عبادات رکوع و سجود وغیرہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے نہیں تھیں، نہ کسی بزرگ، پیر، فرشتے اور نہ ہی زمین و آسمانوں میں پائے جانے والی کسی مخلوق کے لیے۔ آپؐ رات کو اتنی طویل نماز پڑھا کرتے کہ آپؐ کے پاؤں مبارک سُوج جاتے۔

3) **والطیّبات:** اور یہ کہ آپؐ کے تمام اعمالِ صالحہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہیں، آپؐ کی خیرات، آپؐ کی زکوٰۃ، آپ کے صدقات، نذرانے اور آپؐ کی پر سوز مناجات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے تھیں، نہ کسی بزرگ، پیر، فرشتے اور نہ ہی زمین و آسمانوں میں پائے جانے والی کسی مخلوق کے لیے۔ آپؐ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا وہ آپؐ محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بانٹ دیتے۔

آپؐ نے کبھی کسی اور سے نہ مانگا، نہ کسی کی عبادت کی اور نہ خدا کے سوا کسی سے مناجات کیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِس کے عوض آپؐ کو تین تحائف عطا کئے۔

1) **السّلام علیك ایُّھا النبیّ:** اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپؐ کو دائمی امن و سلامتی عطا کی۔

2) **و رحمۃُ اللہ:** اللہ سبحانہ نے آپؐ کو اپنی دائمی رحمتیں عطا کیں۔

3) **وبرکاتُہٗ:** اللہ سبحانہ نے آپؐ کو تمام معاملات میں دائمی برکات دیں۔

4) **السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین:** آپؐ نے رحمۃ اللعالمین ہونے کے باعث اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ اپنے وعدے کی وسعتوں کو تمام ہدایت یافتہ بندوں تک پھیلا دے۔ اے اللہ، تو اپنی رحمت و برکات اپنے اور ہمارے محبوب محمدؐ پر نچھاور کر۔ نبیؐ کی اس ادا کو دیکھ کر فرشتوں نے بے ساختہ کہا: "**اشھد ان لا الہ اللہ واشھد ان محمدا عبدہٗ و رسولہ**"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپؐ کو حوضِ کوثر، اور دنیا و آخرت کی بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں۔ آپؐ کو مقامِ محمود بھی عطا کیا۔ خدا جانتا ہے کہ انسانوں اور جنّوں کو اپنے خدا کے سامنے کتنی دیر برہنہ کھڑے رہنا پڑے گا، تب جا کر ایک شخصیت سے تمام اقوام درخواست کریں گی کہ وہ اپنے اور ہمارے ربّ سے حساب کتاب شروع کرنے کی استدعا کریں، وہ شخصیت محمدؐ ہوں گے۔ آپؐ نے کبھی بھی اللہ کے سوا کسی سے مدد طلب نہیں کی، اور نہ ہی کسی اور کو اس کی اجازت دی کہ وہ اللہ

کے سوا کسی اور سے مانگے۔ یہی ہمارے پیغمبر کا راستہ ہے، جس پر چل کر ہم خدا کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ پہنچنے پر نبیؐ نے جو کہا اور سنا، یہ وہ الفاظ ہیں جو ہم اپنی نماز کے تشہد میں پڑھتے ہیں، اور ہم بھی وہی اقرار کرتے ہیں جو نبی پاکؐ نے اپنے اور ہمارے ربّ کے حضور میں کیا تھا اور اس کے جواب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم پر بھی ان برکات کا اعلان کرتا ہے۔ جن کا اس نے اپنے پیارے نبیؐ اور اپنے نیک بندوں سے وعدہ کیا ہے۔

اہل کفر ہمارے عظیم پیغمبرؐ کی شان میں کمی کے لیے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگالیں، وہ اپنی کوششوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپؐ کی محبت ہماری زندگی ہے، اور یہ محبت اتنی گہری ہے کہ اس کے لیے ہم جان دینے کو بھی تیار ہیں۔ مسٹر مائیکل ایچ ہارٹ نے جب پوری تاریخ کے 100 متاثر کن شخصیات پر کتاب لکھی، تو اس نے محمدؐ کو سرِ فہرست رکھا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ (USA) کی سپریم کورٹ نے 1935 میں محمدؐ کو عظیم ترین قانون دہندہ قرار دیا تھا۔ یہ غلیظ لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے محبوب پیغمبرؐ کی شان میں کمی کر دیں گے۔ وہ ہمارے دلوں میں موجزن آپؐ کی عزت کم کرنے میں نہ کبھی کامیاب ہوئے تھے، نہ ہوئے ہیں اور نہ آئندہ ہو سکیں گے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی چاند پر تھوکے، تو وہ واپس آ کر ان کے اپنے چہروں کو غلیظ کر دے۔ ایک پیالہ جو نبیؐ کے استعمال میں تھا جسے برطانیہ کے میوزیم سے چھپنیا لایا گیا۔ اُس پیالے کو اِتنا عظیم الشان پروٹوکول دیا گیا جو سربراہانِ مملکت کو بھی کبھی نہیں ملا۔ ہم مسلمان بہتے آنسوں کے ساتھ رشک کرتے ہیں اُن خوش نصیب مسلمانوں پر جن کو اُس میں پینے کا موقع ملا، اور اُن جگہوں پر ہونٹ لگانا نصیب ہوا جہاں پر مبارک ہونٹوں نے چُھوا ہوگا **(سبحان اللہ)**۔ اِن غلیظ لوگوں نے کیسے سوچ لیا کہ وہ ہمارے دلوں سے آپؐ کی محبت کم کر سکتے ہیں۔ جو یہ سوچتے ہیں وہ خیالی دنیا میں رہتے ہیں۔ اے اللہ، ہمارے نبیؐ پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں بھیج اور ہمیں اُن کا مخلص اور پکا پیروکار بننے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ، ہماری محبت اپنے محسنؐ کے لیے ہماری جانوں سے زیادہ عزیز کر دے۔ اور اُن کی محبت میں ذرہ برابر بھی کمی نہ آنے دینا۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کتابِ ہدایت

میں اپنے موضوع کی طرف جانے سے پہلے قرآن پر کچھ گفتگو کرنا چاہوں گا۔ تِرمذی، حدیث 292 میں نبیؐ نے کہا "اللہ کے کلام (قرآن) کی برتری دوسرے کلاموں پر ایسے ہی ہے جیسے اللہ کی برتری مخلوق پر"۔ ایک دوسری حدیث جو بخاری اور مسلم میں مروی ہیں، حدیث 4981 اور 152 میں نبیؐ نے کہا "ہر نبی کو معجزے دیئے گئے، تاکہ لوگ ایمان لے آئیں، **مگر مجھے اللہ کی وہ الہامی کتاب ملی جو مجھ پر نازل کی گئی**۔ اس کی وجہ سے قیامت کے دن میرے پیروکار باقی انبیاء کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے"۔ مزید نسائی، حدیث 15 میں نبیؐ نے کہا "سب سے

صحیح اور سچا کلام اللہ کی کتاب (قرآن) ہے"۔ آخر میں ابو داؤد، حدیث 4631 میں نبیؐ نے کہا"... قرآن کی آیات پر شک کرنا کفر ہے...."۔ یہ عنوان میں نےاِس لیے چنا ہے کہ قرآن کتاب ہدایت ہے، اور میں شرک کی نفی کرنے کے لیے اِس کتاب سے حوالے دوں گا۔ اِس عنوان کی دوسری وجہ اِس بات پر زور دینا ہے کہ ہم سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہیں کیونکہ ہم نے قرآن کتابِ ہدایت سے اپنا ناطہ توڑ لیا ہے۔ ایک اور وجہ قرآن سے دوری کی یہ بھی ہے کہ علماء سُونے ہمیں باور کرایا ہے کہ قرآن کو سمجھنا آسان نہیں ہے، جبکہ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ قمر، آیت 17، اور قرآن کی دوسری آیات میں کہتا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے ہدایت کے لیے، ہے کوئی جو اس میں تدبر کرے اور ہدایت قبول کرے۔ ہمیں علماء کی اندھی تقلید کی بجائے اپنے ربّ کی بات پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ سارے حوالے قرآن سے اور نبی پاکؐ کی احادیث سے ہیں۔ ہمیں اپنے علماء کرام کی ہر بات کو مذہبی پارس (قرآن) اور سنتِ نبوی سے جانچنا چاہیے۔ اگر ان کی باتیں اس سے مطابقت رکھتی ہیں، تو ہمیں ایسے علماء کو وہ عزت واحترام کا مرتبہ دینا چاہیے جس کے وہ حق دار ہیں، یہ علماء حق ہیں۔ ہمیں نبی پاکؐ اور صحابہ کرام کے بعد اِن کی طرف دیکھنا چاہیے۔ علماء حق وہ ہیں جو دین کو سمجھتے ہیں اور اِس پر عمل کرتے ہیں۔ یہ لوگ منہاج النبوۃ پر چلنے والے ہیں۔ یہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے اور سادہ زندگی گزاریں گے، وہ جینے کے لیے کھاتے ہیں نہ کہ کھانے کے لیے جیتے ہیں۔ اے اللہ اپنی رحمتیں نازل کر علماء حق پر، اور اُن کو جنت الفردوس عطا فرما اور اُنہیں ہمارا معلم بنا۔ آمین! مزید سورۃ الدخان، آیت 58 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نبی پاکؐ کو کہتے ہیں: "اے نبیؐ، ہم نے اِس کتاب کو تمہاری زبان میں سہل بنا دیا تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔" اللہ نے قرآن قریشی زبان میں اُتارا تاکہ عربوں کے لیے اس کو سمجھنا آسان ہو اور وہ توجہ کریں۔ ہم نے انگریزی اور دوسری زبانیں سیکھی ہیں، اور جب عربی کا معاملہ آتا ہے تو بہانہ بناتے ہیں کہ ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے۔ اللہ ہمیں معاف کرے۔ آمین!

ہمیں یہ جان لینا چاہیے کہ جہنم رہنے کی سب سے بُری جگہ ہے۔ یہ چند دنوں یا سالوں کے لیے نہیں، بلکہ ہمیشگی کے لیے ہو گی۔ اللہ ہمیں، ہمارے اہل و عیال اور کل مسلمین کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے۔ آمین! شرک کی اتنی سخت سزا کیوں؟ اِس کی وجہ یہ ہے کہ جو شرک کرتا ہے وہ باغی ہو جاتا ہے اور باغی سخت سے سخت سزا کا حق دار ہوتا ہے۔ جہاں اللہ کی رحمتوں کا کوئی حساب نہیں، وہاں اس کی سزا کی بھی کوئی حد نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین! شیطان (دشمن اولادِ آدم) سورۃ بنی اسرائیل، آیات 65-62 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے آدمؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا "دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تُو نے اِسے مجھ پر فضیلت دی؟! اگر تُو مجھے قیامت کے دن تک مُہلت دے تو میں اِس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اچھا تو جا، اِن میں سے جو بھی تیری پیروی کریں گے، تجھ سمیت اُن سب کے

لیے جہنم ہی بھرپور جزا ہے۔ تُو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، اِن پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا، مال اور اولاد میں اِن کے ساتھ ساجھا لگا، اور اِن کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سِوا اور کچھ بھی نہیں۔ **یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا**۔ اور توکل کے لیے تیرا ربّ کافی ہے"۔ شیطان نے قیامت کے دن تک کی مہلت مانگی۔ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُسے دے دی، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسانوں کو شیطان کے ذریعے آزمانا چاہتا تھا، ویسے ہی جیسے اللہ نے شیطان کو آدمؑ کے ذریعے سے آزمایا تھا۔ شیطان نے قسم کھائی ہے کہ وہ پوری نسل انسانی کو گمراہ کر ڈالے گا، بس تھوڑے ہی لوگ بچ سکیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جواباً کہا، میں بھی دوزخ کو تم سے اور تیری تقلید کرنے والوں سے بھر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اختیار دیا ہے کہ وہ جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، اِن پر اپنے سوار اور پیادے چڑھادے۔ مال اور اولاد میں اِن کے ساتھ ساجھا لگا لے، اور اُن کو وعدوں کے جال میں پھنسا لے۔ شیطان کو یہ بتا دیا گیا کہ اُسے انسانوں کو زبردستی اپنی راہ پر ڈالنے کا اختیار نہیں (یعنی ہمیں اپنے اعمال کا جواب دہ کر دیا)۔ خوش ہو جاؤ، انسانوں کو جنوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اللہ نے ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اُس کی حفاظت کے لیے مقرر کئے ہیں۔ وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ہم نے کوئی ایسی بستی دیکھی ہے جس کو جنوں نے تباہ کیا ہو؟ نہیں۔ کیا ہم نے سنا ہے کہ کسی انسان کو جنوں نے قتل کیا ہو؟ نہیں۔ ہاں البتہ یہ ضرور سنا ہوگا کہ عامل نے جن نکالتے ہوئے فلاں شخص کو مار ڈالا۔ شیطان صبر اور ترغیب سے آہستہ آہستہ انسانوں کو راہ راست سے بھٹکاتا ہوا شرک کی طرف لے جاتا ہے یہاں تک کہ انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہی بھول جاتا ہے۔ اللہ ہمیں اُن خوش نصیبوں میں سے بنائے جن کو اللہ کی ہدایت نصیب ہوگی۔ آمین!

سورۃ یونس، آیات 58-57 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سے کہتا ہے: لوگو، تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آگئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اِسے قبول کر لیں گے اُن کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبیؐ، کہو کہ "یہ اللہ کا فضل اور اِس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اُس نے بھیجی، اِس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ اُن سب چیزوں سے بہتر ہے"۔ اللہ نے یہ کتاب (قرآن) ہماری نصیحت کے لیے بھیجی ہے۔ اگر ہم اس پر ایمان لائیں گے اور اس پر عمل کریں گے، تو یہ ہمارے دلوں کے امراض کو ٹھیک، اور اللہ کی رحمت کی طرف رہنمائی کرے گی۔ ہمیں اس کے نزول پر خوش ہونا چاہیے، یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں تحریف نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کا ذمہ لیا ہے۔ جب بیمار دل نصیحت قبول نہیں کریں گے تو وہ کبھی بھی ٹھیک نہیں ہوں گے، اور غالب امکان ہے کہ جہنم اُن کا ٹھکانہ ہوگا۔ ہم مسلمان کبھی اِس کے آنے کی خوشی میں جشن مناتے تھے، یعنی عیدالاضحیٰ۔ یہ وہ دن ہے، جس دن اللہ نے ہمیں بتایا کہ اُس نے ہمارے لیے اپنا

دین مکمل کر دیا ہے۔ صد افسوس! پاکستان میں اب ماسوائے قربانی کے یہ ایک عام تعطیل ہے۔ ہم ویلنٹائن ڈے، بسنت، پیروں کے عرس وغیرہ خوب زور شور سے مناتے ہیں لیکن عیدین نہیں۔ کتنے افسوس کا امر ہے!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ یونس، آیات 99-101 میں کہتا ہے: اگر تیرے ربّ کی مشیّت یہ ہوتی (زمین میں سب مومن وفرماں بردار ہی ہوں) تو سارے اہلِ زمین ایمان لے آئے ہوتے۔ پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں؟ کوئی متنفّس اللہ کے اِذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا، اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ **جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ اِن پر گندگی ڈال دیتا ہے**۔ اُن سے کہو "زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اُسے آنکھیں کھول کر دیکھو"۔ اور جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے اِن کے لیے نشانیاں اور تنبیہیں آخر کیسے مفید ہو سکتی ہیں۔ اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کر سکتا، اور اللہ کا یہ دستور ہے کہ وہ اُسی کو ہدایت دیتا ہے جو اُس کی ہدایت کا طلبگار ہو اور عقل سے کام لے۔ کیا ہم ناسمجھ بنے رہیں گے اور اپنے ربّ سے ہدایت نہیں مانگیں گے، کیا کائنات، ارد گرد اور اپنے اندر کی نشانیوں پر تدبر نہیں کریں گے؟ اے اللہ، ہم تجھ سے ہدایت مانگتے ہیں، ہمیں ہدایت یافتہ بنا۔ آمین! مزید سورۃ المومن، آیت 56 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتا ہے: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کسی سند وحجت کے بغیر، جو اُن کے پاس آئی ہو، اللہ کی آیات میں جھگڑ رہے ہیں۔ اُن کے دلوں میں کبر بھرا ہُوا ہے، مگر وہ اُس بڑائی کو پہنچنے والے نہیں ہیں جس کا وہ گھمنڈ رکھتے ہیں۔ بس اللہ کی پناہ مانگ لو، وہ سب کچھ دیکھتا اور سُنتا ہے۔ جو لوگ بغیر ثبوت یا سند کے قرآن میں اختلاف کرتے ہیں، یہ وہ تکبر میں کرتے ہیں (زیادہ تر مذہبی اور سیاسی رہنما)۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا، جس شخص میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا، اور جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ تکبر میں آکر اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ بہت عظیم ہے، وہ اپنی آرزؤں کی عظمت کو کبھی نہیں پہنچ سکے گا، اُلٹا قیامت کے دن ذلیل ورسوا ہو گا۔ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے، کیونکہ وہ سب کچھ سنتا، دیکھتا اور سب گناہ معاف کرتا ہے۔ تکبر پر اتنا زور کیوں؟ اس لیے کہ تکبر انسان کی سوچ کو فرعون کی طرح بنا دیتا ہے، جس نے دعویٔ ربوبیت کیا تھا۔ یہ تکبر ہی ہے جو انسان کو دوسروں کو نقصان پہنچانا آسان بنا دیتا ہے۔ یہ شیطان کا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جس کے ذریعے سے یہ ہمیں اپنے ربّ سے دور کرتا ہے۔ یہ تکبر ہی ہے جو لوگوں کو الہامی احکامات نہ ماننے پر اکسا کر شرک کی طرف دھکیلتا ہے۔ اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے کہ ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھیں۔ جیسے ایک اچھا وکیل بننے کے لیے ہمیں بہت ساری وکالت کی کتابیں پڑھنا پڑتی ہیں تاکہ ملکی قوانین کو سمجھ سکیں، اسی طرح ایک اچھا مسلمان بننے کے لیے ہمیں قرآن کو سمجھ کر پڑھنا اور اُس پر عمل کرنا ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مزید سورۃ انبیاء، آیات 17-18 میں کہتا ہے: اگر ہم کھلونا بنانا چاہتے اور بس یہی کچھ ہمیں کرنا ہوتا تو اپنے ہی پاس سے کر لیتے۔ مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اِس کا

سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے اور تمھارے لیے تباہی ہے اُن باتوں کی وجہ سے جو تم بناتے ہو۔اللہ نے کائنات کو کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا، بلکہ اِس لیے بنایا ہے تاکہ سچ واضح ہو جائے اور جھوٹ مٹ جائے۔ یہ دنیا ایک کمرہ امتحان، ایک چھاج ہے نیک کو بد سے الگ کرنے کے لیے۔اللہ تعالیٰ قرآن کی ایک آیت میں کہتا ہے کہ اُس نے کائنات کو بے مقصد پیدا نہیں کیا، اور اِس کا مقصد ہے کہ اُس کے بندے اُسی کی عبادت کریں اور اُسی کا حکم مانیں۔ چونکہ قرآن اللہ کی آخری الہامی کتاب ہے اِس لیے اِس کے احکام قیامت تک کے لیے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ سے ہدایت طلب کریں اور قرآن کو سمجھ کر پڑھیں۔ تشریح کے لیے ہمیں علماء حق سے استفادہ کرنا چاہیے، جو قرآن اور حدیث کے پابند ہوں۔

سورۃ رعد، آیات 37-36 میں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبی پاکؐ کو کہتے ہیں: اے نبیؐ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اِس کتاب سے جو ہم نے تم پر نازل کی ہے، خوش ہیں اور مختلف گروہوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے۔ تم کہہ دو کہ "مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اِس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اُس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں، لہٰذا میں اُسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اُسی کی طرف میرا رجوع ہے۔"اِس ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمانِ عربی تم پر نازل کیا ہے۔اب اگر تم نے اِس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی تمہارا حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اِس کی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ جن لوگوں پر پہلے اُس نے اپنی کتابیں (تورات، انجیل وغیرہ) نازل کی تھیں اور اُن میں سے جو اُس کا علم بھی رکھتے تھے، قرآن کے نزول پر خوش ہیں، کیونکہ اِس میں وہی تعلیم دی گئی ہے جو اُن کی کتابوں میں تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبیؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنی مرضی اللہ کی مرضی کے تابع کریں، اور کسی کو اُس کا شریک نہ بنائیں۔ نبیؐ ہمیں اللہ کی طرف بلاتے تھے، اور خود بھی صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبیؐ پر یہ ہدایت نامہ قرآن عربی زبان میں نازل کیا اور نبیؐ کو متنبہ کیا کہ اگر اُنہوں نے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں نہ اُن کا کوئی حامی و مددگار ہو گا اور نہ ہی کوئی اُنہیں اُس کی پکڑ سے بچا سکے گا (2:120)۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ بالواسطہ ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ اگر ایک نبیؐ بھی اُس کی حکم عدولی کرے گا تو اُنہیں بھی سخت سزا جھیلنی پڑے گی۔انبیاء کو بھی متنبہ کیا گیا تھا کہ غیر اللہ کو نہ پکارنا۔یہود و نصاریٰ آخری نبیؐ اور اس کی الہامی کتاب کا انتظار کر رہے تھے، لیکن اس کے باوجود اکثریت نے آپؐ اور قرآن کو ماننے سے انکار کر دیا تھا، کیونکہ قرآن اُن کے بگڑے ہوئے نظریات کا قلع قمع کرتا ہے۔کچھ مسلمان بھائیوں نے بھی قرآن کو ماننے سے انکار کر دیا ہے، اور اُس جھوٹ کو اپنا رہے ہیں جسے بعض جھوٹے بغیر ثبوت کے دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن تک علم سینہ بہ سینہ پہنچا ہے۔ جو علم سینہ بہ سینہ آئے گا اُس کو بدعنوان علماء بآسانی بدل سکتے ہیں، اور اس طرح اصل علم کا

کھوج لگانا مشکل ہو جاتا۔ اللہ اپنے احکامات کو ایسے کبھی نہیں چھوڑتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں کہتا ہے کہ انسانوں کی بہ نسبت، کائنات کو بنانا زیادہ بڑا کام تھا۔ اللہ تعالیٰ بتانا چاہ رہے ہیں کہ اُس نے اکیلے اتنی وسیع کائنات کو تخلیق کیا اور بغیر تھکاوٹ کے اس کے درمیان جو کچھ بھی ہے اُن کی ضروریات کو بھی وہ پورا کرتا ہے۔ ہمیں خود سے سوال کرنا چاہیے کہ وہ کون سی چیز ہے جو انسانوں کو حواس باختہ کر کے اُنہیں غیر اللہ سے مدد مانگنے کی طرف راغب کرتی ہے، اُن سے جن کے پاس نہ طاقت ہے اور نہ ہی اختیار، اور جو خود انتہائی کمزور ہیں۔ شیطان ہم میں تکبّر بھرتا ہے، اور تکبّر یا جہالت کی بنا پر ہم اپنے آپ کو صحیح سمجھتے ہوے اللہ کی نشانیوں اور احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ سورۃ عنکبوت، آیات 66-64، میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتا ہے: کہ اِس دنیا کی زندگی کچھ نہیں مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا ہے۔ اصل زندگی کا گھر تو دارِ آخرت ہے، کاش لوگ سمجھتے۔ جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُس سے دعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ انھیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ یہ دنیا ایک کھیل تماشہ اور نظر کے دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں، اور ہمارا امتحان یہ ہے کہ ہم نظر کے دھوکے سے نکلیں اور آخرت کی تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ مزید کہتا ہے کہ جب کسی فرد پر مصیبت آتی ہے تو وہ اخلاص کے ساتھ اللہ (سب سے طاقتور) کو اُس کی رحمت کے لیے پکارتا ہے، اور جب آزمائش ختم ہو جاتی ہے تو شکر گذاری دوسروں کی کرتا ہے، اور وہ دوغلا پن دکھاتے ہوئے الرحمان کی ناشکری کرتا ہے۔ یہ آیات شرک کی نفی کرتی ہیں، کیونکہ جب سخت آزمائش آتی ہے تو ہر شخص ربِّ کائنات، اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جب اللہ آلام اُٹھالیتا ہے، تو بد قسمتی سے خواہشِ نفس اور دل کی روحانی بیماری میں مبتلا دل پُرانے طریقہ پر چل پڑتے ہیں۔ فرعون کو نو معجزے دکھائے گئے تھے، ہر دفعہ وہ موسیٰؑ کو کہتا کہ اپنے ربّ کو کہو کہ وہ آلام ہٹالے میں ایمان لے آؤں گا۔ جیسے ہی آلام ہٹتے وہ اپنے وعدہ سے پھر جاتا۔ جب ہمیں کہا جاتا ہے کہ اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرو، یہ اُسی وقت ممکن ہے جب ہم قرآن اور سنتِ نبی پر عمل کریں گے۔

کچھ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی پاکؐ سب کچھ سن سکتے ہیں، لیکن حدیث میں ہے کہ: جو حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے، اُس میں رسول اللہؐ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنانا اور میری قبر کو عید (میلہ گاہ) نہ بناؤ، اور مجھ پر درود پڑھو، تم جہاں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ کو پہنچا دیا جائے گا۔ نبیؐ نے کہا میرے اُمتی مجھ پر درود بھیجیں جہاں کہیں بھی ہوں وہ مجھ تک پہنچا دیا جائے گا (نہ کہ سنا جائے گا)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ عنہ لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔ (سنن ابی داؤد 2042)

اگر نبیؐ ہمیں نہیں سن سکتے تو یہ اُولیاء کیسے سن سکتے ہیں؟ ہر ایک کو سننے کی صفت صرف اللہ کی ہے۔ وسیلہ کے عنوان کے تحت اللہ کی صفات کو دوسروں کے ساتھ منسوب کرنے کو مسترد کر دیا جائے گا۔ انسان ایک وقت میں ایک بندے کو سننے کی صلاحیت رکھتا ہے، تو پھر یہ اولیاء سارے لوگوں کو بیک وقت کیسے سن سکتے ہیں؟ یہ انسانی استطاعت سے باہر ہے۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ اولیاء انسان نہیں تو وہ ان کا درجہ کم کر رہا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات کہا ہے، اور اس نے تمام مخلوقات کو نیک انسانوں کے لیے مسخر کر رکھا ہے۔ دوم نورانی مخلوق بھی ہر ایک کو بیک وقت نہیں سن سکتی اور نہ ہی غیب کا علم جانتی ہے۔

جعلی پیر اور علماء سُوا اپنے حواس باختہ مریدوں سے پیسے بٹورنے کے لیے جھوٹ گھڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم ہماری پیروی کرو، ہم تمہیں اور تمہارے اہل وعیال کو جنت میں لے جائیں گے۔ جبکہ نبیؐ بھی کسی کو اللہ کی مرضی کے بغیر جنت میں نہیں لے کے جا سکتے، یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے جو جعلی پیر اور علماء سُو گمرہ کرنے کے لیے بولتے ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت 15 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو کوئی راہ راست اختیار کرے، اس کی راست رَوِی اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے، اور جو گمراہ ہو اُس کی گمراہی کا وبال اُسی پر ہے۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ لوگوں کو (حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغمبر نہ بھیج دیں۔ اِس آیت میں اللہ ہمیں متنبہ کر رہے ہیں کہ قیامت والے دن ہر شخص اپنا بوجھ خود اُٹھائے گا اور، کوئی دوسرا اُس کا بوجھ نہ اُٹھا سکے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ دھوکے باز ہمارے گناہوں کا بار نہیں اُٹھا سکیں گے تو کون اُٹھائے گا، پھر یہ ہمیں جنت میں کیسے لے کر جائیں گے (یقیناً جہنم میں)۔ ظاہر ہے آیت (17:15) کی رو سے ہم اپنا بوجھ خود اُٹھائیں گے۔ اللہ مزید کہتا ہے، وہ اُس وقت تک کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتا، جب تک وہ اُس قوم میں ایک نبیؐ صحیح اور غلط کی پہچان کرانے کے لیے نہ بھیج دے (قرآن اور سنت)۔ محمدؐ آخری نبی تھے، آخری الہامی کتاب کے ساتھ، جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک انسانیت کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ اُسے ہمیں سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور اُسی پر صحیح طریقہ سے عمل کرنا چاہیے۔ یقیناً قرآن حق کو باطل سے الگ کرتا ہے، اور تاقیامت انسانیت کے لیے کتابِ ہدایت ہے۔

پھر ہم اللہ کو چھوڑ کر ان پیروں اور علماء کو کیوں مدد کے لیے پکارتے ہیں؟ یہ زیادہ تر حصولِ رزق یا مصائب وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ عنکبوت، آیت 60 میں کہتے ہیں: "کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے، وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے"۔ یہ آیت ہمارے ذہن میں سوال اُٹھاتی ہے، کیا یہ جعلساز ہمارے رازق ہیں اور کیا یہ مائیکروبز (بیکٹیریا وغیرہ)، جنگلی جانوروں، کیڑوں، مکوڑوں، سمندری حیات وغیرہ کے رازق ہیں؟ ظاہر ہے نہیں۔ اللہ ہمارا اور ساری مخلوق کا

رازق ہے۔اگراللہ ہمارااور ہر اُس چیز کارازق ہے جو کائنات میں وجود رکھتی ہے، توکیامنطق ہمیں یہ نہیں کہتی کہ ہمیں اللہ ہی کو پکارناچاہیے جو سب سنتاہے، سب جانتاہے اور ہر چیز دینے کااختیار رکھتاہے۔ جیسے میں نے پہلے کہا ہے، اہلِ کتاب، آخری نبی اور آخری کتاب کاانتظار کررہے تھے۔اس کے باوجود اُنھوں نے نبیؐ اور قرآن کو ماننے سے انکار کردیاتھا، اسی طرح ہمارے کچھ مسلمان بھائیوں نے قرآن کورد کردیاہے، اور الہامی علم کو کہیں اور ڈھونڈ رہے ہیں۔اُن کادعویٰ ہے کہ یہ دوسرا علم نبیؐ کے زمانہ سے سینہ بہ سینہ اُن تک پہنچاہے۔لوگوں کے ذہنوں میں یہ نظریہ جعلی پیروں اور علمائے سوء نے ڈالاہے، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ علم اُن تک سینہ بہ سینہ ابو بکر صدیقؓ سے یا حضرت علیؓ سے منتقل ہواہے، یہ ایک فریب ہے۔ یہ تصور لوگوں کو بیوقوف بناکر اُن سے پیسے بٹورنے کے لیے پیش کیاگیاہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن میں ثبوت مانگتاہے۔اس بات کو میں ایک مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتاہوں۔ ریٹیل میں چیزیں بیچنے پر پاکستان میں سیل ٹیکس کی شرح 19% ہے، اگر کوئی شخص یاکوئی وکیل مجھے کہے نہیں سیلز ٹیکس کی شرح 5% ہے اور میں اُس پر بغیر دستاویزی ثبوت کے عمل کرناشروع کردوں تو حکومت میراکیاحال کرے گی؟ذراسوچو! اگر میں کہوں کہ فلاں نے مجھے کہاتھا، حکومت اِس بہانے کو نہیں مانے گی اور مجھ سے ثبوت مانگے گی کہ وہ SRO دِکھاؤ جو سیلز ٹیکس کی شرح 5% کہتاہے۔ جو ہے نہیں۔اب اگر میں کہوں مجھے علم نہیں تھا، تو مجھے کہاجائے گا، "قانون سے ناواقفیت کوئی بہانہ نہیں ہے"، اور مجھے سخت سزاکاسامناکرنا پڑے گا۔اسی طرح اگر ہم غیر اللہ کو قرآن اور حدیث کے سندی ثبوتوں کے بغیر پکاریں گے توکیاقیامت والے دن قرآن سے نابلد ہونے کاہمارابہانہ چلے گا؟ نہیں۔ سورۃ التحریم، آیت 7 میں اللہ بھی کہتاہے، "(اُس وقت کہاجائے گا کہ)اے کافرو، آج معذرتیں پیش نہ کرو، تمھیں تو ویساہی بدلہ دیاجارہاہے جیسے تم عمل کررہے تھے"۔ قرآن کو نظرانداز کرنے کے جرم میں جہنم ہمارا ٹھکانہ ہوگا۔اللہ اپنے آخری پیغام جس پر عمل نہ کرنے کی اتنی سخت سزاہے، یوں مسخ نہیں ہونے دے گا۔اگر ہم ان کایہ دعویٰ تسلیم کرلیں کہ ان تک علم سینہ بہ سینہ پہنچاہے، توسوال یہ ہے اِن جعلسازوں سے: کیاوجہ ہے کہ جس دین پر حضرت ابو بکر صدیقؓ یاحضرت علیؓ نے عمل کیااور سکھایا، وہ کیوں تبدیل ہوتارہتاہے؟اِن دھوکے بازوں کی دھوکہ دہی کی ایک اور مثال: یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اِن کے پاس ایک ایسافریم ہے جس میں نبیؐ کاموئے مبارک ہے، جو خود بخود بڑھتارہتاہے۔ میں اِن دھوکے بازوں سے ایک سوال کرناچاہوں گا، کیاوجہ ہے کہ نبیؐ کے حقیقی بال جو عجائب گھر میں محفوظ ہیں وہ نہیں بڑھتے؟یہ اُنہی لوگوں کو بے وقوف بناسکتے ہیں جو آسان راستہ ڈھونڈتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ بقرہ، آیات 82-79 میں کہتے ہیں: "پس ہلاکت اور تباہی ہے اُن لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کانوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیاہواہے تاکہ اِس کے معاوضے میں تھوڑاسافائدہ حاصل کرلیں۔اُن کے ہاتھوں کایہ لکھابھی اِن

کے لیے تباہی کا سامان ہے اور اِن کی یہ کمائی بھی ان کے لیے موجب ہلاکت ہے"۔ وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہر گز چھونے والی نہیں،اِلاّ یہ کہ چند روز کی سزا مل جائے۔"اِن سے پوچھو، کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے، جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کر سکتا؟ یا بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمے ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے؟ آخر تمھیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطاکاری کے چکر میں پڑا رہے گا، وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہ جنتی ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔ اللہ اِن جعلسازوں کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ جو شرح وہ اپنے ہاتھوں سے تھوڑے سے معاوضہ کے لیے لکھتے ہیں اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، یہ کمائی اُن کے لیے موجب ہلاکت ہو گی، اور دوزخ اُن کا ٹھکانہ ہو گا۔ یہ دھوکے باز اپنے مریدوں کو کہتے ہیں کہ آگ اُنہیں نہیں چھوئے گی اور اگر چھوئے گی بھی تو چند روز کے لیے۔ کس وجہ سے جہنم کی آگ اُن کو نہیں چھوئے گی؟ اُوپر دی گئی آیات کہتی ہیں جو بھی برائی کمائے گا اور اُس میں دھنستا جائے گا وہ ہمیشگی کے لیے جہنم میں داخل ہو گا، اور جو ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا وہ ہمیشہ کے لیے جنت کا باسی ہو گا۔ میرا یہاں اِن آیات کو بیان کرنے کا مقصد اِس بات پر زور دینا ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ قرآن اور سنت سے تصدیق کئے بغیر اپنے مذہبی رہنماؤں کی باتوں کو مان لیتے ہیں۔ ہماری اِس کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ علمائے سُوء قرآن کی تعلیمات کے برعکس اپنی طرف سے باتیں گھڑ لیتے ہیں۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے، ہمارے دین کی کسوٹی قرآن ہے اور اس کی تفسیر ہمارے پیارے نبیؐ کی سنت میں پنہاں ہیں۔ جو علم قرآن کے اقوال کے برعکس ہو، وہ جھوٹ اور خود ساختہ ہونے کے علاوہ کچھ نہیں، اُسے ہمیں رد کر دینا چاہیے۔

اِن جعلی پیروں کے پاس ایک طرہ امتیاز یہ بھی ہے کہ جب وہ مر جاتے ہیں تو اِن کے بچے بزنس سنبھال لیتے ہیں۔ یہ بزنس دھوکہ دہی کی مہارت اور سرمایہ کاری کے بغیر ہوتا ہے۔ سورۃ بقرہ، آیت 124 میں اللہ کہتے ہیں: یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے ربّ نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ اُن سب میں پورا اُتر گیا، تو اُس نے کہا: "میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں"۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا: "اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟" اُس نے جواب دیا: "میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے"۔ **اگرچہ اللہ** نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست (خلیل) چنا تھا، اور کہا تھا کہ وہ اُسے نسلِ انسانی کا سردار بنائے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے عاجزی سے دریافت کیا، کیا یہ وعدہ اُن کی نسل کے لیے بھی ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، میرا وعدہ ظالموں کے لیے نہیں ہے۔ اِن جعلی پیروں کو دیکھیں تو اکثر کے کردار قرآن اور سنتِ نبیؐ سے متصادم ہوں گے۔ اگر نبی ابراہیمؑ کی ناخلف اولاد نبی نہیں بن سکتی، تو پیروں کی نالائق اولاد پیر کیسے بن سکتی ہے۔ اُنھوں نے گدی کو وراثت بنا لیا ہے، یہ اسلامی تصور نہیں۔ مزید اللہ

سبحانہ وتعالیٰ سورۃ بقرہ، آیات 130-131 میں فرماتا ہے: اب کون ہے جو ابراہیمؑ کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو، اس کے سِوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟ ابراہیمؑ تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چُن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہو گا۔ اِس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے ربّ نے اس سے کہا "مسلم ہو جا" تو اس نے فوراً کہا: "میں مالکِ کائنات کا مسلم ہو گیا"۔ ابراہیمؑ موحد تھے، انھوں نے اپنی مرضی کو ربِّ کائنات کی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔ اِن آیات میں اللہ پوچھتا ہے کہ کون ابراہیمؑ کے طریقے (موحد) سے نفرت کر سکتا ہے، ماسوا اُن کے جو مغرور اور جاہل ہوں۔ قرآن ہمیں حضرت ابراہیمؑ کے طریقے پر چلنے کو کہتا ہے جس نے اللہ کی مرضی کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ آج اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی منشا ہے کہ ہم قرآن کی تعلیمات پر عمل کریں۔ مزید شرک کا قلع قمع کرنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ زخرف، آیات 43-45 میں نبی پاکؐ کو کہتے ہیں: تم بہر حال اِس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو جو وحی کے ذریعہ سے تمہارے پاس بھیجی گئی ہے، یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے ایک بہت بڑا شرف ہے اور **عنقریب تم لوگوں کو اِس کی جواب دہی کرنی ہو گی۔** تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے تھے اُن سے پوچھ دیکھو، کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کیے تھے کہ اُن کی بندگی کی جائے۔ سارے نبی جو حضرت ابراہیمؑ کے بعد آئے، وہ اُن کی نسل میں سے تھے، اور اُن ہی کے طریقہ پر عمل پیرا تھے۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ سب نبی ایک ہی پیغام کے ساتھ مبعوث ہوئے، **"ایک اللہ کی فرمانبرداری اور عبادت کرو"**۔ چونکہ قرآن آخری کتاب اور مکمل ضابطہ حیات ہے، یہ نبیؐ اور اُن کے اُمت کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے، لہٰذا اس پر عمل نہ کرنے پر یومِ حساب ہم جوابدہ ہوں گے۔ اکثر سیاسی اور مذہبی رہنما اپنی طرف سے جھوٹ گھڑتے ہیں، جو ہمیشہ جھوٹ ہی رہے گا۔ اس جھوٹ کا مقصد اپنے حواس باختہ مریدوں سے محض پیسے بٹورنے یا زیادتی کرنے کے طریقے ایجاد کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں (مریدوں کو برابری سے گرانے اور تشدد کرنے کے لیے)۔ یہاں پر زور اس بات پر ہے کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ یہ ہمیں گمراہ ہونے سے بچائے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مائدہ، آیت 3 میں کہتے ہیں: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا۔ چونکہ اللہ نے ہمارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے، لہٰذا قرآن کے علاوہ بدعات اور دوسرے غلط دینی علوم کے سارے دروازے بند کر دئے گئے ہیں۔ قرآن کی یہ آیت ہر اُس طریقے کی نفی کرتی ہے جو غیر معتبر لوگوں نے ایجاد کی ہیں۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ نساء، آیت 70 میں کہتے ہیں: یہ حقیقی فضل ہے جو اللہ کی طرف سے ملتا ہے اور حقیقت جاننے کے لیے بس اللہ ہی کا علم کافی ہے۔ قرآن کا علم اور

اُس کے احکامات ہماری ہدایت کے لیے کافی ہیں (قرآن کی تفسیر سنتِ نبیؐ ہے)۔ **سبحان اللہ**۔ آخر میں اُن لوگوں کے لیے جو کہتے ہیں کہ قرآن کو تبدیل کر دیا گیا ہے یا اِس کے پارے غائب ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورہ حجر، آیت 14 میں اِن اعتراضات کو یہ کہہ کر ختم کرتا ہے: "رہا یہ ذِکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اِس کے نگہبان ہیں۔" قرآن کی یہ آیت ان لوگوں کے نظریات کی بیخ کنی کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن تبدیل کر دیا گیا۔ یہ نظریہ ایک فرقہ سامنے لایا ہے، جو کہتا ہے کہ حقیقی قرآن بعد میں آئے گا۔ اِن میں جرأت نہیں کہ وہ اپنی کتاب کو پیش کریں کیونکہ اگر وہ پیش کر دیتے تو وہ اپنی غلطیوں اور تضادات کی وجہ سے رد ہو جاتی۔ جو قرآن کا انکار کرتے ہیں، حقیقت میں اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ وہ خدا جو اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے خدا نہیں ہو سکتا۔ اِس سے اُس کی صفاتِ اولیٰ کا بھی انکار ہوتا ہے۔ جبکہ قرآن اپنے آپ کو پیش کر کے چیلنج دیتا ہے کہ کوئی اِس میں تضاد ڈھونڈ کر دکھائے یا ثابت کرے کہ یہ سائنس کے ثابت شدہ اصولوں کے خلاف ہے۔ قرآن دلیلوں کی کتاب ہے سائنس کی نہیں، لیکن اس کے باوجود قرآن میں جو بھی آیات سائنس کے حوالے سے آئی ہیں، سائنس نے ان کو ثابت کیا ہے کہ یہ انتہائی درست اور صحیح ہیں۔ سچے خدا پر ایمان کو بڑھانے کے لیے سائنس ایک ہتھیار ہے۔ اسی لیے دوسری آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہم کیوں غور نہیں کرتے اِس دنیا اور اپنے آپ پر، یہ ہمیں لازماً سچائی کی طرف لے جا کر اللہ کے وجود کی تائید کرے گی۔ اس کے باوجود کچھ لوگ کہیں گے کہ قرآن مکمل نہیں۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن، آیت 4 میں نبیؐ کو کہتے ہیں: اللہ کی آیات میں جھگڑے نہیں کرتے مگر صرف وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے۔ اِس کے بعد دنیا کے ملکوں میں اُن کی چَلت پھِرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ آیت کہتی ہے کہ جنھوں نے یہ کہا کہ قرآن آج کے زمانے کے لیے نہیں ہے، یا یہ کہ قرآن نامکمل ہے، یا تبدیل کیا گیا ہے، وہ جھوٹے اور کافر ہیں۔ ہمیں اُن کی شان و شوکت گمراہ نہ کرنے پائے۔ آئیں دیکھیں قرآن کیا کہتا ہے نبیوں کے معجزات کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ مومن، آیت 78 میں نبیؐ کو کہتے ہیں: اے نبیؐ، تم سے پہلے ہم بہت سے رسُول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے حالات ہم نے تم کو بتائے ہیں اور بعض کے نہیں بتائے۔ کسی رسول کی بھی طاقت نہ تھی کہ اللہ کے اِذْن کے بغیر خود کوئی نشانی لے آتا۔ پھر جب اللہ کا حکم آگیا تو حق کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اُس وقت غلط کار لوگ خسارے میں پڑ گئے۔ اس آیت میں اللہ کہتا ہے کہ انبیاء نے جو بھی معجزات دکھائے وہ اس کے اذن سے تھے اور وہ اپنی منشاء سے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اگر انبیاء اپنی مرضی سے معجزات نہیں دکھا سکتے تو کوئی اور کیسے دکھا سکتا ہے؟ مسلمانو، ذرا سوچو تو سہی! اگر اللہ کے اذن سے انبیاء اور اولیاء معجزات و کرامات دکھاتے تھے، تو پھر کیا منطق یہ نہیں کہتی کہ ہمیں حاجت کے لیے صرف اللہ کو پکارنا چاہیے؟ اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن، آیات 61-63 میں کہتا ہے: وہ اللہ ہی تو ہے، جس

نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اُس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو روشن کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ وہی اللہ (جس نے تمہارے لیے یہ کچھ کیا ہے) تمہارا ربّ ہے ہر چیز کا خالق۔ اُس کے سِوا کوئی معبُود نہیں۔ پھر تم کدھر سے بہکائے جارہے ہو؟ **اِسی طرح وہ سب لوگ بہکائے جاتے رہے ہیں جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے**۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے ہمارے سکون کے لیے رات بنائی اور دن کو حصولِ رزق کے لیے روشن کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مزید کہتے ہیں، وہ لوگ جو میری آیات کا انکار کرتے ہیں، وہ اسلام سے دور ہو جاتے ہیں۔ جو بھی صدق دل سے یہ سمجھتا ہے اللہ زمین و آسمان کا خالق ہے، اور قرآن اُس کی کتابِ ہدایت ہے، وہ کبھی اُس کے احکامات کی نافرمانی نہیں کرے گا، اور نہ ہی اُس کی آیات میں جھگڑے گا۔ ہم پہلے وہ آیت پڑھ چکے ہیں جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ضمانت دیتا ہے کہ قرآن قیامت تک لیے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کبھی اپنے وعدے سے نہیں پھرتا اور نہ ہی کوئی اُسے اُس کے وعدے سے پھیر سکتا ہے۔

اے مسلمانو، ہم اپنے ربّ کے بارے میں تذبذب میں کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ دوبارہ اِس کتاب کے عنوان "اللہ کون ہے؟" کو پڑھیں، تاکہ اللہ کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مزید سورۃ مومن، آیات 14-13 میں کہتا ہے:

وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے رزق نازل کرتا ہے۔ مگر (ان نشانیاں کے مشاہدے سے) سبق صرف وہی شخص لیتا ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔ (پس اے رجوع کرنے والو) اللہ ہی کو پُکارو اپنے دین کو اس کے لیے خالِص کرکے، خواہ تمہارا یہ فعل کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ اِن آیات میں اللہ کہتا ہے، وہی ہمیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے ہمارے لیے رزق پہنچاتا ہے، تاکہ ہم عبرت لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرکے اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہ پُکاریں۔ اے مسلمانو، چاہے ایمان نہ لانے والوں کو کتنا ہی بُرا کیوں نہ لگے، ہمیں اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرنا چاہیے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن، آیات 20-18 میں نبی پاک ؐ کو کہتے ہیں: اے نبیؐ، ڈراؤ اِن لوگوں کو اُس دن سے جو قریب آلگا ہے۔ جب کلیجے مُنہ کو آرہے ہوں گے اور لوگ چُپ چاپ غم کے گھونٹ پیئے کھڑے ہوں گے۔ **ظالموں کا نہ کوئی مشفق دوست ہوگا اور نہ کوئی شفیع** جس کی بات مانی جائے۔ اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چُھپا رکھے ہیں۔ اور اللہ ٹھیک ٹھیک بے لاگ فیصلہ کرے گا۔ رہے وہ جن کو (یہ مشرکین) اللہ کو چھوڑ کر پُکارتے ہیں، وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ کرنے والے نہیں ہیں۔ بلاشبہ اللہ ہی سب کچھ سُننے اور دیکھنے والا ہے۔ اِن آیات میں اللہ نبی ؐ کو کہتے ہیں کہ لوگوں کو ڈراؤ قیامت کے دن سے جو ہر روز قریب تر ہو رہا ہے، جس کی ہولناکی اتنی شدید ہوگی کہ خوف سے دل ڈوبنے لگیں گے، اُس دن مجرموں کا نہ کوئی دوست ہوگا، نہ وسیلہ، نہ شفاعت کرنے والا، اور نہ ہی اُن کے جھوٹے معبود اُنھیں اللہ کی پکڑ سے بچا سکیں گے (یہ ردہے پیر، اولیاء امام وغیرہ کا)۔ اللہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے، وہ دلوں کے بھید تک جانتا ہے، اور وہ اِن کے ماضی، حال اور مستقبل میں کیا چھپا ہے تک کو جانتا ہے۔ اللہ

اپنا فیصلہ انصاف کے ساتھ سنائے گا۔اے اللہ، تیری رحمت ہمارے گناہوں سے بہت وسیع ہے، ہمیں تیری رحمت کا ہی آسرا ہے نہ کہ اپنے اعمالوں کا۔آمین !

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن، آیات 85-82 میں اُن سے پوچھتا ہے جو شک میں پڑے ہوئے ہیں: پھر کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اِن کو اُن لوگوں کا انجام نظر آتا جو اِن سے پہلے گزر چکے ہیں ؟ وہ اِن سے تعداد میں زیادہ تھے اِن سے بڑھ کر طاقتور تھے، اور زمین میں اِن سے زیادہ شاندار آثار چھوڑ گئے ہیں۔جو کچھ کمائی اُنہوں نے کی تھی، آخر وہ اُن کے کس کام آئی ؟ جب اُن کے رسُول ان کے پاس بیّنات لے کر آئے تو وہ اُسی علم میں مگن رہے جو ان کے اپنے پاس تھا، اور پھر اُسی چیز کے پھیر میں آ گئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پُکار اُٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ واحد لا شریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں اُن سب معبودوں کا جنہیں ہم اُس کا شریک ٹھہراتے تھے۔مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد اُن کا ایمان اُن کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا، کیونکہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا ہے، اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔اِن آیات میں اللہ ہمیں متنبہ کر رہے ہیں کہ وہ اقوام جو عربوں سے زیادہ طاقتور اور تعداد میں بھی زیادہ تھیں، اُنھیں اللہ نے تباہ کر دیا تھا، اُن کے کھنڈرات دنیا بھر میں بکھرے پڑے ہیں، تاکہ ہم اُن سے سبق لیں۔اُن کی جمع کی گئی دولت اُن کے کسی کام نہ آئی، کیونکہ جب اُن کا نبی اُن کے پاس حق لے کر آیا، اُنھوں نے اُس کا انکار کیا اور اپنے ڈگر پر چلتے رہے۔مجرم اللہ کے عذاب کو دیکھ کر ایمان لائیں گے اور اپنے پُرانے عقائد کو مسترد کریں گے۔افسوس ! عذاب دیکھنے کے بعد اللہ پر ایمان لانا ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا، کیونکہ اللہ کا یہی طریقہ ہے۔اے مسلمانو، اپنے دل میں حق کی آرزو پیدا کرو، سجدہ میں گر کر اللہ سے ہدایت مانگو، وہ ان شاءاللہ ہدایت دے گا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ سجدہ، آیت 22 میں پوچھتا ہے: اور اُس سے بڑا ظالم کون ہو گا جسے اس کے ربّ کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ اُن سے منہ پھیر لے۔ایسے مُجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے۔اِس آیت میں اللہ کہتا ہے کہ اُس شخص سے بڑا مجرم کون ہو گا جس کو قرآن کی آیات کی طرف بلایا جاتا ہے، اور وہ اُن کا انکار کرتا ہے۔قرآن بھرا پڑا ہے اُن لوگوں کی ملامت سے جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔میں اِس بات پر اِس لیے زور دے رہا ہوں کیونکہ ہمارے کچھ اہل سنت (بریلوی بھائی) بھی کہنے لگے ہیں کہ قرآن مکمل نہیں ہے یا اس کے علاوہ اور علوم ہیں۔یہ اسلامی نظریہ نہیں ہے، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات اولیٰ کی نفی ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا تھا کہ میں نے قرآن کو قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔یہ محفوظ ہے، اور تا قیامت محفوظ رہے گا۔اے مسلمانو ! ان غلط کاروں کے ہاتھوں بے وقوف نہ بنو اور اپنی آخرت تباہ نہ کرواؤ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک سادہ سی منطق کی طرف زور دیتے ہوئے سورۃ المومن، آیات 59-57 میں پوچھتا ہے: آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسان کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اندھا اور بینا یکساں ہو جائیں اور صالح اور بدکار برابر ٹھہریں۔مگر تم لوگ کم ہی کچھ سمجھتے ہو، یقیناً قیامت کی گھڑی

آنے والی ہے، اس کے آنے میں کوئی شک نہیں، مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔انسان کائنات کے مقابلہ میں ذرے سے بھی چھوٹے ہیں۔ انسانوں کو تخلیق کرنے کی بنسبت کائنات کو بنانے کے لیے بہت زیادہ قوت درکار تھی، اس کے باوجود ہم عقل سے کام نہیں لیتے اور اِس امر کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک ناچیز انسان کو اللہ کی صفاتِ اولیٰ کا ہمسر بنا دیتے ہیں، اگرچہ ہم مانتے ہیں کہ اندھا اور بینا، نیک اور بد برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہم مسلمان یومِ حساب پر یقین رکھنے کے باوجود غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی پر نظر دوڑائیں، جہاں ہمیں احتساب کا ڈر ہوتا ہے، وہاں ہم قانون کی پاسداری کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہمیں قرآن پر پختہ یقین ہو گا، تو ہم اُس پر بھی عمل کریں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مزید سورۃ مومن، آیات 72-69 میں کہتے ہیں: تم نے دیکھا اُن لوگوں کو جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں، کہاں سے وہ پھرائے جا رہے ہیں؟ یہ لوگ جو اِس کتاب کو اور اُن ساری کتابوں کو جھٹلاتے ہیں جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجی تھیں، عنقریب اِنھیں معلوم ہو جائے گا جب طوق اِن کی گردنوں میں ہوں گے، اور زنجیریں، جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے، اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ جو لوگ اللہ کی آیات میں جھگڑا اور اُس کی کتابوں کا انکار کرتے ہیں، وہ گمراہ ہیں، جلد طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیروں سے پکڑ کر جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔ اے اللہ، ہمیں معاف کر دے، ہم نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیے ہیں۔ آمین! اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ انعام، آیات 51-50 میں کہتے ہیں: **اے نبیؐ، ان سے کہو، "میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اُس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے"۔** پھر اِن سے پوچھو: "کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے"؟۔ اور اے نبیؐ تم اُس (علمِ وحی) کے ذریعے سے اُن لوگوں کو نصیحت کرو جو اِس کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رَبّ کے سامنے کبھی اِس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اُس کے سوا وہاں کوئی اِن کا حامی و مددگار نہ ہو گا، اور نہ ہی سفارش کار، شاید کہ (اس نصیحت سے متنبّہ ہو کر) وہ خدا ترسی کی رَوِش اختیار کر لیں۔ ان آیات میں اللہ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ لوگوں کو قرآن کے ذریعے نصیحت کرو، اور انھیں بتا دو کہ آپؐ نہ معجزات دکھانے کا اختیار رکھتے ہیں، نہ غیب کا علم جانتے ہیں، اور نہ ہی آپؐ نور (فرشتہ) ہیں۔ جنھوں نے قرآن کو رد کر دیا ہے وہ اللہ کی صفاتِ اولیٰ کو ہر ایرے غیرے سے منسوب کرتے ہیں۔ قرآن کا مقصد لوگوں کو زبردستی قائل کرنا نہیں، بلکہ جو ہدایت کے طالب گار ہیں اُن کو نصیحت کرنا مقصود ہے۔ اے اللہ، ہمیں اُن میں سے بنا جو تیری ہدایت کے طلب گار ہیں اور ہمیں ہدایت دے۔ آمین! اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ انعام، آیات 59-58 میں نبی پاکؐ سے کہتے ہیں: کہو: "اگر کہیں وہ چیز میرے اختیار میں ہوتی جس کی تم جلدی مچا رہے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ مگر اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ ظالموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جانا چاہیے۔ **اُسی کے پاس غیب کی کُنجیاں ہیں جنہیں اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ**

ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ اِن آیات میں اللہ ہمیں بتارہے ہیں کہ اگر نبیؐ کو اختیار دے دیا جاتا (جو انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے) تو معاملات کو اُنھوں نے کبھی کا نبٹا دیا ہوتا، یعنی گناہ گاروں کو تباہ یا سزا دے دی ہوتی۔ اللہ کی رحمت اُس کے غصہ پر غالب آتی ہے، اسی لیے وہ گناہ گار کو مہلت دیتا ہے۔ دوسری بات یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے، جب کہ ہم نے ہر ایرے غیرے کو غیب کا علم جاننے والا فرض کر لیا ہے۔ آخر میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ ہود، آیات 3-1 میں فرماتا ہے: ال ر، فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصّل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے کہ تم نہ بندگی کرو مگر صرف اللہ کی۔ میں اُس کی طرف سے تم کو خبردار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی۔ اور یہ کہ تم اپنے ربّ سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایک مدتِ خاص تک تم کو اچھا سامانِ زندگی دے گا اور ہر صاحبِ فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا۔ لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو میں تمہارے حق میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ قرآن ایک عہد، فرمان، حکم، مشورہ ہے العلیم والخبیر کی طرف سے، تاکہ ہم عمل کریں اُس کے محکم فرمودات پر۔ اللہ علیم و خبیر کی طرف سے قرآن ایک جامع اور تفصیلی دستاویز ہے، جو ہمارے عمل کرنے کے لیے ایک ضابطہ، فرمان، حکم اور نصیحت ہے، جبکہ نبی پاکؐ محض ایک ڈرانے اور بشارت دینے والے ہیں۔ ہمیں اکیلے اللہ کو پکارنا چاہیے اور اُسی سے معافی مانگنی چاہیے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو وہ ہمیں انعامات سے نوازے گا، اور اگر ہم نافرمانی کریں گے تو ایک خوفناک عذاب ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔ اے اللہ! ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جو تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور تجھ سے معافی طلب کرتے ہیں اور ہمیں عنایت کر اپنی رحمتیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ آمین! عنوان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

1) شرک سب سے گھناؤنا جرم ہے۔ 2) شیطان کو تاقیامت زندگی دی گئی ہمیں آزمانے کے لیے۔
3) ہمیں ہمیشہ قرآن اور حدیث سے ثبوت مانگنے چاہیے۔ 4) کائنات کو اکیلے اللہ کی عبادت کے لیے تخلیق کیا گیا ہے۔
5) اگر نبی بھی حکم عدولی کرے گا تو وہ بھی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ 6) آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، یہ زندگی ایک امتحان ہے
7) قرآن کی آیات کو مروڑنا ہمیں جہنم میں پہنچادے گا۔ 8) اللہ ہی واحد کارساز ہے اسی کی مدد لینی چاہیے۔
9) پارسائی کوئی موروثی چیز نہیں ہے۔ 10) سارے اختیارات اور طاقت اکیلے اللہ کے پاس ہیں۔
11) یہ قرآن ہمارے لیے معتبر ہے ہمیں اپنی مرضی اللہ کی مرضی کے آگے سرنگوں کرنی چاہیے۔
12) قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اٹھایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرک کیا ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، یا اُس کی صفاتِ اولیٰ کو دوسروں کے ساتھ منسوب کرنا، یا یہ کہنا کہ اسلام اس دور میں نا قابلِ عمل ہے (نعوذ باللہ، یہ ایسے ہے جیسے اللہ کو کچھ پتہ نہیں، انسان بہتر جانتا ہے)، یا غیر اللہ کو پُکارنا (ولی، پیر امام وغیرہ) شرک ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک میں غیر اللہ کو پُکارنا عام ہے، شاید لاعلمی یا تکبّر کی وجہ سے۔ میں شرک کی نفی قرآن کی آیات اور نبیؐ کی احادیث کے حوالوں سے کروں گا۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ یہ کتاب لوگوں شیطان کے چکر سے نکلنے میں معاون ہو، اور روزِ حساب ہمارے لیے مغفرت کا باعث ہو۔ آمین!

چونکہ اللہ کی نظر میں شرک ایک انتہائی گھناؤنا جُرم ہے، اس لیے قرآن میں شرک کی گھناؤنیت کو واضح کرنے کے لیے شرک کے بارے کم از کم 31 دفعہ ذکر آیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ النساء، آیت 48 میں کہتا ہے: اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اِس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اُس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔ مزید سورۃ بنی اسرآئیل، آیت (17:23) میں اللہ کہتا ہے: تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس اُن میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو اُنہیں اُف تک نہ کہو، نہ اُنہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ اُن سے احترام کے ساتھ بات کرو، اور نرمی اور رحم کے ساتھ اِن کے سامنے جھک کر رہو۔ اِن آیات میں اللہ نے ہمارے لیے حکم صادر فرما دیا ہے کہ ہم اُس کے علاوہ کسی کو نہ پکاریں۔ بد قسمتی سے یہ شرک اُن لوگوں میں بھی عام ہے جو اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں۔ اللہ کی نظر میں یہ سب سے زیادہ نا قابلِ معافی جرم ہے، کیونکہ ہم اللہ کی صفاتِ اولیٰ کو دوسروں سے منسوب کر کے اُن سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ اِس میں زیادہ تر علمائے سُوء پیسے بٹورنے کے لئے اللہ کی صفاتِ اولیٰ کو (سچے یا جھوٹے) اولیاء کی طرف غلط منسوب کرتے ہیں، تاکہ معصوم مسلمانوں کے جذبات سے کھیل سکیں۔ میرا اصل موضوع اس قسم کے شرک کو قرآن اور سنت کی رو سے رد کرنا ہے۔ اگرچہ قرآن ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے جو اس قسم کے شرک کو رد کرتی ہیں، میں نے یہاں کچھ حوالے دیے ہیں تاکہ ہم میں قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے کی لگن پیدا ہو اور اس کی ہدایات پر عمل کریں۔ آمین

قرآن ذکر کرتا ہے حضرت لقمان کی اُس نصیحت کا جو اُنہوں نے شرک کے متعلق اپنے بیٹے کو کی تھی، سورۃ لقمان، آیت (31:12) میں اللہ کہتا ہے: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا، بیٹا، خدا کے ساتھ کسی کو

شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ یہ آیت اشارہ کر رہی ہے کہ شرک ناقابلِ معافی گناہ ہے، لہٰذا ہمیں اِس سے دور رہتے ہوئے کسی بھی صورت میں غیر اللہ کو نہیں پکارنا چاہیے۔ میری ذاتی رائے میں اللہ سبحانہ وتعالٰی نے اس کا ذکر اِس لیے کیا ہے تاکہ لوگ غیر اللہ کو پُکارنے کے گھناؤنے جُرم سے آگاہ ہوں اور اِس سے اجتناب کریں۔ سارے انبیاء اور سچے اولیاء نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ اللہ ہی کو پکارو۔ یہ تو بعد والی نسلوں کو علمائے سوء اور جعلی پیروں نے بیوقوف بنایا اور باور کرایا کہ اولیاء زندہ ہیں اور اُن کے پاس بہت کرشمات ہیں۔ اِن کے اِس دعوے کی نفی اللہ سورۃ النحل، آیات (16:21-20) میں یوں کرتا ہے: اور وہ دوسری ہستیاں جنھیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں، بلکہ خود مخلوق ہیں۔ **مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور اُن کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ اُنھیں کب دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔** اور مزید سورۃ فاطر، آیات (35:23-19) میں کہتا ہے: اندھا اور بینا برابر نہیں ہیں۔ نہ تاریکیاں اور روشنی یکساں ہیں۔ نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے۔ اور نہ زندہ اور مردے مساوی ہیں۔ **اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے، مگر اے نبیؐ تم اُن لوگوں کو نہیں سنوا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ تم بس ایک خبردار کرنے والے ہو۔** اللہ کہتا ہے کہ وہ ہستیاں جنہیں تم پُکارتے ہو، مردہ ہیں زندہ نہیں۔ مردہ لوگوں کو پکارنا تو ایسا ہی ہے جیسے ہم پانی کو کہیں کہ خود بخود ہمارے منہ میں آجائے، جو کبھی نہ ہوگا۔ ہماری اُن سے مناجات کرنا بیکار ہے۔ سورت فاطر کی اُوپر دی گئی آیات میں اللہ نبیؐ کو کہتا ہے کہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، اللہ جسے چاہے سنا سکتا ہے۔ اگر نبیؐ مردوں کو نہیں سنا سکتے تو ہم کیسے سنا سکتے ہیں؟ یہ شرک معاشرہ میں ہوائے نفس، تکبّر اور جاہلیت کی وجہ سے جڑ پکڑتا ہے جس کی بنا پر لوگ رحیم ربّ کو "ساڈی سن دا نہیں اُونہاں دی موڑ دا نہیں" کہہ کر اُسے بھول جاتے ہیں۔ بات واضح ہو جائے گی جیسے ہم آگے بڑھیں گے۔ سورۃ الانعام آیت (6:151) میں اللہ (سبحانہ وتعالٰی) نبیؐ کو حکم دیتے ہیں: اے نبیؐ، اِن سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رَبّ نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں: یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، **ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور اُن کو بھی دیں گے**، اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی، اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ یہ باتیں ہیں جن کی ہدایت اُس نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم سمجھ بوُجھ سے کام لو۔ اگر ہم اپنی عقل سے کام لیں تو شرک اور غیر اللہ کو پکارنے سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین! مزید سورۃ الانعام، آیت (6:162-161) میں اللہ نے نبیؐ کو لوگوں کو بتانے کو کہا: اے نبیؐ، کہو، میرے رَبّ نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے، بالکل ٹھیک دِین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیمؑ کا طریقہ جسے یکسُو ہو کر اُس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو، میری نماز، میرے تمام مراسمِ عبودیت،

میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سرِ اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔ نبیؐ مشرک نہ تھے، آپؐ کی توجہ اپنے ربّ کے راستہ پر مرکوز تھی، کیونکہ آپؐ کی نمازیں، آپؐ کی رسومات، آپؐ کی عبادات، آپؐ کا جینا اور آپؐ کا مرنا ربِّ کائنات کے لیے تھا، جس کا کوئی شریک نہیں۔ آپؐ نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیا تھا۔ جب ہماری رسومات، ہماری عبادات اور مناجات صرف اللہ کے لیے ہیں، تو پھر کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے مذہبی رسومات اور عبادات کی گنجائش بچتی ہے؟ نہیں۔ نبیؐ جانتے تھے کہ اللہ کو تکبّر پسند نہیں، ایک حدیث میں مروی ہے کہ متکبّر جنت میں داخل نہیں ہوگا، اس لیے جب کوئی نبیؐ کی تکریم میں کھڑا ہوتا، آپؐ اس فعل پر ناراض ہوتے۔ سبحان اللہ! دوسری طرف یہ جعلساز اپنے جھوٹے رُتبہ کے بارے میں بہت حساس ہوتے ہیں، اُن کے مرید اُن کے برابر نہیں بیٹھ سکتے، اور اُن کی تکریم میں اُن کے استقبال کے لیے انھیں کھڑا رہنا پڑتا ہے۔ حال ہی میں ٹیلی ویژن پر ایک پیر اپنے مرید کو پیٹتے ہوئے دِکھایا گیا، کیونکہ وہ اُس کے سامنے سے گذرا تھا۔ انّاللہ! سورۃ الرعد، آیت 6 میں اللہ کہتا ہے: یہ لوگ بھلائی سے پہلے برائی کے لیے جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ اِن سے پہلے (جو لوگ اِس روِش پر چلے ہیں اِن پر خدا کے عذاب کی) عبرت ناک مثالیں گزر چکی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا ربّ لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود اِن کے ساتھ چشم پوشی سے کام لیتا ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا ربّ سخت سزا دینے والا ہے۔ قرآن میں بہت سی مجرم اقوام (غیر اللہ کو پُکارنے والوں) کے قصے درج ہیں جنہیں اللہ نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا تھا۔ اس کے باوجود لوگ خیر (اللہ کی مرضی کے آگے سر جھکانے) کی بجائے، شر (غیر اللہ کو پُکارنے) کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہمارا رحیم ربّ، ہمارے گناہوں سے صرفِ نظر کرتا ہے، لیکن توبہ نہ کرنے والوں کے لیے اُس کی سزا انتہائی سخت ہوگی۔ اے اللہ، اپنے تمام مومن بندوں کو معاف فرما۔ آمین! بدعنوان مشرک قوموں کی تباہی کے آثار دیکھنے کے باوجود اکثر لوگ جو شرک میں مبتلا ہیں اپنے ربّ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے ربّ اور اُس کی صفات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اسی لیے ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ کہتا ہے وہ مویشیوں جیسے ہیں، نہیں، بلکہ بدتر ہیں، کیونکہ اُنھوں نے اپنی عقل استعمال نہیں کی۔

کالی رات میں کالے پتھر پر جیسے ایک کالی چیونٹی کو دیکھنا ناممکن ہے اسی طرح شرک کی کئی اقسام ہیں جن کے بارے میں ہم لاعلم ہیں۔ اسی لیے نبی پاکؐ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے جو مسند احمد 4/403 میں مرقوم ہے۔ اِسے ہمیں یاد بھی کرنا چاہیے اور اِس کو بار بار اللہ سے مانگنا بھی چاہیے۔ اِس دعا میں ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم جانتے بُوجھتے اُس کے ساتھ کسی کو شریک کریں اور اُس شرک کی مغفرت طلب کرتے ہیں جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔ (مسند احمد 4/403)

اگلے موضوع میں ہم شرک اصغر کی سخت سزاؤں کے بارے میں پڑھیں گئے۔ اگر یہ سخت سزائیں شرک اصغر کے لیے ہیں تو ہم اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ شرک اکبر کی کیا سزائیں ہوں گی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرکِ اصغر اور شرکِ اکبر سے محفوظ رکھے۔ آمین! اب تک جو ہم نے پڑھا، اُس پر زور دینے کے لیے سورۃ سجدہ، آیت 22 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہتے ہیں: اور اُس سے بڑا ظالم کون ہو گا جسے اس کے ربّ کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ اُن سے منہ پھیر لے۔ ایسے مُجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے۔ اللہ ہمیں تنبیہ کرتے ہوئے کہتا ہے، اگر ہم نے قرآن اور کائنات کی نشانیوں سے عبرت نہ لی تو ہمیں سخت سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یاد رکھو اللہ کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اے اللہ، ہم تیری پناہ چاہتے ہیں ہر قسم کے شرک اور زیادتی سے، اور تجھ سے ہدایت مانگتے ہیں، تو ہمیں ہدایت یافتہ بنا دے۔ آمین! میں آگے بڑھنے سے پہلے شرک کی تردید میں ایک تاریخی واقعہ کی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یوسفؑ عوام النّاس میں غلہ تقسیم کر رہے تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان تیسری دفعہ غلہ لینے آیا ہے، یوسفؑ نے نوجوان کو کہا کہ تم تیسری دفعہ غلہ لینے آئے ہو، میں نے باقیوں کو بھی دینا ہے۔ نوجوان بولا اگر آپ کو پتہ چل جائے کہ میں کون ہوں تو آپ میری بہت تکریم کریں گے۔ یوسفؑ نے کہا تو بتاؤ تم کون ہو۔ نوجوان کہنے لگا میں وہ بچہ ہوں جس نے آپؑ پر لگائے گئے الزام کے بارے میں گواہی دی تھی کہ آپؑ اس عیب سے پاک ہیں۔ یوسفؑ بہت خوش ہوئے اور اُسے اپنے ساتھ تخت پر بیٹھا لیا۔ اللہ نے جبرائیل کو بھیجا کہ جا کر یوسفؑ کو بتاؤ کہ جس طرح آپؑ خوش ہوئے اُس شخص سے مل کر جس نے آپؑ پر لگائے گئے الزام پر کہا تھا کہ آپ ایسی برائی سے پاک ہیں، اسی طرح میں اللہ اور بھی زیادہ خوش ہوتا ہوں جب انسان میری پاکی (سبحان اللہ) بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو پاک ہے شریکوں سے اور ہر کمی، کوتاہی اور ہر قسم کی کمزوری سے۔ **بیشک**۔ دوسرا اگر ہم کسی بادشاہ کو اُس کے دربار میں جا کر کہیں کہ فلاں شخص اُس کی بادشاہی میں اُس کا شریک ہے۔ سوچو وہ ہمارا کیا حال کرے گا۔ اللہ نے کہہ دیا ہے کہ وہ شرک معاف نہیں کرے گا۔ لہٰذا، ڈر جاؤ اللہ سے۔ اے اللہ، ہم اقرار کرتے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں، اور تیری پناہ میں آتے ہیں شیطان مردود کی چالوں سے۔ اے اللہ، ہمارے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما۔ آمین! شرک کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، شرکِ اصغر و شرکِ اکبّر۔

شرک اصغر (ریاء) دِکھلاوا

وہ ساری مذہبی رسومات جو لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے کی جائیں وہ شرک اصغر ہیں۔ اس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا لیکن ایک بہت بڑا گناہ گار بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب ہم اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو ہماری نماز پڑھنے کا انداز دوسروں کے سامنے پڑھنے سے مختلف ہوتا ہے۔ ہماری سعی دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے

ہوتی ہے نہ کہ اپنے خالق کو راضی کرنے کے لیے۔اسے شرکِ اصغر کہتے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ کی صفات (جو السمیع ،البصیر اور القوی ہے) ہمارے دلوں میں راسخ نہیں ہوئیں۔ شداد بن اوس سے طبرانی، معجم کبیر، جلد 7، حدیث 7139 میں مرقوم ہے کہ نبیؐ نے فرمایا، جس نے لوگوں کو دِکھانے کے لیے نماز پڑھی اُس نے شرک کیا، جس نے لوگوں کو دِکھانے کے لیے روزہ رکھا اُس نے شرک کیا، جس نے دِکھاوے کے لیے صدقہ کیا اُس نے شرک کیا۔ یعنی ہر وہ عبادت (نماز، روزہ، زکوٰۃ) جو لوگوں کو دکھانے کے لیے کی جائے ریاکاری ہے اور ریاکاری شرک ہے۔ ہمیں ہمیشہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے فرائض اخلاص کے ساتھ اپنے محبوبِ حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت ورضا کے لیے ادا کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنے ایمان کو تقویت دینے کے لیے کائنات میں تدبر کرنا چاہیے۔ اس سے ہمیں ربّ کا علم وحکمت عطا ہو گی۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ؐ یَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰی یرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ، وَمَنْ صَامَ یرَاءِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ یرَائِی فَقَدْ اَشْرَکَ۔ معجم الکبیر للطبرانی، جلد، 7 حدیث، 7139 صفحہ، 281۔

سنن النسائی، حدیث 3086 میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، انہوں نے نبی پاک ؐ کو کہتے سنا کہ قیامت کے دن تین مسلمانوں کو سب سے پہلے حساب کتاب کے لیے پیش کیا جائے گا۔ سب سے پہلے شہید پیش ہو گا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ اُس کو اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ اُن کو تسلیم کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے سوال کریں گے کہ تم نے دنیا میں کیا کیا؟ شہید جواب دے گا کہ وہ اُس کے دین کے لیے لڑا اور شہید ہو گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، تم بہادری سے اس لیے لڑے تھے تاکہ لوگ تمہیں کہیں کہ تم بہت بہادر ہو۔ دنیا میں لوگوں نے تمہیں یہ کہا، لہٰذا، تمہارا یہاں کوئی حصہ نہیں۔ حکم ہو گا کہ اسے اُوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو۔ دوسرا عالم دین پیش ہو گا، جس نے دینی علم سیکھ کر اوروں تک پہنچایا ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے بھی اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ بھی ان کو تسلیم کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُس سے بھی یہی سوال کریں گے کہ تم نے دنیا میں کیا کیا۔ وہ کہے گا کہ اُس نے قرآن کا علم سیکھا اور آگے لوگوں تک پہنچایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے بھی کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، تم نے یہ علم اس لیے حاصل کیا تاکہ لوگ تمہیں کہیں کہ تم بہت بڑے عالم ہو۔ دنیا میں لوگوں نے تمہیں یہ کہا، لہٰذا یہاں تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ حکم ہو گا اِسے بھی اُوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو۔ تیسرا ایک سخی امیر آدمی پیش ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے بھی اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ بھی اُن کو تسلیم کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُس سے بھی یہی سوال کریں گے کہ اُس نے دنیا میں کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ اُس نے اُس کے دیے ہوئے مال کو اُس کی راہ میں خرچ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے بھی کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے اِس لیے کیا کہ لوگ تمہیں کہیں کہ تم بہت سخی ہو۔ دنیا میں لوگوں نے تمہیں یہ کہا۔ لہٰذا یہاں تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ حکم ہو گا اِسے بھی اُوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو۔ یہ سزائیں

ہیں شرک اصغر کے لیے۔ شرک اکبر کے لیے جو سزائیں اللہ نے ذخیرہ کی ہوئی ہیں اِس کا ہم انداز بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ ہمیں ریاکاری سے محفوظ رکھے اور ہمیں شیطان مردود کے شر سے اپنی پناہ میں لے۔ آمین۔اے اللہ، ہم بُرے طریقے سے ناکام ہو رہے ہیں، تو اپنی رحمت سے ہمیں اِس دلدل سے نکال دے، ہم تجھ سے معافی کے طلب گار ہیں۔ اپنی رحمت سے ہمیں معاف فرما۔ آمین!

عن ابی ہریرۃ فقال لہ قائل من اھل الشام ایھا الشیخ حدثنی حدیثا سمعتَہ من رسول اللہؐ قال نعم سمعتُ رسول اللہ یقول اول الناس یقضی لھم یوم القیامۃ ثلاثۃ رجل استشھد فاتی بہ فعرّفہ نعمہ فعرفھا قال فما عملت فیھا قال قاتلتُ فیك حتی استشھدتُ قال کذبتَ و لٰکنّك قاتلتَ لیقال فلان جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار و رجل تعلم العلم وعلّمہ وقرأ القران فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہ قال فما عملتَ فیھا قال تعلّمتُ العلم وعلّمتُہ وقراتُ فیك القران قال کذبتَ ولٰکنّك تعلمتَ العلم لیقال عالم وقرأتَ القران لیقال قاری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار و رجل وسّع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرّفہ نعمہ فعرّفھا فقال ما عملتَ فیھا قال ما ترکت من سبیل تحب۔ قال ابوعبد الرحمٰن ولم افھم تحب کما اردتُ ان ینفق فیھا لا انفقتُ فیھا لك قال کذبتَ ولکن لیقال انہ جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ فالقی فی النار۔ سنن النسائی، حدیث:3086

ایک دن حضرت عمر بن خطابؓ مسجد نبوی میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے معاذ بن جبلؓ کو نبی پاکؐ کی قبر کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے دریافت کیا کہ اُنہیں کیا چیز رُلا رہی ہے؟ معاذؓ نے کہا، ایک بات ہے جو اُنھوں نے نبی پاکؐ سے سُنی تھی وہ اُنہیں رُلا رہی ہے۔ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ نبی پاکؐ نے فرمایا تھا، تھوڑی سی ریا (دِکھلاوا) بھی شرک ہے۔ صحابہؓ کرام، اللہ سے اِس حد تک ڈرتے تھے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے لگ جاتے تھے۔ یہ ہمارے پیارے نبیؐ کے اصحاب تھے، جن کے بارے میں آپؐ نے کہا تھا، جو اِن سے محبت کرے گا، میں اُن سے محبت کروں گا، جو اِن سے بغض رکھے گا، میں اُن سے بغض رکھوں گا۔ اگر وسیلہ ہوتا، تو صحابہؓ کے پاس سب سے اعلیٰ و بہترین وسیلہ تھا۔ اُنہیں اللہ سے ڈرنے اور رونے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اِس لیے پکارتے تھے کہ اِن کے محبوب نبیؐ نے اُنہیں یہی سکھایا تھا۔ یعنی اللہ کے اذن کے بغیر نہ وسیلہ ہے نہ ہی شفاعت۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابؓ اَنَّہٗ خَرَجَ یَوْمًا اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللہ، فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّؐ یَبْکِیْ، فَقَالَ مَا یُبْکِیكَ قَالِ یُبْکِیْنِیْ شَیْءٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللہؐ یَقُوْلُ اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْكٌ۔ (مشکوٰۃ)

شرک اکبر

شرک اکبر انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے کافر بنا دیتا ہے۔ اور اگر اِس زندگی میں اُس سے توبہ نہ کی تو غالب امکان ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ چند شرکِ اکبر مندرجہ ذیل ہیں:

1) **یہ کہنا کہ اسلام اِس دور کے لیے قابل عمل نہیں ہے۔** اِس سے یہ اخذ ہوتا ہے (نعوذ باللہ) کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسانوں کے مستقبل کا انتظام نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات کی نفی ہے، جو السمیع ہے، البصیر ہے،

العلیم ہے اور القوی ہے، اور وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ جیسے پہلے لکھا گیا ہے کہ یہ علم جس پر انسان فخر کرتا ہے، یہ وہ علم ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو دینا پسند کیا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قیامت تک مستقبل میں ہونے والے ہر واقعہ کی تفصیل کتابِ قدر میں لکھ دی ہے۔ قلم اٹھالیا گیا ہے، سیاہی خشک ہو گئی ہے، صحیفہ مکمل ہو چکا ہے، کتاب بند کر دی گئی ہے، جو کتابِ قدر میں لکھ دیا گیا ہے، اس کے برعکس کچھ نہیں ہو سکتا۔

2) **دوسرا شرک اکبر علماء کی اندھی تقلید ہے۔** یعنی اُن کی باتوں کو قرآن و حدیث سے تصدیق کئے بغیر تسلیم کرنا۔ اس بات کی وضاحت مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے، جس میں حضرت عدی بن حاتم طائی نے نبی پاکؐ سے سورۃ توبہ کی آیت 31 کے بارے میں سوال کیا تھا، جس میں یہود و نصاریٰ نے اپنے ربیوں اور راہبوں کو خدا بنا لیا ہے۔ حضرت عدی نے زور دے کر کہا کہ یہود و نصاریٰ نے کبھی بھی اپنے ربیوں اور راہبوں کی پرستش نہیں کی، لہٰذا یہ آیت کیوں کہتی ہے کہ ہم اُن کی پرستش کرتے ہیں؟ نبیؐ نے سمجھاتے ہوئے پوچھا، کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جو اللہ نے حلال کیا اِن کے ربیوں اور راہبوں نے اُسے حرام قرار دیا، اور اُن کے پیروکار وں نے اُسے اپنے اُوپر حرام کیا، اور جو اللہ نے حرام کیا تھا اُسے اُنہوں نے حلال قرار دیا، اور اُن کے پیروکاروں نے اُسے اپنے اُوپر حلال کیا۔ عدی نے اثبات میں سر ہلایا۔ نبیؐ نے فرمایا یہی تو عبادت ہے۔ یہود و نصاریٰ اپنے علماء کی اندھی تقلید کرتے تھے، اِسی طرح آج ہم مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل پڑے ہیں۔ اکیلا اللہ ہی شریعت کے احکام مقرر کرتا ہے اور وہی ہے جو اِن میں تبدیلی کا حق رکھتا ہے۔ تشریح میں اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن اللہ کے علاوہ کوئی بھی شخص اُس کے احکامات کو تبدیل کرنے کا مجاز نہیں۔ اللہ کے نبیؐ نے اپنے اُوپر شہد کو حرام کر لیا تھا۔ اللہ نے نبیؐ کو سرزنش کی کہ جو چیز اللہ نے حلال کی ہے نبیؐ نے اُسے اپنے اُوپر حرام کیسے کیا۔ اِس پر نبیؐ نے اپنی قسم توڑی اور قسم توڑنے کا کفارہ بھی ادا کیا۔

حضرت عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبیؐ سے یہ آیت ﴿اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾ انہوں (یہود و نصاریٰ) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو ربّ بنالیا" سن کر عرض کیا کہ یہود و نصاریٰ نے تو اپنے علماء کی کبھی عبادت نہیں کی، پھر یہ کیوں کہا گیا کہ انہوں نے ان کو ربّ بنالیا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی۔ لیکن یہ بات تو ہے نا، کہ ان کے علما نے جس کو حلال قرار دے دیا، اس کو انہوں نے حلال اور جس چیز کو حرام کر دیا، اس کو حرام ہی سمجھا۔ یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔ (تفسیر احسن البیان، سورت توبہ آیت نمبر 31)

ریاکار علماء کے بارے میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: غم کے کنویں سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہؓ نے پوچھا، اے اللہ کے رسولؐ غم کا کنواں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جہنم کی ایک وادی ہے۔ جس سے جہنم بھی ہر روز سو (100) مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ پوچھا گیا، اے اللہ کے رسولؐ، اس میں کون داخل ہو گا؟ فرمایا: اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے علماء۔ کیا ہم اِن کی اتباع کرنا چاہیں گے؟ ان شاء اللہ کبھی نہیں۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہؐ تعوّذو باللہ من الجبّ الحزن۔ قالو یا رسول اللہ وما جب الحزن، قال وادٍ فی جھنم یتعوذ منہ

جهنم کل یوم ماءۃ مرۃ۔ قیل یا رسول للہ من یدخله القراء المرائون باعمالهم۔ ترمذی، باب ما جاء فی الریاء والسمعة۔ حدیث 2340

3) **تیسرا شرک اکبر وہ ہے جس میں ہم اللہ کی صفات کو دوسروں پر چسپاں کرتے ہیں۔** یعنی کسی کو عالم الغیب کہنا، حاضر ناظر کہنا وغیرہ۔ یہ صفات اللہ کے لیے خاص ہیں، اگر کوئی اِن صفات کا دعویٰ کرتا ہے یا اِن صفات کو اللہ کے علاوہ دوسروں پر چسپاں کرتا ہے، وہ جھوٹا اور بے دین ہے۔

4) **چوتھا شرک اکبر یہ ہے کہ طاغوت کے احکامات پر رضامندی کے ساتھ عمل کرنا،** چاہے وہ شریعت کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔

5) **پانچواں شرک اکبر وہ ہے جب پکا ہوا کھانا یا جانور کسی پیر یا اولیاء کے نام پر دیا یا ذبح کیا گیا ہو** (گیارہویں شریف وغیرہ)، یہ حرام ہے۔ اس کو کھانا نہیں چاہیے، بلکہ اُسے پھینک دینا چاہیے۔ ہمیں سورۃ بقرہ، آیت 173 بتاتی ہے: اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ، خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہاں، جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ اِن میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو، یا ضرورت کی حد سے تجاوز نہ کرے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ کچھ لوگ دعویٰ کریں گے کہ اُن کی نیت اللہ کے لیے تھی۔ ہم اِن کے دعوے کو رد نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیا ہے؟ نبی پاکؐ اپنے صحابہ کو کفار کی رسم و رواج کو اپنانے سے منع فرمایا کرتے تھے، چاہے وہ اہل کتاب ہی کی کیوں نہ ہوں۔ جو رسم اسلامی نہیں ہمیں اس سے دور رہنا چاہیے، کیونکہ نبی پاکؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ **جس چیز پر شک ہو اُسے چھوڑ دو۔**

6) **چھٹا شرک اکبر وہ محبت جو محبوبِ حقیقی اللہ کے لیے مخصوص ہے اُس کا اظہار غیر اللہ سے کرنا۔** یہ اُس وقت ہوتا ہے جب کوئی غیر اللہ کی محبت کو اپنے دل میں اتنا بڑھا چڑھا دیتا ہے کہ وہ شیطان کے جال میں پھنس کر فنا ہونے والی ہستیوں کی عبادت شروع کر دیتا ہے۔ ہماری سچی محبت صرف اور صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے اور کسی کے لیے نہیں۔ حتٰی کہ ہم نبی پاکؐ کی محبت کو (جو کہ ہمارے ایمان کا ایک اہم جُز ہے) اپنے ربّ کی محبت پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ ہم اپنے ربّ کی محبت میں کبھی بھی غلو نہیں کر سکتے، اللہ ہماری حتمی محبت ہے۔ سورۃ بقرہ، آیت 165 مزید اِس کے بارے میں کہتی ہے: جو اللہ کے سوا دوسروں کو اُس کا ہمسر اور مدّمقابل بناتے ہیں، اور اُن کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے۔ **حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔** کاش، جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر اُنہیں سُوجھنے والا ہے وہ آج ہی اِن ظالموں کو سُوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔ ہمارے لیے بہتر ہے کہ ہم ابھی ایمان لے آئیں، کیونکہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لانا بے سود ہو گا۔ ہمارے لیے سود مند ہے کہ ہم یہ بات سمجھ

جائیں کہ ساری طاقت اور اختیارات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس ہیں۔ یاد رکھو جہاں اللہ کی محبت کی کوئی انتہا نہیں وہاں اس کی سزا کی بھی کوئی حد نہیں۔ اے اللہ، ملعون شیطان سے ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے، اور ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دے۔ آمین!

فانی ہستیوں کو پکارنا اور اُن کی عبادت کرنا

7) اللہ کو چھوڑ کر کسی فانی ہستی کی عبادت کرنا اُن کو ضرورت کے وقت پکارنا، سب سے گھناؤنا شرک ہے۔ یہی میرا حاصل گفتگو ہے۔ کچھ لوگ کہیں گے ہم ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اِن سے صرف دعا مانگتے ہیں، اور دعا مانگنا شرک نہیں ہے۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ دعا مانگنا ہی تو عبادت ہے۔ دوسری حدیث میں نبیؐ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے یعنی اس کا نچوڑ ہے۔

"**اَلدُّعَاءُ هِيَ الْعِبَادَةُ**" دعا عبادت ہی ہے۔ سنن ابوداؤد، باب الدعاء حدیث 1479: حضرت انس بن مالکؓ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "**اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ**" دعا عبادت کا مغز ہے۔ کتاب الدعوات عن رسول اللہ، حدیث نمبر 3293 جامع الترمذی ۔

سنن ابن ماجہ میں حدیث 90 میں نبی پاکؐ نے فرمایا کہ اچھے کام زندگی میں اضافے کا سبب ہوتے ہیں اور گناہ رزق میں کمی کا سبب بنتے ہیں، اور دعائیں تقدیر کو بدل سکتی ہیں۔ یہی تو ہم دوسرے ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ یہ بالکل ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے ور اپنی ساری ضروریات اللہ سے ہی مانگنی چاہیے۔ **عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ: لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ- وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِيئَةٍ يَعْمَلُهَا- سنن ابن ماجه، حديث90**

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ نحل، آیت 56 میں کہتے ہیں: یہ لوگ جن کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اُن کے حصّے ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے مقرر کرتے ہیں، خدا کی قسم، ضرور تم سے پوچھا جائے گا کہ یہ جھوٹ تم نے کیسے گھڑ لیے تھے؟ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ لوگ اللہ کی الہامی کتاب (قرآن) کو سمجھے بغیر اور اِن جعلی معبودوں (اولیا، پیر، امام وغیرہ) کی حقیقت کو جانے بغیر ایک حصہ (نذرانے، گیارویں شریف وغیرہ) مختص کر دیتے ہیں اِن ہستیوں کے لیے اُس رزق میں سے جو اللہ نے انہیں مہیا کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اُن کو اُن کے جھوٹ پر ضرور پکڑے گا۔ کیا آیت ہے! اگر اس کی تشریح کرنے لگوں تو بہت سارے صفحات درکار ہوں گے۔ مختصراً یہ کہ بغیر جانے (اللہ ہی جانتا ہے کون جنتی ہے یا دوزخی) ہم شیطان کی اتباع کرتے ہوئے اُس گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت نامے کے ساتھ ایک آزمائش کے طور پر دیئے گئے رزق کا کچھ حصہ غیر اللہ کے لیے مختص کر دیتے ہیں۔ ہمارے اعمال قرآن کے احکامات کے بالکل برعکس ہیں۔ ہم مسلمانوں کو

کہا گیا تھا کہ سخی بنو، ہم کنجوس بن گئے، ہمیں اسراف سے منع کیا گیا تھا، ہم نے دکھلاوے پر پیسے ضائع کرنے شروع کردیئے، ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو کہا گیا تھا، ہم نے باطل معبودوں پر خرچ کرنا شروع کردیے۔ **ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے کہ کیا ہم امانتاً دی گئی کسی چیز کو مالک کی اجازت کے بغیر بانٹ سکتے ہیں؟ یقیناً جواب ہوگا نہیں!** بدقسمتی سے ہم اپنے ربّ کو مالک ہی نہیں سمجھتے، ورنہ ہم اُس کی ہدایات پر عمل کرتے۔ ہمارا رویہ سورۃ فاتحہ سے بھی موافقت نہیں رکھتا، جہاں ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ ہی عبادت کرتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ یعنی ہمارے نذرانے، ہمارے صدقات، ہماری گیارویں شریف، ہماری منتیں صرف اور صرف اکیلے اللہ کے لیے ہوں گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ حم السجدہ، آیت 9 میں نبی پاکؐ کو کہتے ہیں، مشرکین سے کہو: کیا تم اُس خدا سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنادیا؟ وہی تو سارے جہاں والوں کا ربّ ہے۔ ہم بغیر سند کے فانی ہستیوں کو کیسے معبود بنا سکتے ہیں، اور ہم کیسے اُنہیں اللہ کا ہمسر سمجھ سکتے ہیں۔ وہ اللہ جس نے دو دنوں میں دنیا کو بنایا، یقیناً ساری مخلوق کا مالک ہے۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن، آیت 66 میں نبی پاکؐ کو کہتے ہیں: اے نبیؐ، اِن لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو اُن ہستیوں کی عبادت سے منع کردیا گیا ہے جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پُکارتے ہو۔ (میں یہ کام کیسے کرسکتا ہوں) جب کہ میرے پاس میرے ربّ کی طرف سے بینات آچکی ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ربّ العالمین کے آگے سر جھکادوں۔ نبیؐ کو کہا گیا کہ لوگوں کو بتادیں کہ اُنہیں منع کردیا گیا ہے اُن ہستیوں کی عبادت کرنے سے جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، اور آپؐ کیسے مشرک ہوسکتے تھے جبکہ آپؐ پر حق واضح ہوچکا ہے۔ آپؐ کو حکم دیا گیا کہ اعلان کردیں کہ آپؐ نے اپنا سر دنیا کے رزاق (ربّ) کے سامنے جھکادیا ہے۔ پھر ہمیں سوچنا چاہیے کہ وہ کیا چیز ہے جو مسلمانوں کو شرک کی طرف کھینچ رہی ہے؟ جب نبیؐ مسلم تھے، ہم کیوں نہیں ہورہے۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ الشعراء، آیات 213-214 میں محمدؐ کو تنبیہ کرتا ہے: پس اے نبیؐ، اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارنا، **ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہوجاؤ گے۔ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔** نبیؐ کو کہہ دیا گیا کہ اگر آپؐ نے بھی غیر اللہ کو پکارا تو آپؐ کا انجام بھی مشرکین کے ساتھ ہوگا۔ بالواسطہ ہمیں تنبیہ کی جاری ہے کہ شرک ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے کہ اگر کسی نبی سے بھی سرزد ہوجائے تو اُسے بھی معاف نہیں کیا جائے گا، اور وہ جہنم کا مستحق ہوگا۔ ہم کیسے کسی اور سے مانگ سکتے ہیں، جبکہ ہمیں علم ہے کہ ہر چیز کا مالک اللہ ہے، حتیٰ کہ ہم بھی اللہ کے ہیں۔ اگر ساری چیزیں اللہ کی ملک ہیں اور یقیناً اللہ ہی کی ملک ہیں، تو پھر ہم اُس کی چیزیں دوسروں سے کیسے مانگ سکتے ہیں؟ کوئی شاید کہے، پھر ہم ایک دوسرے سے بھی نہیں مانگ سکتے۔ اللہ نے ہر نفس کو اِس ہدایت کے ساتھ مال ومتاع دیا ہے کہ وہ غریب ومحتاج کو بھی دے۔ صاحبِ حیثیت سے مانگنا اُس کے احکام پر عمل کرنا ہے۔ جو لوگ اللہ کو چھوڑ

کر دوسروں کو قرآن سے تصدیق کئے بغیر پکارتے ہیں، اُن کے نامۂ اعمال کی سخت جانچ پڑتال ہو گی۔ نبیؐ نے فرمایا ہے، جس کے نامہ اعمال کی جانچ پڑتال ہو گئی وہ مارا گیا اور وہ کبھی فلاح نہ پا سکے گا۔ اِس کے بارے میں سورۃ المومنون، آیات (23:118-117) میں اللہ کہتا ہے: اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو اِس کا حساب اس کے ربّ کے پاس ہے۔ ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ **اے نبیؐ! کہو، میرے ربّ مجھ سے در گزر فرما اور رحم کر، اور تُو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔** جو کوئی بھی اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو بغیر قرآنی ثبوت کے پکارے گا اِن کے نامہ اعمال کی سخت جانچ پڑتال ہو گی، اور جہنم اِن کا ٹھکانہ ہو گا۔ چونکہ اللہ العلیم ہے، وہ خطاکاروں کو جانتا ہے، لہٰذا اُن کے اعمال کی سخت جانچ پڑتال کرے گا۔ نبیؐ، اللہ سے دعا مانگا کرتے تھے، اے اللہ میرے اعمال کا آسان حساب لینا۔ اگر نبیؐ آسان حساب مانگا کرتے تھے اور سخت حساب سے خوف زدہ تھے، ہمیں تو بہت زیادہ خوف زدہ ہونا چاہیے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ کو راضی کریں۔ ایک اور حدیث میں نبیؐ نے فرمایا ہے کہ جنت میں کوئی بھی شخص اللہ کی رحمت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا بشمول آپؐ کے۔ یعنی، اگر اللہ ہمارے اعمال کی سخت جانچ پڑتال کرے تو اس میں بہت سارے عیب ظاہر ہوں گے۔ جیسے کہ نماز، اگر اللہ نماز میں مجھ سے میری یکسوئی کے بارے میں پوچھ لے تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہو گا اِلّا یہ کہ میں اس کی رحمت کو پکاروں۔ میں اپنے بارے میں ہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ میرے اعمال میں ریاء کی جانچ پڑتال کر لے تو میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا۔ اے سب سے رحیم ربّ، تو میرا اور کل مسلمین کا آسان حساب لینا۔ آمین! اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ حدید، آیت 22 میں ہمیں کہتا ہے: کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمھارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتۂ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔ ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان کام ہے۔ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی اچھائی یا برائی ایسی نہیں جس کو اللہ نے ہماری پیدائش سے قبل ہی نوشتۂ تقدیر میں نہ لکھ دیا ہو۔ اللہ کے لیے یہ بہت آسان ہے (کیونکہ وہ عالم الغیب ہے)۔ ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ یہ اللہ کی حکمت ہے کہ وہ کس کو کس طرح آزماتا ہے۔ اگر ہم اللہ کے شکر گزار بندے بنیں گے اور آزمائشوں پر صبر کریں گے، تو ان شاء اللہ، آخرت ہماری اچھی ہو گی اور جنت ہمارا ٹھکانہ ہو گا۔

جہالت اور ہوسِ دنیا لوگوں کو غیر اللہ کو پکارنے کی طرف راغب کرتیں ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورہ رعد، آیات 34-33 میں کہتا ہے: پھر کیا وہ جو ہر ایک متنفس کی کمائی پر نظر رکھتا ہے (اُس کے مقابلے میں جسارتیں کی جارہی ہیں کہ) لوگوں نے اُس کے کچھ شریک ٹھہرا رکھے ہیں؟ اے نبی، اِن سے کہو (اگر واقعی وہ خدا کے اپنے بنائے ہوئے شریک ہیں تو) ذرا اُن کے نام لو کہ وہ کون ہیں؟ **کیا تم اللہ کو ایک نئی بات کی خبر دے رہے ہو جسے وہ اپنی زمین میں**

نہیں جانتا، یا تم لوگ بس یونہی جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے دعوتِ حق کو ماننے سے انکار کیا ہے، ان کے لیے ان کی مکاریاں خوشنما بنادی گئی ہیں اور وہ راہِ راست سے روک دیے گئے ہیں، پھر جس کو اللہ گمراہی میں پھینک دے اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی ہی میں عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب اُس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کوئی ایسا نہیں جو انہیں خدا سے بچانے والا ہو۔ یہ آیات جھوٹے اولیاء، پیر اور علمائے سُوء کو پکارنے کا قلع قمع کر دیتی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہر فرد کے نامہ اعمال پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے، اس کے باوجود لوگ اُس کے شریک بنا رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبیؐ سے کہتا ہے کہ **اے نبیؐ اِن سے کہو اگر واقعی یہ اللہ کے اپنے بنائے ہوئے شریک ہیں تو اُس کا ثبوت دو (قرآن وغیرہ سے) اُن کے نام لو، یعنی وہ نام جو اس نے اپنی کتابوں میں نازل کیے ہوں گے، چونکہ اس نے کوئی نام اپنے شریکوں کے اپنی کتابوں میں نازل نہیں کیے (اُس کا کوئی شریک نہیں ہے)، تو کیا ہم اللہ کو کوئی ایسی بات کی خبر دیں گے جس کو وہ زمین و آسمان میں نہیں جانتا؟** یہ محض جھوٹ اور دماغی اختراع ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے جنہوں نے دعوت حق ماننے سے انکار کیا ہے، اِن کے لیے اِن کی مکاریوں کو خوش نما بنادیا گیا ہے جو اُنہیں حق سے روک دیتی ہیں۔ یہ لوگ اس دنیا میں ایک سخت عذاب کے مستحق ہیں اور آخرت میں بھی سخت ترین عذاب سے دوچار ہوں گے۔ وہاں اِن کو کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ **اللہ انہی کو ہدایت دیتا ہے جو اس سے ہدایت طلب کرتے ہیں یہ بات آنے والی آیات میں واضح ہو جائے گی۔ اے اللہ ہم تجھ سے ہدایت کے طلب گار ہیں، ہمیں اپنے راستے کی طرف ہدایت دے، اور ہمارے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں جنت کا باسی بنا۔ آمین۔** مزید اس امر کو واضح کرنے کے لیے کہ اللہ کی پکڑ سے کسی کو کوئی نہیں بچا سکتا، سورۃ عنکبوت، آیات 13-12 میں اللہ اِن جعلی پیروں اور علمائے سُوء کے اس قول کا قلع قمع کر دیتا ہے: یہ کافر لوگ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریقے کی پیروی کرو تو تمھاری خطاؤں کو ہم اپنے اوپر لے لیں گے۔ حالانکہ اُن کی خطاؤں میں سے کچھ بھی وہ اپنے اوپر لینے والے نہیں ہیں، وہ قطعاً جھوٹ کہتے ہیں۔ ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی۔ اور قیامت کے روز یقیناً اُن سے اُن افترا پردازیوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں۔ دھوکے باز علمائے سوء اپنے حواس باختہ پیروکاروں کو کہتے ہیں کہ وہ اُن کے گناہوں کا بار اٹھا کر یومِ حساب انہیں جنت میں داخل کروا دیں گے۔ روز حساب وہ صرف اپنے گناہوں کا ہی بار نہیں اٹھائیں گے بلکہ شاید اس کو ضرب دے دی جائے گی اُس تعداد کے ساتھ جن کو اُنہوں نے بے وقوف بنایا تھا، اور وہ یقیناً جواب دہ ہوں گے اپنے اُس جھوٹ کے لیے جو اُنہوں نے گھڑا ہے۔ یاد رکھیں، کوئی کسی گناہ گار کو جنت میں اور صالح کو دوزخ میں نہیں لے جا سکتا سوائے اللہ کے۔ **ہماری سچی محبت اور تابع داری خالصتاً کائنات کے عظیم مالک کے لیے**

ہونی چاہیے۔ اے اللہ، ہمیں راہِ راست پر ڈال، اور ہم سے راضی ہو جا، اور ہمیں اپنی جنت میں داخل کر۔ آمین۔

اس کی تصدیق حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک دفعہ انہوں نے نبیؐ کو جہنم کا ذکر کرتے ہوئے سنا تو وہ رونے لگیں۔ نبیؐ نے اُن سے پوچھا کہ اُنہیں کیا چیز رُلا رہی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا، جہنم کے ذکر نے اُنہیں رُلا دیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے نبیؐ سے سوال کیا، کیا آپؐ اپنے اہل خانہ کو یومِ حساب یاد رکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تین مقام ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ 1) جہاں اعمال وزن کیے جائیں گے۔ 2) جہاں نامہ اعمال پڑھا جائے گا۔ 3) پل صراط (تلوار سے بھی تیز دھار والا پل ہے جو جہنم کے اُوپر سے ہوتا ہوا جنت کو جاتا ہے)۔ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں ہمارا مالک ہم سے سوال وجواب کرے گا اور ہمارے مقدر کا فیصلہ سنائے گا۔

عن عائشة انها ذكرت النار فبكت فقال رسول اللهؐ ما يبكيك قالت ذكرت النار فبكيت فهل تذكرون اهليكم يوم القامة فقال رسول اللهؐ أما فی ثلاثة مواطن فلا يذكر أحد أحدا عند الميزان حتى يعلم أيخف ميزانه أو يثقل وعند الكتاب حين يقال (هاؤم اقرء وا كتابيه) حتى يعلم أين يقع كتابه أفی يمينه أم فی شماله أم من وراء ظهره وعند الصراط إذا وضع بين ظهری جهنم۔ سنن ابوداؤد، کتاب السنت، حدیث 4755

ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جہنم کا ذکر کیا اور وہ رونے لگیں۔ تو رسولؐ نے پوچھا: تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ کہنے لگیں مجھے جہنم یاد آئی ہے تو رونے لگی ہوں۔ تو کیا بھلا آپؐ قیامت کے روز اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے، تو رسولؐ نے فرمایا: تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: ترازو کے پاس حتی کہ اسے پتا چل جائے کہ اس کا تول ہلکا ہوا یا بھاری۔ نامہ اعمال ملنے کے وقت، جب کہا جائے گا۔ ''آؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو''، حتی کہ جان لے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا کمر کے پیچھے سے۔ اور (تیسرا مقام) پل صراط ہے جب اسے جہنم پر عین وسط میں ٹکایا جائے گا۔

اگر نبی پاکؐ اپنے اہل خانہ کی طرف داری نہیں کر سکتے تو یہ پیر ہماری مدد کیسے کریں گے؟ سوچنے کی بات ہے یہ! کیا یہ جعلی پیر اور علماء سُو وغیرہ ہمیں جنت میں لے جاسکیں گے (نہیں! بلکہ دوزخ میں)؟ سب سے پہلے اِن پیروں کے پاس کیا گارنٹی ہے کہ وہ خود جنت میں جائیں گے (ایک حدیث جو آگے مزارات کے عنوان کے تحت آئے گی، اس بات کی تصدیق کرے گی)۔ دوسرے نمبر پر وہ سندی ثبوت کہاں ہیں جو اِن کو وہ اختیار دیتے ہیں، جس کا وہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ سندی ثبوت کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے میں اپنے قاری کو پہلے دیے گئے مفروضے کی مثال کو دوبارہ ذہن نشین کرنے کو کہوں گا جس میں حکومت نے مال بیچنے پر 19% سیل ٹیکس لاگو کیا ہے۔ اگر اس دنیا میں قانون سے نابلد ہونا قابلِ قبول نہیں، تو ہم نے کیسے سوچ لیا کہ یومِ حساب قرآن سے نابلد ہونا قابلِ قبول ہوگا۔ شرک کی نفی کے لئے سورۃ روم، آیت 35 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا ہم نے کوئی سند یا کوئی دلیل اِن پر نازل کی ہے جو شہادت دیتی ہو اُس شرک کی صداقت پر جو یہ کر رہے ہیں؟ جواب ہے، نہیں، کیونکہ، قرآن (کتابِ ہدایت) بار بار اِس کی تردید کرتا ہے۔ لہٰذا، جو یہ کہتا ہے کہ وہ کسی کو جنت میں لے جائے گا وہ جھوٹا اور دھوکے باز ہے۔ صرف خالق ہی اپنی مخلوق کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے، اور وہ فیصلہ ہمیشہ حق اور رحم

دلی(آسان حساب) کے ساتھ کرتا ہے۔ سبحان اللہ! مزید ان جعلی پیروں وغیرہ کے قول کی نفی کے لیے ایک حدیث میں نبیؐ کہتے ہیں، میں حوضِ کوثر پر مومنوں کا امیر ہوں گا، اور کچھ لوگ اِن کے اجتماع سے اٹھا لیے جائیں گئے، اور آپؐ کو اِن سے روک دیا جائے گا۔ آپؐ فرماتے ہیں میں اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اُس سے درخواست کروں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں۔ آپؐ کو بتایا جائے گا کہ آپؐ نہیں جانتے کہ جن لوگوں کو جہنم میں لے جایا گیا ہے اُنہوں نے آپؐ کے بعد دین میں کیا کیا نئے کام (بدعات) ایجاد کیں۔ ایک اور روایت میں نبیؐ فرشتوں کو کہیں گے کہ اُنہیں یہاں سے لے جاؤ۔ ایک اور اسی طرح کی روایت میں نبیؐ کہتے ہیں کہ میں بھی وہ جواب دوں گا جو میرے صالح بھائی عیسیٰؑ دیں گے (جو قرآن میں مذکور ہے)۔ اگر نبیؐ اپنے پیروکاروں کو جہنم سے نہیں بچا سکتے، تو یہ جعلی پیر کس اختیار کے تحت اپنے پیروکاروں کو بچائیں گے؟ ذرا غور کرو! اس دنیا میں جہاں ہر شخص کو اپنی مرضی کا راستہ چننے کا اختیار تھا، اِن جعلسازوں نے اپنے پیروکاروں کو بے وقوف بنا کر عظیم خسارے میں ڈال دیا ہے۔ **جاگو، اے مسلمانو، ہمارا آقا بغیر تھکاوٹ کے سارے معاملات کو تن تنہا چلاتا ہے۔** اے اللہ، ہم تجھے ہی پکارتے ہیں اور تیرے ہی محتاج ہیں، ہمیں ہدایت دے۔ آمین!

عن عبداللهؓ عن النبیؐ قال أنا فرطكم علی الحوض وليرفعن معی رجال منكم ثم ليختلجن دونی فأقول يا رب أصحابی فيقال انك لا تدری ما أحدثوا بعدك۔ صحيح البخاری، باب الرقاق، حديث نمبر 6090

حضرت عبداللہؓ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رُو ہوں گا۔ میرے ساتھ کچھ آدمی اٹھائے جائیں گے تم میں سے اور پھر ان کو مجھ سے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے ربّ یہ میرے ساتھی ہیں، کہا جائے گا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئے کام (دین میں) ایجاد کیے۔

آگے بڑھنے سے پہلے میں اس لفظ ''غیر اللہ'' کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ یہ ہم بار بار قرآن کی آیات کے حوالہ سے اپنی بحث میں استعمال کریں گے۔ اِس کو سمجھنے کے لیے ہم خود سے کچھ سوال کرتے ہیں، کیا انبیاء غیر اللہ ہیں؟ جواب ہوگا ہاں۔ کیا اولیاءؒ غیر اللہ ہیں؟ ہاں۔ کیا حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ غیر اللہ ہیں؟ ہاں۔ اور کیا ساری مخلوق غیر اللہ ہیں؟ یقیناً ہاں۔ اس لیے کہ اللہ واحد خالق ہے باقی سب مخلوق ہیں۔ جب ہم غیر اللہ کو پکارتے ہیں، تو اس سے (نعوذ باللہ) اخذ ہوتا ہے کہ اللہ اپنی مخلوق کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہے۔ نہیں! وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ جب بھی کسی کو کوئی ضرورت آن پڑے، اُسے صرف اللہ کو پکارنا چاہیے، وہ سب سننے اور دینے والا ہے۔ کچھ لوگ کہیں گے، جب ہم ایک دوسرے سے کچھ مانگتے ہیں تو پھر یہ بھی شرک ہوگا، کیونکہ ہم غیر اللہ سے مانگ رہے ہونگے۔ میرا جواب ہے نہیں، یہ مانگنا چونکہ مافوق الاسباب نہیں، یہ شرک نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنے مال میں سے (جو اُس نے ہمیں عطا کیا ہے) ضرورت مندوں کی مدد

کریں۔ صاحبِ اسباب، دوست احباب اور زندہ لوگوں سے مانگنا، اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی نہیں۔ لہٰذا شرک نہیں ہے۔ شرک وہ ہے جسے اللہ یا نبیؐ شرک کہیں۔

کچھ لوگ ایک کمزور بہانہ تراشیں گے اور کہیں گے، ہم غیر اللہ کو اِس لیے پکارتے ہیں کہ اللہ بہت دور ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ بقرۃ، آیت 186 میں نبیؐ کو کہتے ہیں: اے نبیؐ، میرے بندے اگر آپؐ سے میرے متعلق پوچھیں، تو اُنہیں بتادو کہ میں اُن کے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اُس کی پکار کو سنتا اور جواب دیتا ہوں، لہٰذا انہیں بھی چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں (یہ بات تم انہیں سنادو) شاید کہ وہ راہِ راست پالیں۔ اللہ ہمیں بتارہے ہیں کہ وہ ہمارے بہت قریب ہے، ایک اور آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے، وہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ جو علمائے سوء کے قول کی نفی ہے کہ اللہ تک پیغام پہنچانے کے لیے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ سورۃ ھود، آیت 61 میں لوگوں سے کہتا ہے: اور ثمود کی طرف ہم نے اِن کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ اُس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی ربّ نہیں ہے۔ وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور یہاں تم کو بسایا ہے۔ لہٰذا تم اُس سے معافی چاہو اور اُس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا ربّ قریب ہے اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے"۔ نبی صالحؑ نے اپنی قوم کے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، لوٹ جاؤ اُس کی طرف، اور معافی طلب کرو اُس سے، وہ تمہارے نزدیک ہے اور پکارنے والے کی پکار سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ کہاں ہے وسیلہ کی ضرورت؟ اے مسلمانو، لوٹ جاؤ اپنے پیار کرنے والے ربّ کی طرف۔ وہی ہمیں صحت اور رزق دیتا ہے۔ ہمارا ربّ ہے سب سے بلند مرتبہ ہے اور اس کے باوجود وہ ہماری ماؤں سے زیادہ ہم سے پیار کرتا ہے۔ سبحان اللہ!

جو لوگ اللہ کی صفات کو سمجھ نہیں پائے، وہ اکثر میڈیا (ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، موبائل فون، فلمیں، کتب اور اخبارات) کی وجہ سے شیطان کے پھیرے میں آجاتے ہیں، اور ایسے جملے کہہ دیتے ہیں جیسے "ساڈی سن دانئیں اُوٹھاں دی موڑ دانئیں" یعنی ہماری سنتا نہیں ہے اور اِن ہستیوں کی رد نہیں کرتا۔ یہ جملہ قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اللہ نے ہر نبی کو صرف ایک دعا دی تھی جسے اُس نے کہا تھا کہ وہ ضرور قبول کرے گا۔ اللہ تو کبھی کبھی نبیوں کی دعا کو بھی رد کر دیتا ہے۔ کہاں ہے سندی ثبوت کہ اللہ اِن پیروں کی دعا رد نہیں کرے گا؟ کوئی سندی ثبوت نہیں ہے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ نمل، آیت 62 میں پوچھتا ہے: کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے، اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔ پریشانی میں ہماری کون سنتا ہے، اور کس نے ہمیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے؟ کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور ہستی ہے؟ ظاہر ہے جواب ہوگا اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو

سکتا۔ کیا اللہ ہماری ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا؟ جواب ہوگا بے شک۔ پھر ہمیں کیا چیز راہ راست سے بھٹکا رہی ہے؟ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ عنکبوت، آیت 17 میں کہتا ہے: در حقیقت اللہ کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ تمھیں کوئی رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سے رزق مانگو اور اُسی کی بندگی کرو اور اس کا شکر ادا کرو، اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی رزق مہیا نہیں کر سکتا، لہٰذا ہمیں اللہ کی نعمتوں کے لیے اُس کا شکر گذار ہونا چاہیے، اور اُسی سے رزق مانگنا چاہیے۔ ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے، کہ دنیا ایک کمرہ امتحان ہے اور ایک دن ہم سب نے اپنے ربّ کی طرف لوٹنا ہے، وہاں ہمارے اعمال کا احتساب ہوگا۔ **اے اللہ، ہم تجھ پر ایمان لائے ہیں، تیرے آگے توبہ کرتے ہیں، تجھ سے تیری مغفرت اور آسان حساب طلب کرتے ہیں۔ آمین!** سورۃ لقمان، آیت 30 میں اللہ کہتا ہے: یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اُسے چھوڑ کر جن دوسروں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔ کائنات کی نشانیاں، اور ہمارے اندر کی نشانیاں ثابت کرتی ہیں کہ اللہ حق ہے، **اور باقی وہ سب ہستیاں جن کو پُکارا جاتا ہے محض داستانیں ہیں۔** لہٰذا، ہمیں اللہ ہی کو پکارنا چاہیے، جو سب سے اعلیٰ اور زبردست ہے۔ ہم نے اب تک جو پڑھا ہے اُس کی مزید وضاحت کے لیے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایک مثال سورۃ رعد، آیت 16 میں دیتا ہے: اِن سے پوچھو، آسمان و زمین کا ربّ کون ہے؟ کہو، اللہ۔ پھر اِن سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اُسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھہرا لیا جو خود اپنے لیے بھی، کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟ کہو، کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہُوا کرتا ہے؟ کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟ اور اگر ایسا نہیں تو کیا اِن کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے بھی اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا ہے، جس کی وجہ سے اِن پر تخلیق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا۔؟ کہو، ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے، وہ یکتا اور سب پر غالب ہے۔ یہ آیت جھوٹے معبودوں کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ کیونکہ اِن نام نہاد معبودوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا، حتیٰ کہ ایک معمولی مکھی کا پر بھی نہیں پیدا کر سکتے، وہ تو اپنے لیے رزق بھی مہیا نہیں کر سکتے (وہ اپنے پیروکاروں کے عطیات پر جی رہے ہیں)، اور نہ وہ اپنے آپ کو بیماری، مصائب اور موت سے بچا سکتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے کیا خوب کہا ہے کہ جس میں کمی کوتاہی ہے، یا نقص ہے یا جو چیز فنا ہونے والی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی وہ پکارے جانے کے قابل ہے۔ اگرچہ سیدھے راستے کی نشان دہی کر دی گئی ہے، اس کے باوجود دل کے اندھے اُس پر نہیں چل سکتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ لوگوں کو بتائیں کہ ہر چیز اور مخلوقات کا خالق صرف اللہ ہے، وہ یکتا ہے اور ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ میرا سوال ہے، اپنے قارئین سے ذرا سوچیں، جب ایک ولی مرتا ہے، تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ خود غسل کرے، یا کفن پہنے، یا چار پائی پر خود لیٹ جائے، یا چار پائی کو خود اٹھا کر قبرستان لے جائے، یا خود قبر میں اُتر جائے؟ اِن سب کا جواب نفی میں ہے۔ مرنے کے بعد جب وہ اپنے لیے

کچھ نہیں کر سکتے، تو ہم اُن کو اپنا کارساز کیسے بنا سکتے ہیں، اور اُن کو مدد کے لیے کیسے پکار سکتے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ہم مٹی کو ایک خاص شکل دے کر مورتی بنائیں بیچنے کے لیے، تاکہ اُسے پکارا جائے اور اُس کی پوجا کی جائے۔ **اے اللہ، ہمیں معاف کر، اور ہم تیری پناہ میں آتے ہیں کہ جانتے بوجھتے تیرا شریک ٹھہرائیں۔ آمین!** کچھ لوگ کہیں گے کہ اِن ہستیوں کو پکارنے پر اُن کی ضروریات پوری ہوئیں ہیں۔ اللہ چونکہ ساری مخلوق کا خالق اور رازق ہے، وہ ہندو کی بھی سنتا ہے جب وہ اُسے مورتی (انسان کی بنائی ہوئی) کے ذریعے پکارتا ہے۔ تو کیا یہ ٹھیک ہے؟ نہیں نا! یہ دنیا آخرت کی زندگی کے لیے امتحان گاہ ہے جس میں غیر اللہ کو پکارنے والے فیل ہو رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ بقرہ، آیات 155-156 میں کہتا ہے: اور ہم ضرور تمھیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ: ''ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے''۔ اِن آیات میں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ہمیں ضرور آزمائے گا، مال سے (اس کو کیسے کمایا، اس کو کہاں خرچ کیا، کیا ہم نے زکوٰۃ و خیرات نکالی اور کیا ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے شکر گزار تھے)، غربت سے (کیا ہم نے صبر کیا اور صرف اللہ کو پکارا)، نسل سے (اگر ہمارے بچے ہیں تو کیا ہم شکر گزار تھے، اگر اولاد نہیں تھی تو کیا ہم نے صبر کیا، کیا ہم نے اپنے اہل و عیال کے معاملے میں عدل سے کام لیا)، آلام سے (رزق کی تنگی، بیماری، معزوری پر کیا ہم نے صبر کیا اور اللہ کی حمد کی؟) وغیرہ۔ یہ اس لیے ہے کہ جنت (ہمارا نصب العین) اُن لوگوں کے لیے ہے جو ہر حال میں اللہ سے محبت، اُس کی عبادت، اُس کی حمد، اُس کا شکر، آفات پر استقامت کے ساتھ صبر کرتے ہیں۔ جہاں تک منکرین اور مشرکین کا تعلق ہے، اُن کو شاید اللہ اِس دنیا میں زیادہ دے تاکہ آخرت میں سزا کے حقدار ہوں۔ سورۃ الزخرف کی آیات میرے بیان کی تصدیق کرتی ہیں۔ سورۃ الزخرف، آیات (43:35-33) میں اللہ فرماتے ہیں: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے، تو ہم خدائے رحمن سے کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اور ان کی سیڑھیاں جن سے وہ اپنے بالا خانوں پر چڑھتے ہیں اور ان کے دروازے اور ان کے تخت جن پر یہ گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں سب چاندی اور سونے کے بنا دیتے۔ یہ تو محض حیات دنیا کی متاع ہے، اور آخرت تیرے ربّ کے ہاں صرف متقین کے لیے ہے''۔ اللہ فرماتے ہیں، اگر سارے انسان کافر نہ ہو جاتے، تو وہ کافروں کے گھروں کی چھتوں اور سیڑیوں کو چاندی کے بنا دیتا اور اُن کے دروازے، کھڑکیاں، پلنگ، صوفے اور زیورات سونے کے بنا دیتا، تاکہ وہ اِس دنیا میں اپنا حصہ لے لیں۔ اللہ نے یہ نہیں کیا، کیونکہ سب کافر ہو جاتے۔ لٰہذا، اے مسلمانو خوش ہو جاؤ، اللہ نے ہمیں اِس آزمائش میں نہیں ڈالا۔ (شکریہ اللہ)۔ اللہ ہمیں اُن لوگوں میں سے بنائے جو اُس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے ہیں اور اُس کی حمد بیان کرتے ہیں، اور جب آلام آتے ہیں تو کہتے ہیں "ہم اُسی کے ہیں

اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹنا ہے"۔ سورۃ عنکبوت،آیات 3-1 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اوران کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم اُن سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو اِن سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔ یہ آیات ہمیں بتا رہی ہیں کہ ہمیں آزمایا جائے گا، جیسے ہم سے پہلی اُمتیں آزمائیں گئیں۔اے مسلمانو، تیار رہو، جو لوگ ہمیں اِن ہستیوں کی اتباع کے لیے کہتے ہیں،اُن کے لیے ہمارا جواب وہی ہونا چاہیے جو نبی صالحؑ نے اپنی قوم کو سورۃ ھود،آیت 63 میں دیا ہے۔ جس میں صالحؑ نے کہا: ''اے برادرانِ قوم، تم نے کچھ اِس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں اپنے رَبّ کی طرف سے ایک صاف شہادت رکھتا تھا،اور پھر اُس نے اپنی رحمت سے بھی مجھ کو نواز دیا تواِس کے بعد اللہ کی پکڑ سے مجھے کون بچائے گا اگر میں اِس کی نافرمانی کروں؟ تم میرے کس کام آسکتے ہو سوائے اِس کے کہ مجھے اور زیادہ خسارے میں ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے، ہم اُس کی نافرمانی کیسے کر سکتے ہیں،اور اگر ہم ایسا کریں گے تو اُس کے عذاب سے ہمیں کون بچائے گا۔ یہ جھوٹے ہماری مدد نہیں کر سکتے، البتہ ہماری تباہی میں جلدی کر سکتے ہیں۔یعنی قرآن کتابِ ہدایت کو رد کرنے کے بعد، ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ یاد رکھو، ہمارے لیے اللہ کافی ہے۔

حاصل عنوان کچھ یوں ہو گا کہ:

1) اللہ ہماری سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ 2) اللہ کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارا جاتا ہے وہ رزق نہیں دے سکتیں۔
3) اللہ حق ہے باقی سب باطل ہیں۔ 4) اللہ کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارا جاتا ہے وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتیں۔
5) ہمیں آزمایا جائے گا اولاد، صحت، دولت اور محرومیوں سے۔
6) اللہ کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارا جاتا ہے وہ کسی چیز کے خالق نہیں۔

غیر اللہ (جو کنگال ہیں) کو پکارنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ ہستی ہے جو رات کو دن میں،اور دن کو رات میں پروتی ہے۔ایک مقرر مدّت کے لیے اُسی نے چانداور سورج کو اپنے اپنے مخصوص دائروں میں مسخر کیا ہے۔اِس کے باوجود لوگ جہالت کی بنا پر یا تکبر میں ایسی ہستیوں کو پکارتے ہیں جو اُن کو نہ فائدہ دے سکتیں اور نہ نقصان۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ فاطر،آیات 15-13 میں کہتا ہے: اور اُسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پر کاہ کے مالک بھی نہیں ہیں،انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے اور سن لیں توان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔ حقیقت حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبردار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ لوگو! تم ہی اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو غنی وحمید ہے۔

ہم اللہ کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارتے ہیں (نبی، اولیاء، امام، پیر وغیرہ) وہ ہمیں سن نہیں سکتے اور اگر سن لیں تو جواب نہیں دے سکتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتا ہے وہ ایک قطمیر (کھجور کی گٹھلی کے اوپر والی جھلی) کے بھی مالک نہیں۔ کھجور کھائی جاتی ہے بیج اُگانے اور مویشیوں کی خوراک کے کام آتا ہے، جبکہ قطمیر چھینک دی جاتی ہے۔ یہ بے کار اور بے وقعت چیز ہے۔ قرآن ایک اور جگہ پر کہتا ہے، وہ ایک ذرّہ (atom) کے بھی مالک نہیں، یعنی وہ بالکل کنگلے ہیں۔ میں ایک مثال سے سمجھاتا ہوں، فرض کریں، ہم مالی مصائب میں گھر گئے اور ہمیں پیسوں کی ضرورت ہے، تو کیا ہم ایسے شخص کے پاس جائیں گے جو کنگال ہے یا اُس کے پاس جائیں گے جو امیر اور سخی ہے؟ ظاہر ہے ہم اُس کے پاس جائیں گے جو امیر اور سخی ہے۔ ہم کیوں نہیں سمجھ رہے، کہ ہم اُن سے مانگ رہے ہیں جو کنگال ہیں، جو ایک ذرے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ شیطان نے ہمارے گرد فریب کے جال بُنے ہوئے ہیں، اُس کے فریب سے نکلنے کے لیے ہمیں اللہ کو مدد کے لیے پکارنا چاہیے۔ ہمیں صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بچا سکتا ہے۔ ہمیں اللہ کے سامنے سربسجود ہو کر اُس سے ہدایت مانگنی چاہیے، کیونکہ وہ ہدایت مانگنے والے کو ہی ہدایت دیتا ہے۔ **اے اللہ، ہم تجھ سے ہدایت کے طلبگار ہیں، ہمیں ہدایت دے۔ آمین!** شیطان (دشمن اولاد آدم) جب دیکھتا ہے کہ اس کا ایک فریب ناکام ہو گیا ہے، تو وہ دوسرے فریب سے حملہ آور ہوتا ہے اور کہتا ہے، جن غیر اللہ کو تم پکارتے ہو، وہ زندہ ہیں اور تمہاری سنتے ہیں۔ لیکن قرآن سورۃ نحل، آیت 21-20 میں اِس دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے: اور وہ دوسری ہستیاں جنھیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔ مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور اُن کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ اُنھیں کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھایا جائے گا۔ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں (نبی، اولیا، امام، پیر وغیرہ) کو پکارتے ہیں، وہ مردہ ہیں زندہ نہیں۔ اگر وہ مردہ ہیں تو ہماری سن نہیں سکتے، اور اگر سن نہیں سکتے تو اُن کو پکارنا فضول ہے۔ اور ہم اُن سے کیسے مانگ سکتے ہیں جو کنگال ہیں؟ اے مسلمانو! جاگو، یہ امتحان ہے، ہم میں سے اکثر اِس میں فیل ہو رہے ہیں، یہ ہمیں دوزخ میں پہنچا دیں گے، لہٰذا اپنے رحیم ربّ سے معافی مانگ لو۔ **اے اللہ، ہم تیری پناہ میں آتے ہیں کہ جانتے بوجھتے تیرے ساتھ کسی کو شریک کریں اور معافی کے طلب گار ہیں اُس شرک کے لیے جس کا ہمیں علم نہیں۔ آمین!** جو لوگ شیطان کے فریب میں پوری طرح پھنسے ہوئے ہیں، وہ عذر پیش کریں گے کہ قرآن کہتا ہے، شہید زندہ ہیں۔ بالکل شہید زندہ ہیں، اللہ کے پاس آسمانوں پر، نہ کہ اس دنیا میں۔ یہ بات واضح ہو جائے گی جب ہم سورۃ آل عمران، کی آیت 169 کا مطالعہ کریں گے، جس میں اللہ کہتا ہے: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُنہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رَبّ کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ نیک لوگ، اولیاء، شہداء، صحابہ اور انبیاء، سات آسمانوں کے اُوپر علیین میں اللہ کے وعدہ کے ثمر سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ

سورۃ رعد، آیت 14 میں مثال پیش کرتے ہوئے کہتا ہے: اُسی کو پُکارنا برحق ہے۔ رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں اُس کو چھوڑ کر یہ لوگ پُکارتے ہیں، وہ اُن کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔ انھیں پُکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اُس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا، حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں۔ بس اسی طرح کافروں کی دُعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیرِ بے ہدف کے۔ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ غیر اللہ کو پُکارنا بے وقعت کوشش ہے۔ اُن کو پکارنا ایسا ہی ہے جیسے پانی کو کہنا وہ خود بخود ہمارے منہ میں آجائے، جو کبھی نہیں ہو گا، اسی طرح ہماری دعائیں بھی کبھی نہیں سُنی جائیں گی۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ اللہ سب مخلوق کا رازق ہے۔ جب کافر اُسے پکارتے ہیں اپنے معبودوں کے ذریعے، تو ہو سکتا ہے وہ اُن کو اِس دنیا میں زیادہ دے۔ وہ اپنا نصب العین (جنت) کھو چکے اور جہنم اُن کا ٹھکانہ ہو گی۔ مزید یہ سورۃ الزخرف، آیات (33:43-35)، درج کر رہا ہوں جس میں اللہ کہتا ہے: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے، تو ہم خدائے رحمن سے کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اور ان کی سیڑھیاں جن سے وہ اپنے بالا خانوں پر چڑھتے ہیں اور ان کے دروازے اور ان کے تخت جن پر یہ گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں سب چاندی اور سونے کے بنا دیتے۔ یہ تو محض حیاتِ دنیا کی متاع ہے، اور آخرت تیرے ربّ کے ہاں صرف متقین کے لیے ہے''۔ یہ آیات اشارہ کرتیں ہیں کہ دنیا کی زندگی میں طاقت اور مال و متاع آخرت کی کامیابی کی عکاس نہیں۔ ایک اور مثال میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ احقاف، آیات 6-5 میں کہتا ہے: آخر اُس شخص سے زیادہ بہکا ہُوا اِنسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پُکارے جو قیامت تک اُسے جواب نہیں دے سکتے، بلکہ اِس سے بھی بے خبر ہیں کہ پُکارنے والے اُن کو پُکار رہے ہیں، اور جب تمام اِنسان جمع کیے جائیں گے اُس وقت وہ اپنے پُکارنے والوں کے دُشمن اور اُن کی عبادت کے منکر ہوں گے۔ سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے لوگ وہ ہیں جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، کیونکہ وہ اُن کو سن نہیں سکتے اور اُن کی مرادوں کو پورا نہیں کر سکتے، یومِ حساب وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے، اور اپنے آپ کو اُن کے اُس فعل سے بری الذمہ قرار دیں گے۔ یہ اولیاء حق کا جواب ہو گا اپنے اُن پیروکاروں کے لیے جو اُن کی عبادت کرتے تھے، وہ اُن کے اِس فعل کے انکاری ہوں گے **(اللہ کے بندے اپنی بندگی کبھی نہیں کرواتے)**۔ شرک کی نفی کے لیے ہمیں اللہ ایک اور مثال دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ روم، آیت 28 میں کہتا ہے: وہ تمھیں خود تمھاری اپنی ہی ذات سے ایک مثال دیتا ہے کیا تمھارے اُن غلاموں میں سے جو تمھاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیے ہوئے مال و دولت میں تمھارے ساتھ برابر کے شریک ہوں اور تم اُن سے اُسی طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو۔ اِس طرح ہم آیات کھول کر پیش کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ غلام اپنے آقا کے مال میں شریک نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ خود اُس کی ملکیت ہے۔ جو کچھ

غلام کے پاس ہے وہ اُس کے مالک کا ہے، غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا، وہ کنگال ہے۔ غلام کو مالک سے ڈر ناپڑتا ہے، نہ کے مالک کو۔ ہم اور ساری مخلوقات اللہ کی غلام ہیں، اللہ کا غلام ہونے کی حیثیت سے ہم کنگال ہیں، جن چیزوں کو ہم اپنا سمجھتے ہیں، وہ اُس کی ملکیت ہیں۔ ہم اور ساری مخلوقات اللہ کے آگے بے بس ہیں۔ سوچیں! ہم اللہ کے غلاموں کو اللہ القوی، الخالق، العلیم، المالک کا ہمسر کیسے بنا سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنی عقل لڑائیں، تو ہم تسلیم کریں گے کہ ایک غلام انسان اپنے انسان آقا کے برابر نہیں ہو سکتا، جبکہ انسان مالکِ حقیقی کے ذرہ برابر ہمسر نہیں۔ تو ہم انسانوں کو اُس کے برابر کیسے بنا سکتے ہیں؟ اے بھائیو، جاگ جاؤ، ہمیں راہ راست سے بھٹکایا جارہا ہے، لوٹ آؤ اُس ذخیرہ علم قرآن کی طرف۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ زمر، آیات 32-29 میں سوال کرتا ہے:

ایک شخص تو وہ ہے جس کے مالک ہونے میں بہت سے کج خُلق آقا شریک ہیں جو اُسے اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور دوسرا شخص پورا کا پورا ایک ہی آقا کا غلام ہے۔ کیا اِن دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ الحمد للہ، مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے نبیؐ تمہیں بھی مرنا ہے اور اِن لوگوں نے بھی مرنا ہے۔ آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے ربّ کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔ پھر اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے اللہ پر جُھوٹ باندھا اور جب سچائی اُس کے سامنے آئی تو اُسے جھٹلا دیا۔ کیا ایسے لوگوں کے لیے جہنم میں کوئی ٹھکانا نہیں ہے؟

ظاہر ہے جن کے ایک سے زیادہ آقا ہیں وہ ہر طرف دھتکارے جائیں گے، جب کہ جس کا آقا ربّ کائنات ہے وہ اِس دنیا میں بھی سکون میں ہو گا اور آخرت میں بھی۔ اللہ کہتا ہے کہ ہر ایک نے فنا ہونا ہے۔ **نبی ابراہیمؑ نے ٹھیک ہی کہا تھا، جو چیز فنا ہو جائے، ڈھل جائے یا حاجت مند ہو، اُسے حاجت کے لیے نہیں پُکارا جا سکتا۔ اے مسلمانو! ہمیں کون سی چیز راہِ حق سے ہٹا رہی ہے، ہمیں اپنے ربّ کی رسی (قرآن کتابِ ہدایت) کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے تاکہ اُس کی تعلیمات کے ذریعے ہم آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔** اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ حج، آیات 74-73 میں ہمیں جھنجوڑنے کے لیے ایک اور مثال دیتے ہوئے کہتا ہے: لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو۔ جن معبودوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر پُکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اُسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔ اللہ ہمیں سمجھانے کے لیے ایک چیلنج پیش کرتا ہے، وہ کہتا اگر سارے جن اور انس (بشمول سارے باطل معبودوں کے) مل کر ایک مکھی تو دور کی بات، مکھی کا ایک پر پیدا کرنا چاہیں، نہیں پیدا کر سکتے، یہ بھی دور کی بات ہے۔ اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین کر لے جائے وہ اُسے واپس لے نہیں سکتے۔ کتنے کمزور ہیں یہ باطل معبود۔ اللہ ہمیں سمجھانے کے لئے ایک چیلنج پیش کرتا ہے، وہ کہتا اگر سارے جن اور انس (بشمول سارے باطل معبودوں کے) مل کر ایک مکھی تو دور کی بات، مکھی کا ایک پر پیدا کرنا چاہیں، تو نہیں پیدا کر

سکتے، یہ بھی دور کی بات ہے۔ اگر مکھی اُن سے کوئی چیز چھین کر لے جائے وہ اُسے واپس نہیں لے سکتے۔ کتنے کمزور ہیں یہ باطل معبود۔ ہم نے اللہ کی قدر ہی نہ جانی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ القوی اور سب سے معزز ہے۔ کیا خالق اور مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ شیطان کے چکر سے نکلنے اور حق کو پہچانے کے لیے ہمیں اب اور کون سی چیز بیدار کرے گی۔

آخر ہمیں کیا چیز ان دھوکے بازوں کی طرف لے کر جاتی ہے؟ اکثر ہم اُن کے پاس اس لئے جاتے ہیں، جب ہمیں لگتا ہے کہ کسی نے ہم پر جادو کر دیا ہے، یا ہم مالی مشکلات کا شکار رہتے ہیں، یا بیماریوں نے ہمارے گھر میں ڈیرا ڈال لیا ہوتا ہے، اور اکثر اوقات حسد کی وجہ سے بھی ہم اُن کے پاس جاتے ہیں۔ شاذونادر ہی کوئی اُن کی محبت میں وہاں جاتا ہو گا۔ قرآن ہماری ضروریات کو پورا کرنے کا طریقہ سورۃ نوح، آیات 15-9 میں بتاتا ہے، نوحؑ اپنی قوم کو کہتے ہیں: میں نے کہا، اپنے ربّ سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمھیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے لیے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے؟ اِن آیات میں نوحؑ اپنی قوم کو کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ اللہ سے توبہ کریں گے تو اللہ اُن پر کافی بارش برسائے گا، اُنھیں دولت اور اولاد دے گا، اُن کے باغوں اور زراعت کی پیداوار بڑھا دے گا (وافر کر دے گا)، پانی کی کمی کو دور کر دے گا۔ **تو پھر کیا اِن جھوٹوں کی ضرورت رہتی ہے؟ عنوان "غیر اللہ کو پکارنا" کا خلاصہ۔**

1) ہستیاں بالکل کنگال ہیں۔
2) جس کا ایک آقا ہو وہ اس دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی۔
3) وہ مردہ ہیں زندہ نہیں۔
4) غیر اللہ کو پکارنا ایسے ہی ہے جیسے پانی کو کہنا کہ ہمارے منہ میں خود ہی آ جائے۔
5) جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں۔
6) جیسے ہمارے غلام ہمارے برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے غلام اس کے ذرہ برابر بھی نہیں ہو سکتے۔
7) یہ سب ہستیاں اگر مل کر کام کریں تو بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتیں اور اگر مکھی اُن سے کچھ چھین لے، وہ اسے واپس حاصل نہیں کر سکتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وسیلہ

شیطان آسانی سے ہار نہیں مانتا، وہ وسیلے کی بابت ذہن میں ایک اور خیال ڈالے گا کہ جن کو پکارا جا رہا ہے وہ اُن کو اللہ کے قریب کرنے میں مدد کریں گے۔ اس موقع پر جو لوگ شیطان کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں وہ کہیں گے، ہم اُن (پیر وغیرہ) کو مدد کے لیے نہیں پُکارتے بلکہ اُنہیں اللہ سے قربت کا وسیلہ بناتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ زمر آیت 3 میں اِس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے: خبردار، دِین خالص اللہ کا حق ہے۔ رہے وہ لوگ جنھوں نے اُس کے سِوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں، اللہ یقیناً اُن کے درمیان اُن تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔ یہ آیت ہمیں متنبہ کر رہی ہے کہ عبادت پر صرف اللہ کا حق ہے، جنہوں نے دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں وہ اپنے فعل کی توجیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ یہ اللہ کی سب دیکھنے اور سننے کی صفات کا انکار ہے۔ جب اللہ ہمیں جانتا ہے، ہمیں دیکھتا ہے، اور براہ راست ہماری سنتا ہے، تو وسیلہ کی ضرورت کہاں رہ جاتی ہے، یہ شیطان کے ڈالے ہوئے غلط تصورات ہیں۔ اے مسلمانو! ہمیں اپنے ربّ تک رسائی کے لیے وسیلہ کی ضرورت نہیں، وہ اپنی ساری مخلوق کی براہ راست سنتا ہے۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل، آیات 57-56 میں کہتا ہے: اِن سے کہو، پکار دیکھو اُن معبودوں کو جن کو تم خدا کے سِوا (اپنا کارساز) سمجھتے ہو، وہ کسی تکلیف کو تم سے نہ ہٹا سکتے ہیں نہ بدل سکتے ہیں۔ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے ربّ کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اُس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اُس کی رحمت کے امیدوار اور اُس کے عذاب سے خائف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے ربّ کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔ یہ آیات غیر اللہ کو پکارنے والوں کے نظریہ کا قلع قمع کرتی ہے، کیونکہ جن ہستیوں کو یہ پکارتے ہیں وہ خود اللہ کے خوف کی وجہ سے وسیلہ کی تلاش میں ہیں، بیشک سب سے زیادہ اللہ ہی سے ڈرنا چاہیے۔ سوال یہ ہے جب ہمارا خالق براہ راست ہماری سنتا ہے تو وسیلہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ وہ اپنے غلام سے سجدہ کی حالت میں اور قریب آجاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں سجدہ میں اللہ سے منت کرنی چاہیے کیونکہ وہی داتا ہے۔ حال ہی میں مجھے واٹس ایپ میسج ملا جس سے پتہ چلا کہ لوگ رائج الوقت وسیلے کو جائز قرار دینے کے لیے سورۃ مائدہ کی آیت 35 کا حوالہ دیتے ہیں، جس میں اللہ کہتا ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اُس کی جناب میں بازیابی کا ذریعہ (وسیلہ) تلاش کرو اور اُس کی راہ میں جدوجہد کرو، شاید کہ تمہیں کامیابی

نصیب ہو جائے۔ یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس وسیلے کا ذکر کر رہا ہے، اُس سے مراد نیک اعمال ہیں۔ یعنی اللہ کو اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے پُکارو۔ لوگ کہیں گے ہم اِس کو نہیں مانتے، تو میں اپنے مؤقف کی تائید میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ صحیح بخاری، جلد دوم، باب حدیث الغار 357 میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے تین آدمیوں کے بارے میں بتایا جنھوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک غار میں پناہ لے لی تھی۔ جب وہ اندر بیٹھے ہوئے تھے تو ایک بڑے پتھر نے غار کا منہ بند کر دیا۔ اُنہوں نے بہت کوشش کی لیکن پتھر کو نہ ہلا سکے۔ پھر تینوں نے باری باری اپنے نیک اعمال کا وسیلہ دے کر دُعا کی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پتھر کو ہٹا دیا۔ وہ نیک اعمال جو خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کیے گے ہوں گے وہی اصل وسیلہ ہیں۔

حدثنا اسماعیل بن خلیل اخبرنا علی بن مسهر عن عبید الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بینما ثلاثة نفر ممن کان قبلکم یمشون إذ اصابهم مطر فاووا إلى غار فانطبق علیهم فقال بعضهم لبعض إنه والله یا هولاء لا ینجیکم الا الصدق فلیدع کل رجل منکم بما یعلم انه قد صدق فیه فقال واحد منهم اللهم إن کنت تعلم أنه کان لی أجیر عمل لی علی فرق من أرز فذهب وترکه وأنی عمدت الی ذلك الفرق فزرعتهُ فصار من أمره أنی اشتریت منه بقرا وأنه اتانی یطلب اجره فقلت له اعمد الی تلك البقر فسقها فقال لی انما لی عندك فرق من ارز فقلت له اعمد الی تلك البقر فانها من ذلك الفرق فساقها فان کنت تعلم انی فعلت ذلك من خشیتك ففرج عنا فانساحت عنهم الصخرة فقال الاخر اللهم ان کنت تعلم انه کان لی ابوانش یخان کبیران فکنت آتیهما کل لیلة بلبن غنم لی فأبطات علیهما لیلة فجت وقد رقدا وأهلی وعیالی یتضاغون من الجوع فکنت لا أسقیهم حتی یشرب ابوای فکرهت أن أوقظهما و کرهت أن ادعهما فیستکنا لشربتهما فلم ازل انتظر حتی طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذلك من خشیتك ففرج عنا فانساحت عنهم الصخرة حتی نظروا الی السماء فقال الاخر اللهم ان کنت تعلم انه کان لی ابنة عم من احب الناس الی وانی راودتها عن نفسها فابت الا ان آتیها بماۂ دینار فطلبتها حتی قدرت فأتیتها بها فدفعتها الیها فامکنتنی من نفسها فلما قعدت بین رجلیها فقالت اتق الله ولا تفض الخاتم الا بحقه فقمت وترکت الماءة دینار فان کنت تعلم انی فعلت ذلك من خشیتك ففرج عنا ففرج الله عنهم فخرجوا۔

(صحیح بخاری، جلد دوم، باب حدیث الغار 357)۔

ہم سے اسماعیل بن خلیل نے حدیث بیان کی، اُنہیں علی بن مسہر نے خبر دی، اُنہیں عبید اللہ بن عمر نے اُنہیں نافع نے اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا پچھلے زمانے میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے راستے میں بارش نے انہیں آلیا۔ تینوں نے ایک غار میں پناہ لی، لیکن (جب وہ اندر گئے تو) غار کا منہ بند ہو گیا اس موقع پر ایک نے دوسرے سے کہا، بخدا، تمہیں اس مصیبت سے اب صرف سچائی (نیک عمل) ہی نجات دلا سکتی ہے۔ اب ہر شخص کو اپنے کسی ایسے عمل کا واسطہ دے کر دعا کرنی چاہیے جس کے بارے میں اُسے یقین ہو کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تھا۔ چنانچہ ایک نے اس طرح دعا کی، اے اللہ! آپ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور کیا تھا جس نے ایک فرق چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا لیکن وہ شخص (کام کر کے) چلا گیا اور اپنی مزدوری چھوڑ گیا۔ پھر میں نے اس ایک فرق چاول کو لیا اور اس کی کاشت کی۔ اس سے اتنا کچھ ہو گیا کہ میں نے پیداوار سے ایک گائے خرید لی۔ اس کے بعد وہی شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے کہا کہ یہ گائے کھڑی ہے اسے لے جاؤ اس نے کہا کہ میرا تو صرف ایک فرق چاول تم پر تھا۔ میں نے اس سے کہا اس گائے کو لے جاؤ کیونکہ یہ اسی ایک فرق کی ہے۔ آخر وہ گائے کو لے کر چلا گیا۔ پس اے اللہ اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا تو غار کا منہ کھول دے چنانچہ چٹان (جو ان کے اندر داخل ہونے کے بعد غار کے منہ پر

گرپڑی تھی) تھوڑی سی ہٹ گئی۔ پھر دوسرے نے اس طرح دعا کی، اے اللہ! تجھے خوب علم ہے کہ میرے والدین جب بوڑھے ہو گئے تھے تو میں ان کی خدمت میں روزانہ رات میں اپنی بکریوں کا دودھ لا کر پیش کیا کرتا تھا۔ایک دن اتفاق سے میں دیر سے آیا اور جب آیا تو وہ سو چکے تھے۔ادھر میری بیوی اور بچے بھوک سے بے چین تھے، لیکن میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ نہ پلا لوں، بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا مجھے انہیں بیدار کرنا بھی پسند نہیں تھا اور چھوڑنا بھی پسند نہ تھا(کیونکہ) یہی ان کا شام کا کھانا تھا اور اس کے نہ پینے کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتے چنانچہ میں ان کا وہیں انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام صرف تیرے خوف و رضا کے لیے کیا تھا تو ہمارا راستہ کھول دے۔چٹان تھوڑی سی اور ہٹ گئی اور اب آسمان نظر آنے لگا۔ پھر آخری شخص نے یوں دعا کی۔اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اسے اپنے پاس بلایا، لیکن اس نے انکار کیا اور صرف ایک شرط پر تیار ہوئی کہ میں اسے سو دینار لا کر دے دوں میں نے یہ رقم حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کی اور آخر مجھے مل گئی تو میں اس کے پاس آیا اور رقم اس کے حوالے کر دی(شرط کے مطابق)اس نے مجھے اپنے اُوپر قدرت دے دی۔جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ چکا تھا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور مہر کو بغیر حق کے نہ توڑو، میں(یہ سنتے ہی) کھڑا ہو گیا اور سو دینار بھی واپس نہیں لیے۔پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ عمل تیرے خوف و خشیت کی وجہ سے کیا تھا تو ہمارا راستہ صاف کر دے۔اب راستہ صاف ہو چکا تھا اور وہ تینوں باہر نکل آئے تھے۔(صحیح بخاری، جلد دوم، باب حدیث الغار 357)

ایک اور حدیث میں ہمارے نبیؐ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو کہا تھا کہ تم اِس آس پر نہ رہنا کہ تم نبیؐ کی بیٹی ہو اس لیے جنت میں چلی جاؤ گی، بلکہ تمہارے اعمال تمہارا جنت میں داخلے کا وسیلہ ہوں گے۔ سورۃ تحریم، آیات 11-10 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بتاتا ہے: اللہ کافروں کے معاملہ میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطورِ مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں، مگر اُنھوں نے اپنے ان شوہروں سے (دینی) خیانت کی اور وہ اللہ کے مقابلہ میں اُن کے کچھ کام نہ آسکے۔ دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔اور اہلِ ایمان کے معاملہ میں اللہ فرعون کی بیوی کی مثال پیش کرتا ہے جب اُس نے دُعا کی "اے میرے ربّ، میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچا لے اور ظالموں سے مجھے نجات دے"۔ نبیوں کی دونوں بیویاں جہنمی ہیں جبکہ اُن کے پاس افضل ترین وسیلے (نبی) تھے، اور دوسری طرف فرعون کی بیوی آسیہ ہے جس کا خاوند، خدا ہونے کا دعویدار تھا۔اُس نے اللہ کو اپنا کارساز بنا لیا تھا اور جنت حاصل کر لی۔ جب نوحؑ کا بیٹا ڈوب رہا تھا تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ یہ میرا بیٹا ہے اس کو بچا لے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نوحؑ کو جھڑک کر کہا کہ وہ تمہارا بیٹا نہیں ہے، کیونکہ اس کے اعمال ٹھیک نہیں ہیں، اور اگر تم نے پھر یہ دعا مانگی تو تم بھی ان میں سے ہو گے۔ جب نبیؐ کے چچا ابو طالب بسترِ مرگ پر تھے، نبیؐ نے بہت کوشش کی کہ اُن کے چچا ایک بار کلمہ پڑھ لیں، لیکن انہوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ اگرچہ ابو طالب نے ہر موقع پر نبیؐ کی مدد کی تھی اِس کے باوجود نبیؐ اُن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں کر سکیں گے(نبیؐ سے ایک دوسری حدیث میں مروی

ہے کہ میری مدد کرنے کی وجہ سے میرے چچا کو سب سے کم عذاب دیا جائے گا)۔اِس پر نبیؐ بہت مغموم تھے کہ اللہ نے قرآن اُتار دیا، اور کہا:اے نبیؐ تم جس کو چاہو مسلمان نہیں کر سکتے اللہ جسے چاہے مسلمان کر سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا(عالمُ الغیب)۔اسی طرح حضرت یونسؑ ایک پیغمبر تھے،اُن کو جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ وہ اُس کی قوم پر تین دن میں عذاب نازل کرنے والا ہے، تو حضرت یونسؑ اپنی قوم سے دل برداشتہ ہو کر بغیر اجازت کے چل دیئے اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ بیچ منجھدار میں کشتی ڈوبنے لگی، اب اگر نبیؑ کشتی پر رہتا ہے تو کشتی ڈوب جائے گی اور اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں چلا جاتا ہے تو کشتی پار لگتی ہے۔ جب یونسؑ کو مچھلی نے نگل لیا تو اُنہوں نے اللہ کو پکارا اور اپنی غلطی تسلیم کی، تو اللہ نے اُنہیں معاف کر دیا۔ آج حال یہ ہے کہ ہر ایرا غیرا اللہ کے ہاں ہمارا سفارشی بنا ہوا ہے، جہاں ایک نبی بھی مداخلت نہیں کر سکتا۔ وہاں سارے اُولیاء مل کر ایک صحابی کی خاک کو نہیں پہنچ سکتے، سارے صحابہ مل کر ایک نبی کی خاک کو نہیں پہنچ سکتے۔ اولیاء حق کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ کسی کے سفارشی ہوں گے۔ ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید نے بہلول کو ایک چھڑی یہ کہہ کر دی کہ تم میری رعایا میں سب سے بیوقوف شخص ہو، اور اگر تمہیں اپنے سے زیادہ بیوقوف شخص مل جائے تو یہ چھڑی اُس کو دے دینا۔ جب ہارون رشید مرضِ وفات میں مبتلا تھا تو بہلول اُسے ملنے کے لیے آیا اور خلیفہ سے دریافت کیا، کیا خلیفہ نے فوج کے دستے اپنے استقبال کے لیے اگلے جہاں بھیجوا دیئے ہیں؟ ہارون رشید کہنے لگا: وہاں فوج نہیں جا سکتی۔ پھر بہلول نے دوسرا سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنی ضروریات کے لیے مال و متاع وہاں بھیجوا دیا ہے؟ بادشاہ نے کہا: وہاں مال و متاع بھی نہیں جا سکتا، وہاں صرف اعمال جاتے ہیں، جو میں نہ بھیج سکا۔ بہلول نے وہ چھڑی ہارون رشید کو پکڑاتے ہوئے کہا جو شخص ہمیشہ کی زندگی کے لیے کچھ نہ کر سکا اُس سے بڑھ کر بیوقوف شخص کوئی نہیں ہو سکتا۔ **اے اللہ، ہمیں عقل سے کام لینے کی توفیق دے۔ آمین!** مجھے ایک حدیث کا حوالہ دے کر کہا گیا کہ ہم اذان کی دُعا میں نبی پاکؐ کے لیے وسیلہ مانگتے ہیں۔ بیشک ہم اللہ سے نبی پاکؐ کے لیے مقامِ وسیلہ اور اُس کی فضیلت مانگتے ہیں، کیونکہ حسبِ ذیل حدیث میں نبیؐ نے فرمایا کے وسیلہ ایک مقام ہے جہاں ایک شخص نے فائز ہونا ہے، لہٰذا میری اُمت میرے لیے دُعا کرے کہ اللہ مجھے اُس مقام پر فائز کرے۔

عن عبدا للہ بن عمرو بن العاص انه سمع النبیؐ یقول إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی، فانه من صلی علی صلوۃ بهاعشرًا ثم سلوا اللہ لی الوسیلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عباد اللہ وا رجوان اکون انا ھو فمن سال اللہ لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة۔ سنن ابوداؤد، باب: مایقول اذا سمع المؤذن، جلد اول، صفحہ 88۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا، آپؐ نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو اس کا جواب اسی طرح دو پھر (جب اذان ختم ہو) تو مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمتیں بھیجتا ہے۔ پھر درود کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو اور وسیلہ مانگو، وہ جنت میں ایک مقام ہے۔ اور یہ مقام اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے

کیلیے ہے۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرتا ہے اُس کیلیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

قرآن اور حدیث کے حوالوں کو پڑھنے کے باوجود کچھ لوگ کہیں گے کہ ہم اِس کو نہیں مانتے، اور ایک خود ساختہ حدیث کا حوالہ دیں گے جو قرآن اور اللہ کے طریقہ کی نفی کرتی ہے۔ یہ ایک معروف اصول ہے کہ جو حدیث قرآن کی نفی کرتی ہو اُسے رد کر دیا جاتا ہے، کیونکہ نبیؐ کبھی بھی قرآن کی نفی نہیں کر سکتے۔ یہ خود ساختہ حدیث کہتی ہے کہ آدمؑ نے اللہ کے عرش پر "لا اله الاالله محمد رسول الله" لکھا ہوا دیکھا، تو اُنھوں نے محمدؐ کے وسیلہ سے معافی مانگی تو اللہ نے اُنہیں کو معاف کر دیا۔ جب کہ قرآن اِس کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے، آدمؑ جنت سے نکالے جانے اور زمین پر اُترنے کے بعد بہت پچھتا رہے تھے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار میں لگ گئے۔ اللہ نے اُن کی رہنمائی کی اور اُنھیں چند کلمات سیکھائے، جب اُن کے ذریعہ سے آدمؑ نے معافی مانگی تو اللہ نے معاف کر دیا۔ سورۃ البقرہ، آیت 37 میں اللہ کہتا ہے: اُس وقت آدمؑ نے اپنے ربّ سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی، جس کو اُس کے ربّ نے قبول کر لیا، کیونکہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ معذرت کے الفاظ کچھ یوں درج ہیں: سورۃ الاعراف، آیت 23 میں درج ہیں: دونوں بول اُٹھے "اے ربّ ہم نے اپنے اُوپر ستم کیا ہے، اب اگر تو نے ہم سے در گزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے"۔ یہ اللہ کی رحمت اور فضل کے ذریعہ معافی مانگنے کے علاوہ کچھ نہیں۔ وہ اتنا رحیم ربّ ہے جو بندوں کو خود بتاتا ہے اُس سے معافی کیسے مانگی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یونسؑ کو معافی مانگنی سکھائی، اور وسیلہ کی ضرورت نہ رہی۔ یہ اِن جعلی پیروں کا خود ساختہ بنایا ہوا عقیدہ ہے جو محض نذرانے وصول کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اِن جیسوں سے محفوظ رکھے جو ہمیں شرک کی طرف لے جاتے ہیں۔ آمین۔ اللہ نے اپنے بندوں کو سورۃ فاتحہ سکھائی جس میں ہم عہد کرتے ہیں "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"۔ یہ ہمیں یہ بھی سیکھاتی ہے کہ اُس سے ہدایت کیسے مانگی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہدایت کے لیے قرآن، کتابِ ہدایت پیش کرتا ہے۔

عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه عن جده عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللهؐ: لما اقترف آدم الخطية قال يا رب اسألك بحق محمد ان غفرت لى فقال فكيف عرفت محمدا ولم اخلقه بعد فقال فقال يا رب لانك لما خلقتنى بيدك ونفخت فى من روحك رفعت رأسى فرأيت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الى واذ سالتنى بحقه فقد غفرت لك و لو لا محمد ما خلقتك۔ قال البيهقى تفرد به عبد الرحمٰن بن زيد اسلم من هٰذا الوجه و هو ضعيف۔ واللہ اعلم !

عبد الرحمن بن زید بن اسلم اپنے باپ سے، اپنے دادا سے، وہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہؐ نے فرمایا: جب آدمؑ سے خطا کا ارتکاب ہوا تو انہوں نے کہا: اے اللہ میں آپ سے محمدؐ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے محمدؐ کو کیسے پہچانا میں نے انہیں پیدا نہیں کیا؟ آدمؑ نے کہا: اے رب جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی روح

پھونکی۔میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ عرش کے پائیوں پہ لکھا تھا''لاالٰہ اللہ محمد رسول اللہ''میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنا نام اپنی مخلوق میں سے سب سے پیارے کے ساتھ جوڑ کر لکھا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایااے آدم تو نے سچ کہا ہے۔بے شک محمد مجھے تمام مخلوق سے محبوب ہیں۔اور جب تو نے ان کے واسطے سے سوال کیا تو میں نے تمہیں بخش دیا۔اور اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔امام بیہقی کہتے ہیں: یہ عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا تفرد ہے۔اس طرح یہ حدیث ضعیف ہے۔(البدیہ والنہایہ، جلد اول صفحہ 81)

بعض حضرات یہاں ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے عرش الٰہی پر ''لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا دیکھا اور محمد رسول اللہ کے وسیلے سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔ یہ روایت بے سند ہے اور قرآن کے بھی معارض ہے۔علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقے کے بھی خلاف ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ براہ راست اللہ سے دعائیں کی ہیں، کسی نبی، ولی، بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا۔اس لیے نبی کریمؐ تمام انبیاء کا طریقہ یہی رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔(تفسیر احسن البیان: صفحہ 19،20 پارہ: 1 سورۃ بقرہ آیت: 37)

ان سارے حوالہ جات کے باوجود کچھ لوگ کہیں گے کہ ہم آپ کے ترجمہ کو نہیں مانتے۔ہم فلاں کے ترجمہ اور تفسیر کو مانتے ہیں۔تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم صحیح نتیجہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں؟فرض کریں کچھ لوگ کسی شخص کو جسے انگریزی نہیں آتی،اُسے ''ٹرن رائٹ'' کا کوئی مفہوم،دائیں طرف مڑنا کہتا ہے،تو کوئی بائیں طرف، اور کوئی سیدھا جانا بتاتا ہے۔ صحیح جواب معلوم کرنے کے لیے ہم انگلش اردو ڈکشنری سے معنی معلوم کر کے حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔ مذہب کا جب معاملہ آتا ہے تو ہم تحقیق کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، چاہے ہم آخرت کے امتحان میں فیل ہی کیوں نہ ہو جائیں۔قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اس دنیا کا امتحان پہلا اور آخری امتحان ہے۔اگر ہم فیل ہو گے تو ہمیں دوبارہ نہیں آزمایا جائے گا،اور ہمیں اپنی جہالت یا تکبر کا صلہ بھگتنا پڑے گا۔اگر ہمارے اعمال قرآن کے برعکس ہوں گے تو جہنم ہمارا گھر ہو گا،اور اگر اس کی مطابقت میں ہوں گے تو جنت ہمارا گھر ہو گا۔ ہم نے ہر جعلی پیر کو خاص صفت دیتے ہیں،مثال کے طور پر: یہ پیر بارش دیتا ہے، یہ پیر بچے دیتا ہے، یہ پیر رزق دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔مکہ کے مشرکوں نے بھی اپنی ہستیوں کو اسی قسم کی صفات دی ہوئی تھیں۔وہ اُن کو ود، یغوث، یعوق، نسر، لات، منات، ھُبل، عزیٰ وغیرہ کہتے تھے۔اللہ تعالیٰ اس کی نفی کرتا ہے سورۃ المائدۃ، آیت 103 میں اور کہتا ہے: اللہ نے کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔ مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں (کہ ایسے اوہام کو مان رہے ہیں)۔اُس کے اوپر یہ کہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ اور اِن باطل معبودوں کے حصہ نکالتے ہیں۔سورۃ الانعام، آیت 136 میں اللہ کہتا ہے: ان لوگوں نے اللہ کے لیے خود اُسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور

کہتے ہیں یہ اللہ کے لیے ہے، بزعم خود، اور یہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے۔ پھر جو حصے اِن ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہیں وہ اللہ کو نہیں پہنچتے مگر جو اللہ کے لیے ہیں وہ اُن کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہیں۔ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ۔ اُن سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کے دیے ہوے مال میں سے اللہ اور اُن معبودانِ باطل کے حصے مقرر کرتے ہیں۔ اُس پر سونے پہ سُہاگہ، اپنے معبودوں کی خود ساختہ پکڑ کے خوف کی وجہ سے جو حصہ اللہ کے لیے رکھا گیا تھا وہ بھی یہ کہتے ہوئے اِن معبودوں کو دے دیتے ہیں کہ اللہ کو اِس کی ضرورت نہیں۔ اِس کی وجہ سے جھوٹے معبود انتہائی امیر ہو رہے ہیں اور غریبوں تک کچھ نہیں پہنچ رہا۔ **اناللہ**۔ اکثر انسانوں کی پانچ بنیادی خواہشات ہوتی ہیں، اور قرآن اِن کو حاصل کرنے کا حل بتاتا ہے۔ 1) ہماری خواہش ہوتی ہے کہ ہم مصائب، مشکلات اور آلام سے محفوظ رہیں، 2) اور ہمارے معاملات میں آسانی ہو۔ قرآن کہتا ہے: جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اُس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا (65:2)۔ 3) رزق میں فراوانی۔ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اسے ایسے راستہ سے رزق دے گا جدھر اُس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے تقدیر مقرّر کر رکھی ہے (65:3)۔ 4،5) گناہوں سے معافی اور جنت الفردوس حاصل کرنے کے لیے ہمارے نیک اعمال کو ضربیں دے کر بہت زیادہ بڑھادے (اللہ کے نبیؐ نے کہا تھا کہ جب اللہ سے مانگو تو کھل کر مانگو، وہ سب کچھ دے سکتا ہے)۔ جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کی بُرائیوں کو اُس سے دور کر دے گا اور اُسے بڑا اجر دے گا (65:5)۔ اے مسلمانو، اللہ سے ڈرو، انسانوں کا اور بالعموم نیک لوگوں کا احترام کرو، لیکن اُن سے نہ ڈرو اور نہ اُن کی عبادت کرو۔

مزید قرآن سورۃ مومن آیت 50-49 بتاتا ہے کہ وہ لوگ جو دنیا میں وسیلہ کے چکروں میں پڑے ہوئے ہیں، اُن کی بے وقوفیاں جہنم میں بھی جاری رہیں گی: پھر یہ دوزخ میں پڑے ہوئے لوگ جہنم کے اہل کاروں سے کہیں گے "اپنے ربّ سے دُعا کرو کہ ہمارے عذاب میں بس ایک دن کی تخفیف کر دے۔" وہ پوچھیں گے، "کیا تمہارے پاس تمہارے رسول ہدایت لے کر نہیں آئے تھے" وہ کہیں گے "ہاں" جہنم کے اہل کار بولیں گے "پھر تو تم ہی دُعا کرو، اور کافروں کی دُعا اکارت ہی جانے والی ہے"۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ جہنم کے لوگ، جہنم کے داروغہ کو وسیلہ بنا کر کہیں گے، اپنے ربّ سے درخواست کرو کہ وہ ایک دن کے لیے عذاب ختم کر دے۔ فطرت نہیں بدلتی، وہ حسبِ عادت رحیم ربّ کو براہِ راست نہیں پکاریں گے۔ میں بنی اسرائیل کی مثال سے اِسے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ بنی اسرائیلیوں کو فرعون نے بری طرح غلامی میں جکڑ رکھا تھا، وہ اور اُس کی قوم بتوں اور گائے کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اللہ نے فرعون اور اس کی قوم پر عذاب نازل کیا، اور اپنی رحمت سے بنی اسرائیل کو

فرعون سے چھٹکارا دلایا، تواُنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ ہمیں عبادت کے لیے ایک بُت بنادو۔ اسی طرح جب موسیٰؑ اپنے ربّ سے ہم کلام ہونے کے لیے کوہِ طُور پر گئے، تواُن کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل کے لوگوں نے ایک سونے کی گائے بنا کر اُس کی پوجا شروع کردی تھی۔ گائے کی اِس محبت کو اِن کے دلوں سے نکالنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ ایک گائے کی قربانی دو، جو اُنہوں نے دی اور اپنے آپ کو گائے کی پوجا سے آزاد کرالیا۔ ہمیں بھی اپنے آپ کو قبروں کی پوجا سے آزاد کراکے سچے خدا کو پکارنا چاہیے۔

وسیلہ کے عنوان کا اختتام کرنے سے پہلے ایک مفروضہ بیان کرنا چاہتا ہوں: ہم فرض کرتے ہیں کہ ہم ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہیں اور وہاں اچانک ریسٹورنٹ میں صدر مملکت کی آمد ہو اور اُن سے ہماری ملاقات اور گپ شپ ہوتی ہے۔ وہ ہم سے پُوچھتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ کیا ہم صدر کو کہیں گے صدر صاحب آپ گھر جائیں، ہم آپ کے پاس فلاں چپڑاسی، یا ایم این اے، یا منسٹر (حیثیت کے حساب سے) کی سفارش کے ساتھ آئیں گے، یا جو ہمارے ذہن میں آئے گا وہ مانگ لیں گے؟ ظاہر ہے ہم موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فوری طور پر اُسے اپنی حاجتیں بتائیں گے۔ دوسری طرف اللہ، ربِّ کائنات جو ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، ہم سے کہتا ہے، اے میرے بندو مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ ہم کہتے ہیں نہیں، ہم تیرے فلاں، فلاں غلام کو کہیں گے وہ تجھ سے ہماری ڈیمانڈ پوری کروائے گا۔ **اناللہ**۔ اِس کا نتیجہ ہماری آخرت کی بربادی ہے۔ **اللہ اتنا رحیم ربّ ہے کہ جو اُس نے اپنے بندے کے لیے مقدر کیا ہے وہ اُسے دے دیتا ہے چاہے وہ اُس سے براہ راست مانگے یا جھوٹے معبودوں کے ذریعے۔** ہم اللہ سے براہ راست کیوں نہیں مانگتے؟ حقیقت یہ ہے اگر ہمیں اللہ العلیم، الخبیر کی صفات اور طاقت کا ادراک ہو جائے تو ہم کبھی کہیں اور جانے کی جرأت نہ کریں۔ جو چیز وجود رکھتی ہے، وہ اُس کی ملکیت ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے، یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے، جب اللہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اُسے آزمائش میں ڈالتا ہے، تاکہ اُس کے گناہ دُھل جائیں اور اُس کا رُتبہ آخرت میں بلند ہو جائے (نبیؐ کو سب سے زیادہ آزمایا گیا)۔ اس کو میں ایک اور مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ والدین اپنے بچوں سے بہت پیار کرتے ہیں، وہ امتحان کے دنوں میں بچوں پر سختی کرتے ہیں، نہ اُنھیں TV دیکھنے دیتے ہیں اور نہ کھیلنے دیتے ہیں (آزمائش میں ڈالتے ہیں)، تاکہ وہ اچھے نمبروں سے پاس ہو جائیں۔ اللہ ہم سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے۔ سبحان اللہ! اے اللہ، ہم راضی ہیں تجھے اپنا ربّ مان کر، اور اسلام کو اپنا دین مان کر، اور نبیؐ کو اپنا رہبر مان کر۔ آمین!

اِن آیات سے جو سبق ہم نے حاصل کیے وہ حسب ذیل ہیں:

1)۔ جو وسیلہ تلاش کر رہے ہیں حقیقت میں وہ حق کے منکر ہیں۔ 2) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا عذاب سخت ہے اس سے ڈرنا چاہیے۔
3)۔ جن کو یہ اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ بناتے ہیں وہ خود وسیلے کے متلاشی ہیں۔ 4) یہ لوگ جہنم میں بھی حد سے تجاوز کرتے ہوئے جہنم کے داروغہ کو اللہ اور اپنے درمیان وسیلہ بنائیں گے۔ عادت مشکل سے چھوٹتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شفاعت

شیطان کے پاس فریب کاری کے ٹوکرے بھرے پڑے ہیں، جس سے وہ لوگوں کو پھسلاتا ہے۔ شیطان ایک دوسری چال چلتا ہے اور لوگوں کو قائل کرتا ہے کہ یہ اولیاء، امام، پیر وغیرہ یومِ حساب اُن کی شفاعت کریں گے۔ شیطان کو آدمؑ کے ذریعے آزمایا گیا تھا، امتحان میں فیل ہونے پر اُس نے عہد کیا تھا کہ وہ ہر قسم کے جھوٹ اور فریب سے اولادِ آدمؑ کو گمراہ کرکے جہنم میں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ شیطان کے پھیرے میں آئے ہوئے لوگ وسیلہ کا قرآن اور سنت سے قلع قمع ہو جانے کے بعد کہیں گے کہ ہم اُنہیں اِس لیے پکارتے ہیں کہ وہ یومِ حساب ہماری شفاعت کریں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ یونس، آیت 18 میں اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے: یہ لوگ اللہ کے سوا اُن کی پرستش کر رہے ہیں جو اِن کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اے نبیؐ، اِن سے کہو "کیا تم اللہ کو اُس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں"۔ پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اِس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ اِس آیت میں اللہ کہتا ہے کہ لوگوں نے شفاعت کرنے والے بنا رکھے ہیں، اور وہ اُن کی عبادت کرتے ہیں، جبکہ وہ اُنہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ دے سکتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ اِن سے پوچھو کیا اُن کی شفاعت کرنے والے اللہ کو کوئی ایسی بات بتائیں گے جو وہ زمین اور آسمان میں نہیں جانتا (اُس نے ہر چیز کتاب قدر میں لکھ رکھی ہے)؟ وہ پاک ہے اور بلند ہے اُس شرک سے جو یہ اُس سے منسوب کرتے ہیں۔ شفاعت ہے لیکن اُن کے لیے ہو گی جن کے لیے اللہ چاہے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آیت الکرسی میں کہتا ہے کہ کون ہے جو کسی کی شفاعت اُس کی مرضی کے بغیر کرے گا۔ سورۃ نبا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتا ہے کہ جس دن سب ملائکہ اور مخلوقات صف در صف کھڑے ہوں گے، اُس دن کسی کی جرأت نہیں ہو گی کہ وہ کچھ بولے، الاّ اللہ جسے اجازت دے، اور وہ بھی درست بات ہی کہے گا۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ زمر، آیات 43-45 میں شفاعت کے تصور کا مکمل قلع قمع کر دیتا ہے، اور کہتا ہے: **کیا اُس خدا کو چھوڑ کر اِن لوگوں نے دوسروں کو شفیع بنا رکھا ہے؟ اِن سے کہو کیا وہ شفاعت کریں گے خواہ اُن کے اختیار میں کچھ ہو نہ ہو اور وہ سمجھتے بھی نہ ہوں؟ کہو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔** آسمانوں او زمین کی بادشاہی کا وہی مالک ہے۔ پھر اُسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔ **جب اکیلے اللہ کا ذِکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کُڑھنے لگتے ہیں**، اور جب اُس کے سِوا دوسروں کا ذِکر ہوتا ہے تو یکایک وہ خوشی سے کھل اُٹھتے ہیں۔ یہ آیات شفاعت کے اُس تصور کا مکمل خاتمہ کر دیتی ہیں جو جھوٹوں نے پیش کیا ہے۔ شیطان کے چنگل میں وہی لوگ پھنستے ہیں جو آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ اُن کے سامنے جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر یقین نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اللہ

کو چھوڑ کر دوسروں کو یاد کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔** آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ سجدہ، آیت 4 میں ہمیں بتاتا ہے: وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں چھ دنوں میں پیدا کیا اور اُس کے بعد عرش پر جلوہ فرما ہوا، **اُس کے سوا نہ تمھارا کوئی حامی ومددگار ہے اور نہ کوئی اُس کے آگے سفارش کرنے والا،** پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟ اللہ تعالیٰ شفاعت کے تصور کا یہ کہہ کر مکمل طور پر قلع قمع کر دیتا ہے کہ یومِ حساب اللہ کی ذات کے علاوہ کسی کا نہ کوئی حامی ہو گا، نہ مددگار اور نہ ہی شفاعت کرنے والا۔ اس دنیا کے معاملات میں ہمیں شفاعت کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ انسان العلیم نہیں ہے، اُن تک صحیح یا غلط بات پہنچانی پڑتی ہے۔ ہم اذان کی دعا میں اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں نبیؐ کی شفاعت نصیب کرنا۔ نبیؐ کی شفاعت اُس کے لیے ہو گی جس کے لیے اللہ چاہے گا۔ اے اللہ، تو ہمارا رازق ہے، تو ہماری حفاظت کرنے والا ہے، تو ہمارا مددگار ہے، تجھ سے نبیؐ کی شفاعت کے ہم طالب ہیں، اور تجھ سے تیری مغفرت اور رحمت مانگتے ہیں۔ آمین! اگلی احادیث شفاعت کے خود ساختہ تصور کے تابوت میں آخری کیل ہیں۔ ابن حبان کی حدیث 124 میں **نبیؐ نے فرمایا "قرآن شفاعت کرے گا، اور اُس کی شفاعت اور درخواست قبول کی جائے گی۔ جو اِسے راہنمائی کے لیے آگے رکھے گا، یہ اُسے جنت میں پہنچا دے گی، اور جو اِسے پس پُشت ڈالے گا وہ اُسے گھسیٹ کر جہنم میں لے جائے گی"۔** کیا ہمیں قرآن کے احکامات پر عمل نہیں کرنا چاہیے تاکہ وہ جنت میں داخلے کے لیے شفاعت کا سبب ہو؟ صحیح بخاری، حدیث 1587 میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، جب اعمال کے فیصلے ہو جائیں گے، نیک لوگ جنت میں چلے جائیں گے اور گناہ گار جہنم کی آگ میں داخل کر دئے جائیں گے۔ ہمارے نبیؐ، ہمارے محبوبؐ عرش کے نیچے سجدہ میں گر جائیں گے اور ہمارے لیے شفاعت کریں گے، آپؐ اِس حالت میں اُس وقت تک رہیں گے جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہے گا۔ اور ویسی دعا کریں گے جیسی اللہ چاہے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے، مانگو آپؐ کو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ عرض کریں گے کہ میری اُمت کے بہت سے لوگ جہنم میں ہیں، اے اللہ اُنہیں معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ سے کہیں گے کہ آپؐ فلاں فلاں درجہ کے ایمان رکھنے والے اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں گے۔ دوسری دفعہ آپؐ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوں گے، اور اُس وقت تک اِس حالت میں رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا پھر ارشاد ہو گا، مانگو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ میرے بہت سے اُمتی جہنم میں ہیں۔ اے اللہ اُنہیں معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہو گا، آپؐ اِس اِس درجہ کے ایمان والے اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں گے۔ تیسری دفعہ آپؐ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خدمت میں سجدہ ریز ہوں گے اور جب

تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے آپؐ سجدہ کی حالت میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ پھر ارشاد فرمائیں گے، جو مانگو گے آپؐ کو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ میرے بہت سے اُمتی جہنم میں ہیں۔ اے اللہ اُنھیں معاف کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہو گا، آپؐ اپنے اُن اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں جن کے پاس رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ پھر چوتھی دفعہ آپؐ سجدہ میں چلے جائیں گے اور جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خواہش ہو گی اُس وقت تک اس حالت میں رہیں گے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے، جو مانگو گے عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ اب بھی میرے بہت سے اُمتی جہنم میں ہیں، اے اللہ اُن کو معاف فرما۔ ارشادِ باری ہو گا، آپ جائیں اور اپنے اُمتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں۔ آپؐ جائیں گے اور خالی ہاتھ واپس آجائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ سے سوال کریں گے کہ آپؐ خالی ہاتھ کیوں آئے ہیں ؟ آپؐ عرض کریں گے کہ میرے بقایا اُمتیوں کے خلاف قرآن حکیم کی حجت ہے۔ (مشرک، منافق اور ریاکار (دکھلاوے کے لیے نیک اعمال کرنے والے))۔ آپؐ اُن کی شفاعت نہیں کر سکیں گے جن کے خلاف قرآن حجت ہو گا (وہ جنھوں نے قرآن کتابِ ہدیت پر عمل نہ کیا ہو گا)۔ اے مسلمانو! قرآن کا مطالعہ سمجھ کر کرو اور اس کے احکامات کی پابندی کرو۔ اے اللہ، رحم کر، رحم کر، قرآن کو ہمارے حق میں حجت بنانہ کہ ہمارے خلاف۔ اے اللہ، ہم اپنے محبوبؐ کے لیے باعث مایوسی نہ ہوں۔ اے اللہ، ہمارے نبیؐ پر بے شمار درود و سلام بھیج، اے اللہ، ہمارے کردار اور اخلاق کو بلند کرتا کہ آپ اور نبیؐ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اے اللہ، اے ستار العیوب، جزا کے دن رسول اللہؐ سے ہمارے تمام گناہوں کی پردہ پوشی فرمانا، کہیں آپؐ ہماری وجہ سے دکھی اور آزردہ نہ ہوں۔ آمین۔

اوپر دی ہوئی آیات سے حسب ذیل نتائج اخذ کرتے ہیں:

1) اللہ چونکہ ہر چیز جانتا ہے لہٰذا شفاعت کے نظریہ کو غلط سمجھا گیا ہے۔

2) کسی کے پاس بھی سمجھ یا اختیار نہیں ہے کہ وہ شفاعت کرے۔

3) جب اکیلے اللہ کا ذکر ہوتا ہے جن کے دلوں میں ایمان نہیں ہے وہ کڑھتے ہیں۔

4) اللہ شفاعت کی اجازت دے گا جس کے لیے وہ چاہے گا۔ یہی ہم اذان کے بعد کی دعا میں اللہ سے استدعا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم کن کی اتباع کر رہے ہیں؟

سورۃ کہف، آیت 102 میں اللہ کہتا ہے: تو کیا یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں؟ ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ یہ آیت کہتی ہے جو اللہ کے بندوں (غلام) میں سے کسی کو اپنا کارساز بنتاہے، وہ کافر ہے، اور شرک وکُفر کا انجام جہنم ہے۔ غیر اللہ (مردوں) کو پکار نا صرف شرک ہی نہیں یہ کفر سے بھی بدتر ہے۔ یہ اس لیے بدتر ہے کہ ہم جانتے بوجھتے اللہ کی صفاتِ اعلیٰ میں اُس کے جھوٹے ہمسر بناتے ہیں۔ اسی وجہ سے مشرک جہنم کے چھ درجوں میں سے منافقوں کے بعد جہنم کے پانچویں درجہ پر ہونگے۔ اللہ ہم سب کو شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین! سورۃ انعام، آیت 52 میں اللہ نبیؐ کو کہتے ہیں: اے نبیؐ جو لوگ (صحابہ) اپنے ربّ کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دُور نہ پھینکو۔ اُن کے حساب میں سے کسی چیز کا بھار تم پر نہیں ہے اور تمھارے حساب میں سے کسی چیز کا بھار اُن پر نہیں۔ اِس پر بھی اگر تم انھیں دُور پھینکوگے تو ظالموں میں شمار ہوگے۔ میں اس آیت پر تھوڑی تفصیل سے تبصرہ کرنا چاہوں گا، جو شانِ صحابہ کو بیان کرتی ہے۔ اکثر ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کوئی ہمیں ذرا سا شعبدہ دِکھادے تو ہم اُس پر لٹّو ہو جاتے ہیں اور اُس کو اپنا کارساز بنالیتے ہیں۔ صدقے جاؤں صحابہؓ پر جنہوں نے شق القمر، انگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑا سا کھانا تین ہزار کے لیے کافی ہونا وغیرہ وغیرہ کے معجزے دیکھے، پھر بھی وہ صرف اور صرف اللہ سے مانگتے تھے اور دوسروں سے بے نیاز تھے۔ جس نے اللہ کو اپنا کارساز بنالیا، اُس کے لیے اللہ کافی ہے۔ اگر بندوں میں سے کارساز بنانے کی اجازت ہوتی تو صحابہؓ کے پاس سب سے افضل بندہ نبیؐ تھے تو وہ آپؐ سے مانگتے۔ یہی تو امتحان ہے کہ ہم ضرورت کے وقت صرف اللہ سے ہی مانگیں۔ صحابہ کے کردار کی وجہ سے اللہ نبیؐ کو خبردار کر کے کہتے ہیں، اگر آپؐ نے اُنھیں اپنے سے دور کیا تو آپؐ خسارے والوں میں سے ہوں گے۔ اللہ ہمیں بھی توفیق عطا کرے کہ ہم اُس کے علاوہ کسی اور کو اپنا کارساز نہ بنائیں۔ آمین! میرا سوال اپنے قاری سے: سب سے عظیم انسان کون ہے؟ محمدؐ! اگر غیر اللہ کو پُکارنے کی اجازت ہوتی، تو کیا ہمیں نبیؐ اور دوسرے انبیاؑء کو نہیں پُکارنا چاہیے تھا (سارے صحابہ اور اولیاء مل کر ایک نبی کے برابر نہیں ہو سکتے)؟ من گھڑت کہانیوں کو پُکارنے کی ضرورت کہاں رہ گئی؟ کیا لوگ نبیؐ کو مدد کے لیے پُکارتے ہیں؟ نہیں! اس لیے کہ اس کی اجازت نہیں ہے۔ اگر نبیوں کو پکارنے کی اجازت نہیں تو دوسروں کو پُکارنے کی اجازت کہاں سے آئی؟ اِس کا ثبوت کہاں ہے؟

یہ نام نہاد اولیاء اور پیر کون ہیں

ابراہیمؑ اللہ کے خلیل (دوست) تھے اور اُنہیں بتایا گیا کہ اُنہیں انسانیت کا سربراہ بنایا جائے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فوراً اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کیا، کیا یہ وعدہ میری نسل کے لیے بھی ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ **گمراہ لوگوں کے لیے نہیں**۔ سورۃ بقرہ، آیت 124 میں اللہ کہتا ہے: یاد کرو جب ابراہیمؑ کو اس کے ربّ نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ اُن سب میں پورا اُتر گیا، تو اُس نے کہا: "میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں"۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا: "اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟" اس نے جواب دیا: "میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔ پھر بھی اِن نام نہاد پیروں کے مزے ہیں کہ اِن کے مرنے کے بعد اِن کی اولادیں نسل در نسل جانشین بنتی ہیں چاہے وہ نیک ہیں یا بد۔ گوجرانوالہ میں ایک پیر پکڑا گیا جس نے تین سو پینتالیس عورتوں کی عزت لوٹی اور 55 کی ویڈیو بنائیں۔ قیاس کریں، خاوند اُن کو وہاں نظرِ کرم کے لیے لائے تھے (انّاللہ وانّاالیہ راجعون) تاکہ وہ ان کو حرام بچہ عنایت کرے (میں بہت ہی معذرت خواہ ہوں اس سے نرم لفظ مجھے نہیں ملا)۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے اور سب کے لیے ہدایت ہی مانگ سکتا ہوں، کیونکہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ جعلساز اپنے مریدوں کو یہ کہہ کر پھانستے ہیں کہ اِن کے پاس علم سینہ بہ سینہ براہِ راست حضرت ابو بکر صدیقؓ یا حضرت علیؓ کے ذریعے سے آیا ہے، یہ من گھڑت کہانی ہے، دھوکہ اور فریب ہے۔ اگر ہم مان بھی لیں، تو پھر یہ مختلف طریقے کیوں ہیں، اور ہم صحیح راہ کی نشاندہی کیسے کریں گے؟ ہم نہیں کر سکتے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے آخری پیغام کو کبھی بھی غیر محفوظ نہیں چھوڑے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا جواب سورۃ انساء آیت 70 میں دیتا ہے اور کہتا ہے: یہ حقیقی فضل ہے جو اللہ کی طرف سے ملتا ہے اور حقیقت جاننے کے لیے بس اللہ ہی کا علم (قرآن) کافی ہے۔ اختتامی حوالہ میں ایک مومن وزیر فرعون کی عدالت میں کہتا ہے، **"نہیں! یہ حق ہے اور اس کے خلاف نہیں ہو سکتا، جن کو تم پکارتے ہو اِن کے لیے نہ اِس دنیا میں دعوت ہے اور نہ ہی آخرت میں"**۔ لہٰذا حق ظاہر ہو گیا اور باطل زائل ہو گیا، کیونکہ باطل نے زائل ہی ہونا تھا۔ **بھائیو! جاگ جاؤ وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔** مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ سبا، آیت 22-27 میں نبیؐ کو حکم دیتا ہے: اے نبیؐ! اِن (مشرکین) سے کہو کہ پکار دیکھو اپنے اُن معبودوں کو جنھیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ نہ آسمانوں میں سے کسی ذرّہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں۔ وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں بھی شریک نہیں۔ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے۔ اور اللہ کے حضور اُن کی کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نافع نہیں ہو سکتی، بجز اُس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں میں سے گھبراہٹ دور ہو گی تو وہ (سفارش کرنے والوں سے) پوچھیں گے کہ تمہارے ربّ نے کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے کہ ٹھیک جواب ملا ہے وہ بزرگ و برتر ہے۔ (اے نبیؐ) اِن سے

پوچھو، کون تم کو آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کہو، اللہ۔ اب لا محالہ ہم میں اور تم میں سے کوئی ایک ہی ہدایت پر ہے یا کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔ اِن سے کہو، جو قصور ہم نے کیا ہو اُس کی کوئی باز پُرس تم سے نہ ہو گی اور جو کچھ تم کر رہے ہو اُس کی کوئی جواب طلبی ہم سے نہیں کی جائے گی۔ کہو، ہمارا ربّ ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا۔ وہ ایسا زبردست حاکم ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔ اِن سے کہو، ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی وہ کون ہستیاں ہیں جنھیں تم نے اُس کے ساتھ شریک بنا رکھا ہے۔ ہر گز نہیں، زبردست اور دانا تو بس اللہ ہی ہے۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ مشرکین کو بتادیں کہ جن باطل معبودوں کو وہ پُکارتے ہیں وہ زمین و آسمانوں کے کسی ایک ذرے کے بھی مالک نہیں اور نہ ہی وہ زمین و آسمان میں اللہ کے شریک ہیں، وہ نہ اُن کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اللہ کے سامنے اُن کی شفاعت کر سکتے ہیں، ماسوائے جن کے لیے اللہ چاہے گا۔ یوم حساب کا دن اِتنا ہولناک ہو گا کہ اُس دن ہر انسان کو اپنی پڑی ہو گی، خاص طور پر اُن جعلی ہستیوں کو۔ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ ہمارا رازق ہے، وہی ہمیں زمین اور آسمان سے رزق پہنچاتا ہے۔ جنھوں نے اللہ کے علاوہ اُس کی مخلوق میں سے معبود بنا رکھے ہیں وہ گمراہ ہیں، ہر شخص اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہو گا، کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ اللہ اپنی سارے انسانوں اور جنوں کو احتساب کے لیے جمع کرے گا، اور فیصلے انصاف کے ساتھ کرے گا، وہ العظیم، العادل اور العلیم (ہر چیز کے بارے میں جانتا ہے) ہے۔ اللہ نبیؐ کو کہتے ہیں کہ مشرکوں کو کہو وہ اِن ہستیوں کو تو ذرا دکھائیں جن کو وہ اللہ کا ہمسر سمجھتے ہیں۔ ممکن نہیں، اُس دن ہر روح خود کو ایک دوسرے سے الگ کرے گی۔ ساری عظمتیں اور جلال اللہ کے لیے ہیں، جو القوی اور العلیم ہے۔ سورۃ احقاف، آیات 1-6 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ تابوت میں آخری کیل ٹھوکتے ہوئے کہتا ہے: ح۔م، اِس کتاب کا نزول اللہ زبردست اور دانا کی طرف سے ہے۔ ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں برحق، اور ایک مدتِ خاص کے تعین کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ مگر یہ کافر لوگ اُس حقیقت سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس سے اُن کو خبر دار کیا گیا ہے۔ اے نبیؐ! اِن سے کہو، کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا بھی کہ وہ ہستیاں ہیں کیا، جنھیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں اُنھوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں اُن کا کوئی حصہ ہے؟ اِس سے پہلے آئی ہوئی کوئی کتاب یا علم کا کوئی بقیہ حصہ (اِن عقائد کے ثبوت میں) تمھارے پاس ہو تو وہی لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ آخر اُس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پکارے جو قیامت تک اُسے جواب نہیں دے سکتے، بلکہ اِس سے بھی بے خبر ہیں پکارنے والے اُن کو پکار رہے ہیں، اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اُس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور اُن کی عبادت کے منکر ہوں گے۔ اِن آیات میں اللہ ہمیں کہتا ہے، کھلی آنکھ اور ذہن کے ساتھ اپنے باطل معبودوں کو دیکھو، کیا اُنھوں نے کائنات میں کچھ تخلیق

کیا ہے؟ نہیں۔ کیا اِن کمزور ہستیوں کا کائنات کے چلانے میں کوئی کردار ہو سکتا ہے؟ جواب ہوگا نہیں۔ اگر ہم اپنے جھوٹے معبودوں کو کھلی آنکھ اور کھلے ذہن سے دیکھیں، تو ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ ہستیاں عام انسان ہیں، وہ کھانا کھاتے ہیں، پانی پیتے ہیں اور اُن کے پاس سپر طاقتیں بھی نہیں ہیں۔ وہ ایک فانی زندگی گذار کر مر جائیں گے یا مر چکے ہیں۔ اگر کوئی اِس کے بر خلاف سوچتا ہے تو اللہ کہتا ہے لاؤ ثبوت میری الہامی کتابوں میں سے جو اُن کے دعوے کی تصدیق کرتی ہوں؟ اُن لوگوں سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے، جو مردوں کو پکارتے ہیں، جو تا قیامت اُنہیں جواب نہیں دے سکتے، اور یومِ حساب وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے۔ ایک حدیث میں صحابہؓ نے نبیؐ سے کہا کہ رومن اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں، آپؐ اس دنیا پر سب سے عظیم ہستی ہیں، آپؐ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے، اور اگر اس کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو کہتا کہ خاوند کو سجدہ کرے۔ اگر ہم اپنے نبیؐ کو سجدہ نہیں کر سکتے تو اِن جھوٹوں (سچا ولی کبھی کسی کو اجازت نہیں دے گا کہ وہ اسے سجدہ کرے) کو کیسے کر سکتے ہیں۔ ایک حدیث مسند احمد، حدیث 25302 میں سعد بن ہشام کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے نبیؐ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قرآن نبیؐ کا اخلاق تھا، یعنی آپؐ قرآن پر عمل کرتے تھے۔ ایک وہ ہمارے بھائی ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن مکمل نہیں ہے، اور دوسری طرف اُن کی کارساز ہستیاں قرآن کے بالکل بر عکس تبلیغ کرتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں نبیؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو کہا تھا کہ یومِ حساب میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکوں گا، تم اپنے نیک اعمال کے ذریعے سے ہی جنت حاصل کر سکتی ہو۔ یہ دو نمبر یئے اپنے پیروں کاروں کو کہتے ہیں ہم تمہیں اور تمھارے اہل و عیال کو جنت میں لے جائیں گے۔ (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعون)۔**عن سعد بن هشام، قال: سالت عائشة، فقلت: اخبريني عن خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم ﷺ فقالت: كان خلقه القرآن۔ مسند احمد حديث نمبر 25302۔**

سعد بن ہشام سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتایئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ہے۔

میں ایک بزرگ کے قول سے اپنی بات ختم کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تمہیں اپنی کرامات سے ہوا میں اُڑ کر دکھا دے تو اِس کے دھوکے میں نہ آنا، جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ وہ شرعی حدود پر عمل پیرا ہے اور اُس کی حفاظت بھی کرتا ہے، یعنی وہ قرآن کے احکامات پر عمل کرتا ہو، اور اُس کا اخلاق قرآن کا اخلاق ہو۔ ایسا شخص کبھی کسی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تیرا کارساز ہوں۔ وہ ہمیں شریعت پر عمل کا ہی کہے گا۔ لہٰذا اپنے پیروں کو قرآن سے پرکھو۔

قال ابو يزيد: لو نظرتم الى رجل اعطى من الكرامات حتى يرفع فى الهواء فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الامر والنهي وحفظ الحدود واداء الشريعة ﷺ حلية اولياء وطبقات الاصفياء جز10صفحه 40 میں ابو یزید کہتے ہیں: اگر تم کسی آدمی کو

دیکھو کہ اسے کرامات عطاء کی گئی ہیں حتیٰ کہ وہ ہوا میں بھی اڑ سکتا ہے تو تم اس کے متعلق دھوکے میں نہ پڑو۔ یہاں تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ تم اسے شرعی حدود کی حفاظت اور شرعی احکامات کی ادائیگی میں کیسا پاتے ہو؟

ہم قرآن کی آیات سے اخذ کرتے ہیں۔

1) حق کو جانچنے کے لیے اللہ کا علم (قرآن) کافی ہے۔

2) حد سے گزرنے والوں کی، اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں۔

3) ان ہستیوں نے کچھ بھی تخلیق نہیں کیا اور نہ ان کا کائنات کے معاملات کو چلانے میں کوئی عمل دخل ہے۔

4) جعلی پیر وغیرہ اپنے مریدوں کے جذبات سے کھلواڑ کرتے ہوئے اُنہیں حق سے دور لے جاتے ہیں۔

5) صحابہ کرام ہمیشہ اللہ سے مانگتے تھے۔ 6) زندہ شخص کو دعا کے لیے کہنا یا اُس سے مانگنا جائز ہے۔

7) نبیؐ کا اخلاق قرآن کے اقوال کے مطابق تھا۔ 8) غیر اللہ کو اپنا کارساز ماننے والے کفر کر رہے ہیں۔

9) غیر اللہ کو کسی بھی قسم کا سجدہ کرنا حرام ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرک کا انجام کیا ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن، آیات 72-69 میں کہتا ہے: تم نے دیکھا اُن لوگوں کو جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں، کہاں سے وہ پھرائے جا رہے ہیں؟ یہ لوگ جو اِس کتاب کو اور اُن ساری کتابوں کو جھُٹلاتے ہیں جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجی تھیں، عنقریب اِنھیں معلوم ہو جائے گا جب طوق اِن کی گردنوں میں ہوں گے، اور زنجیریں، جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے۔ اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ ان آیات میں اللہ بتا رہے ہیں کہ جو لوگ قرآن کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں، اُنہیں گردن کے پٹے اور ہتھکڑیوں کے ساتھ اُبلتے ہوئے پانی میں سے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینکا جائے گا۔ اے مسلمانو، یہ کتاب (قرآن) ہمیں کامیابی کا راستہ دکھاتی ہے، اس میں کبھی جھگڑا نہ کرنا۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اُس نے ہر قسم کی تبدیلی یا اضافہ سے اِس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ الاعراف، آیت 53 میں پوچھتا ہے: اب کیا یہ لوگ اِس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ وہ انجام سامنے آجائے جس کی یہ کتاب خبر دے رہی ہے؟ جس روز وہ انجام سامنے آگیا تو وہی لوگ جنہوں نے پہلے اسے نظر انداز کر دیا تھا کہیں گے کہ "واقعی ہمارے ربّ کے رسول حق لے کر آئے تھے، پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں؟ یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تا کہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کر کے دکھائیں"۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور وہ سارے جھوٹ جو اُنہوں نے تصنیف کر رکھے تھے

آج اِن سے گم ہو گئے۔ اللہ ہمیں بتاتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ کے عذاب کو دیکھ کر مشرکوں کو احساس ہو گا کہ اُن کا نبیؐ اُنہیں صحیح نصیحت کرتا تھا۔ اُس دن اُن کو یہ احساس بھی ہو جائے گا کہ اُن کے پاس نہ کوئی وسیلہ ہے، نہ شفاعت کرنے والا، اور نہ ہی اُن کو دوسرا موقع ملے گا۔ اللہ ایک اور آیت میں کہتا ہے، اگر ہم ان کو دوبارہ بھیج بھی دیں تو یہ وہی کچھ کریں گے جو کرتے آئے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے خود ساختہ خداؤں (پیر، اولیاء، امام وغیرہ) کو پکار کر اپنے آپ کو بہت خسارہ میں ڈال لیا ہے۔ مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن، آیات 77-73 کہتا ہے: روزِ محشر، پھر اِن سے پُوچھا جائے گا کہ "اب کہاں ہیں اللہ کے سِوا وہ دوسرے خدا جن کو تم شریک کرتے تھے؟" وہ جواب دیں گے، کھوئے گئے وہ ہم سے "بلکہ ہم اِس سے پہلے کسی چیز کو نہ پُکارتے تھے"۔ اِس طرح اللہ کافروں کا گُمراہ ہونا متحقّق کر دے گا۔ اُن سے کہا جائے گا" یہ تمہارا انجام اس لیے ہُوا ہے کہ تم زمین میں غیرِ حق پر مگن تھے اور پھر اُس پر اِتراتے تھے۔ اب جاؤ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ تم کو وہیں رہنا ہے بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے، متکبّرین کا"۔ پس اے نبیؐ، صبر کرو، اللہ کا وعدہ بر حق ہے۔ اب خواہ تمہارے سامنے ہی اُن کو بُرے نتائج کا کوئی حصہ دکھا دیں جس سے ہم اُنھیں ڈرا رہے ہیں، یا (اُس سے پہلے) تمھیں دنیا سے اُٹھا لیں، پلٹ کر آنا تو اُنھیں ہماری ہی طرف ہے۔ اِن آیات میں اللہ ہمیں بتاتا ہے کہ یومِ محشر اللہ کا عذاب دیکھ کر مشرک انکار کریں گے کہ اُنھوں نے کبھی غیر اللہ کو پکارا تھا۔ اللہ اُن کو رسوا کرے گا اور کہے گا یہ تمہارے ساتھ اس لیے ہوا کہ تم اپنی غلط روِش پر اِتراتے تھے۔ سورۃ السجدہ، آیات 30-29 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومنوں سے کہتے ہیں کہ مشرکین کو کہہ دو: فیصلے کے دن ایمان لانا اُن لوگوں کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو گا جنھوں نے کفر کیا ہے اور پھر اُن کو مُہلت نہ ملے گی۔ اچھا، اُنھیں، اُن کے حال پر چھوڑ دو اور انتظار کرو، یہ بھی منتظر ہیں۔ اُس دن مشرکین کو اُن کے جھوٹ کوئی فائدہ نہ دیں گے اور نہ ہی اُن کو کہیں سے مدد ملے گی۔ اُن کو کہا جائے گا جہنم میں داخل ہو جاؤ، یہ تمہارا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے۔ اے مسلمانو، اپنے گناہوں پر فخر نہ کرنا، بلکہ اللہ سے معافی طلب کرنا۔ گناہوں پر فخر کرنے کا نتیجہ سورۃ زخرف، آیات 42-36 میں درج ہے، جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں: جو شخص رحمن کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اُس کا رفیق بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ آخر کار جب یہ شخص ہمارے ہاں پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا "کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا بُعد ہوتا، تُو تو بدترین ساتھی نکلا۔" اُس وقت اُن لوگوں سے کہا جائے گا کہ جب تم ظلم کر چکے تو آج یہ بات تمھارے لیے کچھ نافع نہیں ہے، تم اور تمھارے شیاطین عذاب میں مشترک ہیں۔ اب کیا اے نبیؐ! تم بہروں کو سناؤ گے؟ یا اندھوں اور صریح گمراہی میں پڑے ہوئے لوگوں کو راہ دکھاؤ گے؟ اب تو ہمیں اِن کو سزا دینی ہے خواہ تمھیں دنیا سے اٹھا لیں، یا تم کو

آنکھوں سے اِن کا وہ انجام دکھادیں جس کا ہم نے اِن سے وعدہ کیا ہے، ہمیں اِن پر پوری قدرت حاصل ہے۔ جنہوں نے قرآن کا انکار کیا اور پھر اُس پر اتراتے ہیں، اللہ اُن پر ایک شیطان جن مسلط کر دیتا ہے جو اُن کا ساتھی بن کر اُن کو راہِ حق سے بھٹکاتا ہے۔ قیامت والے دن جنہوں نے قرآن کا انکار کیا تھا کہیں گے، کاش ہمارے اور ہمارے جن ساتھی کے درمیان مشرق اور مغرب جتنی دوری ہوتی۔ صد افسوس، اُس دن یہ باتیں بے فائدہ ہوں گی۔ وہ، اور اُن کے جن ساتھی ایک جیسا عذاب سہیں گے۔ بھائیو، قرآن کو سمجھ کر پڑھو تاکہ شیاطین سے بچ سکو۔ اے اللہ، ہمارے دلوں کو قرآن اور اُس کی تعلیمات کی محبت سے بھر دے اور اُن پر عمل کرنے والا بنا۔ آمین! مزید اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ کہف، آیات 104-102 میں کہتا ہے: تو کیا یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں گے؟ ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ اے نبیؐ اِن سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ جن کی دنیا کی زندگی میں ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ اِن آیات میں اللہ پاک ہمیں بتاتے ہیں کہ جنہوں نے اللہ کے غلاموں کو اُس کا ہمسر (رزاق، آسرا، داتا) بنایا ہے، اُن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ لوگ سب سے خسارے میں ہوں گے، کیونکہ اُنھوں نے قرآن کے خلاف جانے کا انتخاب کیا اور پھر بھی یہ سمجھتے رہے کہ وہ صحیح راستے پر ہیں۔ لہٰذا، وہ کبھی توبہ نہیں کریں گے، اور اللہ اُن ہی کو معاف کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبیؐ دن میں کم از کم سو مرتبہ اِستغفار کرتے تھے۔ **اے اللہ، ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم تیری ناشکری کریں اور تیرا ہمسر بنائیں۔ اے اللہ، ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جو دن رات اِستغفار کرتے ہیں۔ آمین!** ہمیں کثرت سے اِستغفار کرنا چاہیے اور شرک سے بچاؤ کے لیے شروع میں دی گئی دعا کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کی عادت اپنانی چاہیے۔ مزید سورۃ مومن، آیات 85-81 میں اللہ کہتا ہے: اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے تو تم اللہ کی کن کن نشانیوں کو نہ مانو گے۔ پھر کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اِن کو اُن لوگوں کا انجام نظر آتا جو اِن سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ اِن سے تعداد میں زیادہ تھے اِن سے بڑھ کر طاقتور تھے، اور زمین میں اِن سے زیادہ شاندار آثار چھوڑ گئے ہیں۔ جو کچھ کمائی اُنہوں نے کی تھی، آخر وہ اُن کے کس کام آئی؟ جب اُن کے رسُول ان کے پاس بیّنات لے کر آئے تو وہ اُسی علم میں مگن رہے جو اِن کے اپنے پاس تھا، اور پھر اُسی چیز کے پھیر میں آ گئے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اُٹھے کہ ہم نے مان لیا اللہ واحد لاشریک کو اور ہم انکار کرتے ہیں اُن سب معبُودوں کا جنہیں ہم اُس کا شریک ٹھہراتے تھے۔ مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد اُن کا ایمان اُن کے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو سکتا تھا، کیونکہ یہی اللہ کا مقرر ضابطہ ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہا

ہے، اور اس وقت کافر لوگ خسارے میں پڑ گئے۔ غیر اللہ کو پکارنے والے یوم حساب، سخت عذاب کو دیکھ کر پکار اُٹھیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ہم اُن ہستیوں کو رد کرتے ہیں جن کو ہم پکارتے تھے۔ افسوس! اُس دن اُن کی معذرت اُن کے کسی کام نہ آئے گی، کیونکہ یہ اللہ کا قانون ہے۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو بہت خسارے میں ڈال لیا ہے۔ بھائیو، وقت ختم ہوا چاہتا ہے، اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے اپنے معاف کرنے والے ربّ سے معافی مانگ لو۔ اپنی بات واضح کرنے کے لیے، سورۃ اعراف آیت 37-36 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اور **جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور اُن کے مقابلہ میں سرکشی برتیں گے وہی اہلِ دوزخ ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔** آخر اُس سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو بالکل جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی سچی آیات کو جھٹلائے؟ ایسے لوگ اپنے نوشتہ تقدیر کے مطابق اپنا حصہ پاتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ گھڑی آجائے گی جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اُن کی روحیں قبض کرنے کے لیے پہنچیں گے۔ اُس وقت وہ اُن سے پوچھیں گے کہ "بتاؤ، اب کہاں ہیں تمہارے معبود جن کو تم خدا کے بجائے پکارتے تھے" وہ کہیں گے کہ "سب گم ہو گئے"، اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم واقعی منکرِ حق تھے۔ اِن آیات میں اللہ کہتے ہیں، وہ لوگ جو قرآن کی آیات کو رد کرتے ہیں اور نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں، اُن کو قرآن سے دشمنی ہے، اور وہ جہنم کے باسی ہوں گے۔ اُن سے بڑھ کر کون حد سے گزرنے والا ہو گا جو اللہ (قرآن) پر بہتان لگاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ حق کو باطل کے ذریعے چھپائیں۔ اُن لوگوں کو اُن کے حصے کی سزا جو کتاب سجین میں لکھی ہے، مل کر رہے گی۔ جب موت کا فرشتہ اِن کی روح قبض کرنے کے لیے آئے گا تو اِن سے سوال کرے گا کہاں ہیں تمہارے معبودانِ باطل؟ اُس وقت مشرکین کو احساس ہو گا کہ وہ اُنہیں چھوڑ گئے ہیں، کیونکہ اُن کے پاس سرے سے کوئی طاقت تھی ہی نہیں۔ اے مسلمانو، لوٹ جاؤ اپنے ربّ کی طرف، وہ کھلے بازوؤں کے ساتھ ہمارا انتظار کر رہا ہے، وہ ہم سے پیار کرتا ہے، لہٰذا ہمیں بھی اُس کا مثبت جواب دینا چاہیے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومن آیت 48-47 میں کہتا ہے: پھر ذرا خیال کرو اُس وقت کا جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے۔ دنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ "ہم تمہارے تابع تھے، اب کیا یہاں تم نارِ جہنم کی تکلیف کے کچھ حصّے سے ہم کو بچا لو گے"؟ وہ بڑے بننے والے جواب دیں گے "ہم سب یہاں ایک حال میں ہیں، اور اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے"۔ اللہ ہمیں نصیحت کرنے کے لیے جہنم کی تصویر کشی کرتا ہے جہاں جہنم میں مشرکین آپس میں لڑ رہے ہوں گے۔ دنیا میں جو کمزور تھے اپنے معبودانِ باطل سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہاری اتباع کرتے تھے، کیا تم ہمارے عذاب کا کچھ حصہ کم کر سکتے ہو؟ صد افسوس، وہاں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکے گا، اور سب جہنم میں ایک ساتھ ہوں گے۔ **اے**

مسلمانو،اللہ سے ہدایت طلب کرو، وہ ہمیں ضرور ہدایت دے گا۔ آخر میں، جب منکرین کو نجات کی کوئی راہ دکھائی نہ دے گی تو وہ سورۃ حم السجدۃ، آیت(41:29) میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کہیں گے : ''اے ہمارے ربّ، ذرا ہمیں دکھادے اُن جنوں اور انسانوں کو جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا، ہم انھیں پاؤں تلے روند ڈالیں گے تاکہ وہ خوب ذلیل وخوار ہوں''۔ قیامت والے دن توبہ کے لیے بہت دیر ہو چکی ہو گی، اور نہ ہی کوئی اچھا عمل اُن کے لیے سود مند ہو گا۔ ایک اور جگہ قرآن کہتا ہے کہ جنھوں نے اِن کو گمراہ کیا تھا وہ اپنے مریدوں سے کہیں گے تم نے ہماری اطاعت اپنی مرضی سے کی تھی، لہٰذا ہمیں موردِ الزام نہ ٹھہراؤ ہم سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور سارے مسلمانوں کو شرک سے بچائے، اور ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین !

جہنم میں جعلی پیروں اور اولیاء کا جواب

سورۃ بقرۃ، آیات 166-167 میں اللہ کہتا ہے: جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہو گی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دینا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیروکاروں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے، مگر سزا پا کر رہیں گے، اور اِن کے سارے اسباب ووسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔ اور وہ لوگ جو دنیا میں اُن کی پیروی کرتے تھے، کہیں گے کہ : ''کاش، ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بے زاری ظاہر کر رہے ہیں، ہم اُن سے بیزار ہو کر دکھاتے ''۔ یوں اللہ اِن لوگوں کے وہ اعمال، جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں، اِن کے سامنے اِس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے، مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔ یوم حساب اللہ کا غصہ اور اُس کی سزا کی شدت کے خوف سے یہ مذہبی پیشوا اپنے پیروکاروں سے اپنے آپ کو لاتعلق کریں گے۔ اِن کو پھر بھی اپنے کیے کی اور اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے کی سزا مل کر رہے گی۔ دوسری طرف جو گمراہ ہوئے تھے وہ اپنی پریشانی اور اذیت ناک تکلیف میں کہیں گے، ''کاش، ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو ہم بھی اِن ہستیوں سے اسی طرح لاتعلقی ظاہر کریں گے جس طرح وہ آج ہم سے کر رہے ہیں''۔ **صد افسوس، وہاں سے واپسی نہیں ہے۔ یہ تو دنیا میں کی گئی معذرت اور اللہ کی رحمت ہے کہ ہم بچ جائیں اور جنت ہمارا مستقل مسکن ہو۔** مزید سورۃ نحل، آیت 86 میں اللہ کہتا ہے: اور جب وہ لوگ جنھوں نے دنیا میں شرک کیا تھا اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے، ''اے پروردگار، یہی ہیں ہمارے وہ شریک جنھیں ہم تجھے چھوڑ کر پُکارا کرتے تھے''۔ اِس پر اُن کے وہ معبُود اُنہیں صاف جواب دیں گے کہ ''تم جُھوٹے ہو''۔ یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ یومِ حساب جعلساز اپنے پیروکاروں سے لاتعلقی ظاہر کریں گے۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے، اِن پیروکاروں کو پتہ تھا کہ اگر وہ اپنے معبودانِ باطل کو نذرانے نہ دیں تو یہ دھوکے باز اُن کو منہ بھی نہیں لگاتے۔ تو اُنہیں یہ توقع بھی ہونی چاہیے تھی کہ عذاب کو دیکھ کر یقیناً وہ اُن سے لاتعلقی ظاہر کریں گے۔ **بدقسمتی سے لوگ ھوائے نفس اور دنیاوی فوائد کے**

لیے رحیم ربّ کو چھوڑ کراِن بدقماش لوگوں کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے سارے ایمان والے بندوں کو شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے محفوظ رکھے۔آمین! شکریہ اللہ ہدایت کے لیے۔یومِ حساب کے بارے میں سورۃ سبا، آیات 33-31 سے واضح ہے کہ: بڑے بننے والے اِن دَبے ہوئے لوگوں کو جواب دیں گے۔ "کیا ہم نے تمہیں اُس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں، بلکہ تم خود مُجرم تھے" وہ دَبے ہوئے لوگ اُن بڑے بننے والوں سے کہیں گے "نہیں بلکہ شب وروز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اُس کا ہمسر ٹھہرائیں"۔ آخر کار جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں گے اور ہم اِن منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے۔ کیا لوگوں کو اِس کے سِوا اور کوئی بدلہ دیا جا سکتا ہے کہ جیسے اَعمال اُن کے تھے ویسی ہی جزا وہ پائیں؟ روز حساب دنیا میں دبائے گئے لوگ اپنے ستم گروں سے جنہوں نے اُنہیں گمراہ کیا تھا کہیں گے کہ اگر تم ہمیں گمراہ نہ کرتے تو ہم ایمان لے آتے۔ یہ گمراہ کرنے والے ڈاکٹر، علامہ وغیرہ اپنے پیروکاروں سے پوچھیں گے، کیا اُنھوں نے اُنہیں زبردستی راہِ راست سے ہٹایا تھا یا اُنھوں نے اپنی مرضی سے اُن کی پیروی کی تھی؟ چونکہ اُنہوں نے اپنی مرضی سے اُن کی پیروی کی تھی لہٰذا وہ سب (جہنم میں) ڈوبتی ہوئی کشتی کے سوار ہیں۔ اے اللہ، ہم پر رحم کر اور ہم سب مسلمانوں کے لیے اذن کر دے کہ ہم شرک نہ کریں اور خطواتِ شیاطین جس کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے اُس سے بچائے۔ آمین!

سچے اولیاء کے جواب

اے اللہ، راضی ہو جا ہدایت یافتہ اولیاء سے اور اُن کا رتبہ اور بلند کر دے۔ آمین۔ اُن کے جواب اُن کے حق پر ہونے کی دلیل ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ فرقان آیت 17 میں کہتا ہے: اور وہی دن ہو گا جب کہ (تمہارا ربّ) اِن لوگوں کو بھی گھیر لائے گا اور اِن کے اُن معبُودوں کو بھی بُلائے گا جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پُوج رہے ہیں، پھر وہ ان سے پوچھے گا، "کیا تم نے میرے اِن بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا یہ خود راہِ راست سے بھٹک گئے تھے"؟ وہ عرض کریں گے "پاک ہے آپ کی ذات، ہماری تو یہ بھی مجال نہ تھی کہ آپ کے سِوا کسی کو اپنا مولیٰ بنائیں۔ مگر آپ نے اِن کو اور اِن کے باپ دادا کو خوب سامانِ زندگی دیا حتیٰ کہ یہ سبق بُھول گئے اور شامت زدہ ہو کر رہے۔ روزِ حساب اللہ تعالیٰ اولیاء حق سے سوال کرے گا اور پوچھے گا، کیا تم نے اپنے پیروکاروں کو اپنی عبادت کے لیے کہا تھا؟ وہ جواب دیں گے "اے اللہ، ہماری تو یہ مجال نہ تھی کہ ہم تیرے سوا کسی کو اپنا مولیٰ بنائیں، پھر ہم اِن کو وہ کچھ کیسے کہہ سکتے تھے جس کا ہمیں حق ہی نہیں تھا"۔ جو ہماری پیروی کا دعویٰ کر رہے ہیں اُنہوں نے اپنے نفس کی پیروی کی اور راہ راست سے بھٹک گئے تھے (سبحان اللہ!)۔ اسی طرح سورۃ یونس، آیات 29-28 میں اللہ کہتا ہے: جس روز ہم اِن سب کو ایک ساتھ (اپنی عدالت میں) اکٹھا کریں گے، پھر اُن لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا ہے کہیں

گے ٹھہر جاؤ تم بھی اور تمھارے بنائے ہوئے شریک بھی، پھر ہم اِن کے درمیان سے اجنبیت کا پردہ ہٹا دیں گے۔اوراِن کے شریک کہیں گے کہ ''تم ہماری عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ہمارے اور تمھارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ (تم اگر ہماری عبادت کرتے بھی تھے تو)ہم تمھاری اس عبادت سے بالکل بے خبر تھے''۔اللہ یوم حساب، اولیاء حق اور اُن کے پیروکاروں کے درمیان حائل پردہ ہٹادے گا۔اولیاء حق اپنے پیروکاروں کی عبادت کاانکار کریں گے اور کہیں گے کہ اگر تم نے ہماری عبادت کی تھی تو ہم اُس سے ناواقف ہیں،اور اللہ کی گواہی ہمارے درمیان کافی ہے۔حق ظاہر ہو گیا کیونکہ حق ہی باقی رہنے والا ہے۔

درج بالاآیات کامختصر جائزہ :

1)جن لوگوں نے اللہ کو یاد نہ رکھاان پر شیطان(جن)مسلط کردیئے جائیں گے،جوانہیں گمراہ کریں گے۔

2)چونکہ غیر اللہ کو پکارنے والے سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں وہ اللہ سے استغفار نہیں کریں گے۔

3)اللہ کا عذاب دیکھنے کے بعد یہ منکرین کہیں گے کہ اب ہم حق پر ایمان لائے۔

4)اللہ کا قانون ہے کہ دنیاوی عمل ہی تولے جائیں گے۔

5) جو قرآن کورد کرتے ہیں وہ جہنم کے باسی ہیں۔

6)ناکام ہونے والے لوگ حسرت سے کہیں گے کہ ہم ان لوگوں کو پاؤں تلے روند دیں جنھوں نے انہیں گمراہ کیا۔

7) جھوٹے پیر اپنے پیروکاروں کو یوم حساب نظرانداز کریں گے

8)یہی جھوٹے پیر اپنے پیروکاروں سے کہیں گے کہ تم نے ہماری پیروی اپنی مرضی سے کی تھی لہٰذا ہم تمہارے عمل کے ذمہ دار نہیں۔

9) جھوٹے پیر اُن کی پیروی کا بھی انکار کر دیں گے۔

10)اولیاء حق کہیں گے کہ ہم نے ہمیشہ کہا تھا کہ اللہ سے مانگو اور اللہ کی گواہی ہمارے درمیان کافی ہے۔

11)اولیاء حق کہیں گے اگر تم نے ہماری عبادت کی تھی تو اس سے ہم لاعلم ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعا کی قبولیت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔ اللہ چونکہ العلیم ہے، وہ قبولیت کے چار طریقوں میں سے اُس طریقہ کا انتخاب کرتا ہے جو ہمارے لیے جنت حاصل کرنے میں معاون ہو۔

1) وہ مانگنے والے کو فوری دے دیتا ہے۔

ایک واقعہ حدیث کی کتابوں میں حضرت انسؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک تاجر شام سے مدینہ کے لیے مال لاتا تھا۔ اُس کا ایمان اللہ پر اتنا پختہ تھا کہ وہ قافلوں کے ساتھ نہیں چلتا تھا، بلکہ اکیلے سفر کرنا پسند کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ شام سے واپس آرہا تھا کہ ایک ڈاکو نے اُس کو روک لیا، اُس نے ڈاکو کو کہا تم نے جو لینا ہے لے لو۔ ڈاکو نے جواب میں کہا، وہ تو میں لے لوں گا میں نے تمہیں بھی قتل کرنا ہے۔ تاجر نے ڈاکو سے درخواست کی کہ اُسے قتل کرنے سے پہلے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے۔ اُس نے اُسے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ تاجر کہنے لگا میں نے چار رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر تین دفعہ یہ دعا پڑھی "اے محبت کرنے والے، اے محبت کرنے والے، اے بزرگی والے عرش کے مالک، اے ابتداء کرنے والے، اے لوٹانے والے، اے جو چاہے کرنے والے، میں تجھ سے تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کے ارکان کو منور کر رکھا ہے اور تجھے تیری قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس سے تو تمام مخلوق پر قادر ہے اور تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں جو ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، فریاد رس میری مدد کر۔" اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے ڈاکو کو قتل کر دیا، اور تاجر کو مصیبت سے نجات دلائی۔ وہ جب مدینہ آیا اور اُس نے اپنی کہانی صحابہ کو سنائی تو وہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت میں رونے لگے۔

یا وَدُوْدُ یا وَدُوْدُ، یا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ، یا مُبْدِئُ یا مُعِیْدُ، یا فَعَّالُ لِّمَا یُرِیْدُ، اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلأَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَأَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِیْ قَدَّرْتَ بِهَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِكَ وَأَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ، لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ، یَامُغِیْثُ اَغِثْنِیْ۔ "اے محبت کرنے والے! اے محبت کرنے والے! اے بزرگی والے عرش کے مالک! اے ابتداء کرنے والے! اے لوٹانے والے، اے جو چاہے کرنے والے! میں تجھ سے تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کے ارکان کو منور کر رکھا ہے۔ اور تجھے تیری قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، جس سے تو تمام مخلوق پر قادر ہے۔ اور تجھ سے تیری رحمت کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں، ہر چیز پر وسیع ہے۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اے فریاد رس! میری مدد کر۔" اچانک ایک گھڑ سوار نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ ڈاکو نے اسے دیکھا تو تاجر کو چھوڑ دیا۔ اور اس سوار کی طرف چلا۔ جب اس کے قریب ہوا تو اسے نیزہ مارا اور ڈاکو کو گھوڑے سے گرایا اور قتل کر دیا۔ اس گھڑ سوار نے تاجر سے کہا: جان لو! میں تیسرے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب تو نے پہلی مرتبہ دعا کی تو ہم نے آسمانی دروازوں کی گھڑ گھڑاہٹ سنی۔ ہم نے کہا کہ کوئی واقعہ پیش آگیا ہے۔ پھر تو نے دوسری دفعہ دعا

کی تو آسمان کے دروازے کھل گئے۔ پھر جب تو نے تیسری مرتبہ دعا کی تو جبریل علیہ السلام اترے اور پکار رہے تھے: یہ مصیبت زدہ کون ہے؟ میں نے اللہ سے دعا کی وہ اس ڈاکو کے قتل کی ذمہ داری مجھے دے دی۔ اور اے اللہ کے بندے جان لے! جو کوئی کسی بھی مصیبت میں تیری دعا کے الفاظ سے دعا مانگے گا، اللہ اس کی مدد کرے گا۔ اور اس کی مصیبت کو دور کر دے گا۔ پھر وہ تاجر نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو بات بتائی، آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تجھے اسماء الحسنیٰ القاء کیے ہیں جب بھی ان الفاظ سے دعا مانگی جائے گی وہ قبول کرے گا اور جب بھی ان الفاظ سے اس سے مانگا جائے گا وہ عطا کرے گا۔ نفحۃ العرب، ص:88،89

2)دُعا کی قبولیت میں تاخیر کرتا ہے۔

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ دعاؤں کی قبولیت میں تاخیر کرتا ہے، یہ یا تو ایک آزمائش ہوتی ہے یا یہ ہماری آخرت کے لیے سود مند۔ کچھ جلد باز لوگ مزاروں اور قبروں کی طرف دوڑ لگائیں گے مرُدوں سے مانگنے کے لیے۔ اُس وقت اولاد آدم سے شیطان کی دشمنی اپنے عروج پر ہوتی ہے، وہ ہمیں باور کراتا ہے کہ یہ مردہ ولی یا دوسرے غیر اللہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔(اناللہ وانا الیہ راجعون)

3)دعا گو کو اُس کا متبادل دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دعا گو کو اُس کا متبادل دیتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے لیے کیا بہتر ہے۔ ہمیں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

4)آخرت کے لیے اُس کو ذخیرہ کر دیتا ہے۔

اُس کی دعاؤں کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے۔ حسب ذیل حدیث اُن عظیم فوائد کی نشان دہی کرتی ہے جو دعائیں آخرت کے لیے ذخیرہ کی گئی تھیں۔ حضرت جابرؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ یوم حساب اُن دعاؤں کا اجر دے گا جو اِس دنیا میں قبول نہ کی گئی تھیں، تو بندہ خواہش کرے گا کہ کاش اُس کی کوئی بھی دعا دنیا میں منظور نہ کی جاتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اُس بندے کو جس نے دنیا میں بہت سی دعائیں کی ہوں گی جو بظاہر دنیا میں قبول نہیں ہوئی ہوں گی ان دعاؤں کے حساب میں جمع شدہ ذخیرہ آخرت میں عطا فرمائیں گے تو بندے کی زبان سے نکلے گا:

يَا لَيْتَهُ لَمْ يُعَجَّلْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ دُعَاءِهِ "اے کاش! میری کوئی بھی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی، اور ہر دعا کا پھل مجھے یہاں ملتا۔"(معارف الحدیث، حصہ پنجم، صفحہ 106)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ قصص آیت 61 میں بتاتا ہے: بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو اور وہ اسے پانے والا ہو، کبھی اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جسے ہم نے صرف حیاتِ دنیا کا سر و سامان دے دیا ہو اور پھر وہ قیامت کے روز سزا کے لیے پیش کیا جانے والا ہو؟ اِس آیت سے امتحان کی حقیقت کے بارے میں ہماری آنکھیں کھل جانی چاہیں۔ ایک شخص جس کو دنیا میں عیش و آرام کی زندگی دی گئی اور وہ ایمان نہ لایا، ہمیشہ کے لیے جہنم اُس کا ٹھکانہ ہو

گا۔ دوسری طرف ایک ایمان والے شخص کو دنیا میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو، اُس کے لیے ہمیشہ کی جنت کا وعدہ ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ: کیا ایک شخص جس سے آخرت میں بھلائی کا وعدہ کیا گیا ہے (یعنی جنت کا باسی ہو گا)، وہ اُس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جس کو دنیا میں بہت زیادہ رزق دیا گیا اور وہ یومِ حساب سزا کے لیے پیش ہو گا اور جہنم اُس کا ٹھکانہ ہو گا۔ یقیناً نہیں۔ کامیابی دنیاوی نہیں بلکہ حصولِ جنت ہے (یعنی دنیا کا امتحان پاس کرنے کا صلہ)۔ باطل نظریات کے تابوت میں آخری کیل کے طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ حدیث قدسیہ میں کہتا ہے، اگر کوئی شخص اپنے ربّ کی تقدیر سے راضی نہیں اور آزمائش پر صبر نہیں کرتا، پس اُسے چاہیے اپنے لیے دوسرا ربّ تلاش کر لے۔ کیا کوئی دوسرا ربّ (رزاق، داتا) ہے؟ یقیناً، کوئی نہیں۔ ہم نے شیطان سے بچاؤ کے اپنے حفاظتی حصار (اللہ کی یاد) کو کیوں پسِ پشت ڈال دیا ہے، جس کی وجہ سے شیطان ہمیں جہنم کی طرف پھسلا کر لے جا رہا ہے (یہ اِس کا وعدہ ہے)۔

عَنْ اَبِیْ هِنْدِ الدَّارِیِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَیَصْبِرْ عَلٰى بَلَائِیْ فَلْیَلْتَمِسْ رَبًّا سِوَایَ۔ المعجم الکبیر للطبرانی، جز 22، حدیث 807، صفحہ 320 المکتبۃ الشاملۃ ابو ہند الداری سے مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ”جو میری تقدیر پر راضی نہیں اور میری آزمائش پر صبر نہیں کرتا، پس وہ میرے علاوہ کوئی اور رب تلاش کر لے۔

ہماری دعا قبول نہ ہونے کی دس میں سے کوئی بھی ایک یا ایک سے زیادہ وجہ ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو قیامت والے دن قبول نہ ہونے والی دعائیں ہمارے لیے وزن رکھیں گے۔ دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات یہ ہو سکتی ہیں: ہمارا اللہ پر ایمان ہوتے ہوئے بھی اُس کے حقوق پورے نہیں کرتے (یعنی اُس کے شریک بناتے ہیں، جو وہ کہتا ہے وہ نہیں کرتے، ہم اُس سے نہیں ڈرتے بلکہ اُس کی مخلوق سے ڈرتے ہیں)۔ ہم قرآن کو دن رات پڑھتے ہیں لیکن قرآن کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔ ہم نبیؐ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، پھر بھی آپؐ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں کہ شیطان ہمارا دشمن ہے، اِس کے باوجود اُس کا کہنا مانتے ہیں اور اُس کے کہے پر چلتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم جنت میں جائیں، لیکن ہمارے اعمال اُس کی ضد ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں جہنم سے ڈر لگتا ہے، اِس کے باوجود ہم اُس کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ ہمیں علم ہے کی موت برحق ہے، پھر بھی ہم اُس کے لیے تیاری نہیں کرتے۔ ہم نے دوسروں کے عیب ڈھونڈنے میں اپنے آپ کو مشغول کر لیا ہے اور اپنے عیبوں کو بھول گئے ہیں۔ ہم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور پھر بھی اُس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ہم اپنے مردوں کو قبرستان میں دفناتے ہیں اور اُس سے سبق نہیں لیتے۔ اپنے ایمان کو پختہ کرنے کے لیے ذرا ہم نبیؐ اور صحابہ کی زندگی کا مطالعہ کریں: مکہ میں اللہ نے نبیؐ اور صحابہؓ کو اتنا زیادہ آزمایا تھا کہ وہاں اُن کا معاشی بائیکاٹ کیا گیا (اُنہیں گھاس، کھالیں اور درخت کی چھال کھانا پڑی)، اُنہیں اذیتیں دی گئیں اور قتل کیا گیا۔ اِس کے باوجود

جب اُنہیں مدینہ ہجرت کی اجازت ملی تو اُنہیں خالی ہاتھ ہجرت کرنی پڑی، اُن کا سارا مال و متاع اور جائیدادیں ضبط کر لی گئیں تھیں۔ مدینہ پہنچنے پر قرآن کی آیات نازل ہوئیں جس میں اللہ نے کہا کہ اب تمھیں اور زیادہ آزمایا جائے گا۔ سبحان اللہ، صحابہ نے نبیؐ کو کہا ہم اِن آیات سے فکر مند نہیں ہیں کیونکہ حسبی اللہ (اللہ ہمارے لیے کافی ہے)، ہمیں پتا ہے کہ ہم اور ہمارا سارا مال و متاع اور جائیدادیں اللہ کی ملک ہیں اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ میرا سوال: اگر نبیؐ کی دعائیں آپؐ اور آپ کے صحابہؓ کے اُوپر سے مصائب و آزمائشوں کو نہیں ہٹا سکیں جو اللہ نے مقدر کر دیں تھیں، تو دوسرے کیسے ہٹا سکتے ہیں؟ سوچیں!

حاصل گفتگو:

1) وہ دعائیں جن کو دنیا میں قبول نہیں کیا گیا آخرت میں اُن کا اجر بہت بڑا ہو گا۔

2) جو جنت میں داخل ہوئے وہ کامیاب ہیں بہ نسبت اُن کے جنہیں دنیا میں بہت کچھ دیا گیا اور آخرت میں جہنم اُن کا گھر ہو گا۔

3) جو اپنے ربّ کی قدر پر راضی نہیں تھے اور آزمائش پر صبر نہیں کرتے یہی لوگ ہیں جو دوسرے خدا (پیر وغیرہ) ڈھونڈیں گے۔

4) اللہ کبھی اپنی مخلوق کے لیے برا نہیں چاہتا۔ یہ تو لوگ ہیں جو غلط راستہ چُنتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار بنانے کی ممانعت

سوال اُٹھتا ہے وہ کون سا جال ہے جس میں پھنس کر لوگ شرک کی طرف مائل ہوتے ہیں؟ شیطان کے چنگل میں ہم اُس وقت آتے ہیں جب کسی نیک ہستی کی تکریم میں غلو کرتے ہیں۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ یومِ حساب نیک آدمی کی نیکیاں اُسی کے لیے ہیں اور ہماری نیکیاں ہمارے لیے، کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھا سکے گا، ہر طرف نفسا نفسی ہو گی۔ پیروکاروں کی ایک نسل نیک ہستیوں کی تعظیم میں اُن کے مزارات بناتی ہے، اور اگلی نسل ان کو اپنا حاجت روا بنا کر ان کی عبادت شروع کر دیتی ہے۔ اسِ نظریہ کی نفی میں ایک حدیث صحیح بخاری 1166 میں ایک صحابی عثمانؓ بن مظعون فوت ہو گئے، کے بارے میں مرقوم ہے کہ ان کی وفات پر ایک صحابیہ نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ عثمان بن مظعون کا اللہ کی نگاہ میں بہت بلند مقام ہے۔ اس موقع پر نبی پاکؐ نے اُن سے پوچھا کہ اُن کے پاس ایسی کون سی سند ہے جس کی بنا پر کہتی ہو کہ اللہ کے ہاں وہ بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ وہ صحابیہ چونکی اور سوال کیا اے اللہ کے نبیؐ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، تو پھر اللہ کس کو عزت دے گا؟ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ اِس میں

شک نہیں کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور آپؐ اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ اللہ کے ہاں اُن کا مقام اونچا ہو گا اور کہا میںؐ، اللہ کا نبی ہوں اور مجھے نہیں پتہ کہ قیامت والے دن میرے کے ساتھ کیا ہو گا۔ صحابیہؓ نے کہا کہ میں آج کے بعد اللہ کی نظر میں کسی کے بلند مقام ہونے کے بارے میں کبھی گواہی نہیں دوں گی۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے، سارے اُولیاء حق مل کر ایک صحابی کے برابر نہیں ہو سکتے اور سارے صحابہ مل کر ایک نبی کے برابر نہیں ہو سکتے۔ ہم اُمید کر سکتے ہیں کہ اگر اللہ نے چاہا (ان شاءاللہ) وہ جنت میں جائیں گے۔ اب سوال اٹھتا ہے جب ہم کسی شخص کے بارے میں جنتی ہونے کی گواہی نہیں دے سکتے، تو پھر ہم اِن کی عبادت کیسے کر سکتے ہیں اور اِن سے کیسے مانگ سکتے ہیں، اِن کو اپنا وسیلہ اور اپنا شافع کیسے بنا سکتے ہیں؟ کیا یہ شعوری طور پر ٹھیک ہے؟ اے لوگو! اس سے پہلے کہ مغفرت کے دروازے بند ہو جائیں (موت)، اپنے معاف کرنے والے ربّ سے معافی مانگ لو۔

عن ابن شهاب قال اخبرنى خارجة بن زيد ثابت أن أم العلاء امرأة من الانصار بايعت النبى ﷺ أخبرته أنه اقتسم المهاجرون قرعة فطار لنا عثمان بن مظعون فأنزلناه فى أبياتنا فوجع وجعه الذى توفى فيه فلما توفى وغسل وكفن فى أثوابه دخل رسول الله ﷺ فقلت رحمة الله عليك أبا السائب فشهادتى عليك لقد أكرمك الله فقال النبى ﷺ وما يدريك أن الله قد أكرمه فقلت بأبى أنت يا رسول الله ﷺ فمن يكرمه الله فقال أمّا هو فقد جاءه اليقين والله إنى لارجوله الخير والله ما أدرى وأنا رسول الله ﷺ ما يفعل بى قالت فوالله لا ازكى أحدا بعده أبده۔ صحيح البخارى، كتاب الجنائز، حديث نمبر1166۔

ابن شہاب زہری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ ام علاء انصار کی ایک خاتون نے جنہوں نے نبی کریمؐ سے بیعت کی تھی۔ انہیں خبر دی کہ مہاجرین کے لیے قرعہ اندازی ہوئی۔ عثمان بن مظعونؓ ہمارے حصے میں آئے، چنانچہ ہم نے انہیں اپنے گھر میں خوش آمدید کہا۔ آخر وہ بیمار ہوئے اور اسی میں وفات پا گئے۔ وفات کے بعد غسل دیا گیا اور کفن میں لپیٹ دیا گیا تو رسولؐ تشریف لائے۔ میں نے کہا ابو سائب آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں میری آپ کے متعلق شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکریم اور پذیرائی کی ہے! اس پر نبیؐ نے فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کی تکریم اور پذیرائی کی ہے، میں نے کہا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں پھر کس کی اللہ تعالیٰ کے یہاں پذیرائی ہو گی! آپؐ نے فرمایا اس میں شبہ نہیں کے ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور خدا گواہ ہے کہ میں بھی ان کے لیے خیر ہی کی توقع رکھتا ہوں لیکن بخدا مجھے اپنے متعلق بھی معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ام علاء نے کہا کہ خدا کی قسم اب میں کسی کے متعلق کبھی شہادت (اس طرح کی) نہیں دو نگی۔

یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے اپنے بستر مرگ پر دعا کی تھی کہ اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا، جس کی عبادت کی جائے، اور اللہ کا غضب نازل ہو اُن قوموں پر جنہوں نے اپنے ابنیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا۔ اللہ ہمیں معاف کرے ہم نے ہر ایرے غیرے کی قبر کو پوجنا شروع کر دیا ہے، جبکہ ہم انبیاء کی قبروں کو بھی نہیں پوج سکتے۔ جاگ جاؤ !

عن عطاء بن يسار ان رسول الله ﷺ قال اللهم لاتجعل قبرى وثنا يعبد اشتد غضب الله على قوم اتخذوا قبور انبياءهم مساجد۔ موطا امام مالك، النداء للصلاة، حديث 376 عطا بن یسار سے مروی ہے، رسول اللہؐ نے دعا فرمائی: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ جس کی عبادت کی جائے۔ اللہ کا غضب نازل ہو اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔

مندرجہ ذیل حدیث میں حضرت ابوہیاج کہتے ہیں کہ مجھے حضرت علیؓ نے ایک کام کے لیے بھیجا جس کا انہیں نبیؐ نے حکم دیا تھا، کہ ہر اُونچی قبر کو برابر کر دو اور ہر بت کو توڑ دو۔ جب ہم حبِ نبیؐ کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر مزار کیسے بنا سکتے ہیں؟

عَنْ اَبِیْ هَیَّاجٍ الْاَسَدِیِّ قَالَ: بَعَثَنِیْ عَلِیٌّ'' قَالَ لِیْ: اَبْعَثُكَ عَلٰی مَابَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ ﷺ اَنْ لَا اَدَعَ قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتُهٗ وَلَا تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتُهٗ۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی تسویۃ القبر حدیث نمبر 3218۔ حضرت ابوہیاج اسدی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: میں تمھیں اس کام پر بھیج رہا ہوں جس پر رسول اللہؐ مجھے بھیجا تھا کہ کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑوں مگر اسے برابر کر دوں اور نہ کسی مورتی کو مگر مٹا ڈالوں۔

مزید ایک حدیث میں ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے کہا، کسی شخص کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے کہ وہ جلتے ہوئے کوئلے پر بیٹھ جائے اور وہ اِس کے کپڑوں کو جلاتا ہوا اِس کی کھال تک پہنچ جائے۔ ہم جو نبی پاکؐ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپؐ کی حکم عدولی کرتے ہوئے قبروں یا مزاروں پر کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَاَنْ یَجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰی جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِهٖ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر 1612۔ حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا: کہ تم میں سے کوئی آگ کے انگارے پر بیٹھ جائے پھر وہ اسکے کپڑے جلا کر اسکی جلد تک پہنچ جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے ہمیں منع فرمایا قبروں پر بیٹھنے سے، چونا گچ کرنے سے، اِس پر تعمیر کرنے سے اور حتیٰ کہ نام کا کتبہ لگانے سے۔ ہمارے پاس نبیؐ کے حکم کو رد کرنے کا کیا کوئی جواز ہے۔ کیا یہ ہے ہماری محبت نبیؐ کے لیے؟

اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهٰی اَنْ یَقْعُدَ عَلَی الْقَبْرِ وَاَنْ یُقَصَّصَ وَیُبْنٰی عَلَیْهِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ أَبِیْ شَیْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی وَعَنْ أَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ ابوداؤد قَالَ عُثْمَانُ أَوْ یُزَادَ عَلَیْهِ وَزَادَ سُلَیْمَانُ ابْنُ مُوْسٰی أَوْ أَنْ یُكْتَبَ عَلَیْهِ۔ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 3226۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبیؐ کو سنا، آپ منع فرماتے تھے کہ قبر پر بیٹھا جائے یا اُسے چونا گچ کیا جائے یا اس پر کوئی تعمیر کی جائے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: اسکو زیادہ کرنا منع ہے (کہ اسے اونچا کر دیا جائے) اور سلیمان بن موسیٰ نے مزید کہا: اس پر کتبہ لگانا منع ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا، اللہ کا عذاب ہو ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں، اور اُن پر جو قبروں پر سجدہ کرتے ہیں اور اُن پر بھی جو قبروں پر دیئے جلاتے ہیں۔ ہمارا ہر کام اِس کے بالکل برعکس ہے۔ یومِ جزا ہم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے کون سا بہانہ بنائیں گے۔ غور کریں!

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَاءِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ سنن النسائی، حدیث نمبر 2016۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا رسول اللہؐ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کے لیے جانے والی عورتوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر۔

سب سے اہم بات نبیؐ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ بغرض ثواب تین مساجد (عبادت گاہ) مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ کے علاوہ ثواب کی نیت سے سفر کرنا منع ہے۔ پھر ہم ان قبروں اور مزارت کی زیارت کیسے کر سکتے ہیں؟ اے مسلمانو! یہ ثواب نہیں بلکہ گناہ اکٹھے کرنے کا سبب ہے۔ جاگ جاؤ، نہیں تو ہماری آخری منزل جہنم ہو گی۔ **عن أبي هريرعن النّبیؐ قال لا تشدّ الرحال الا الی ثلاثة مساجد مسجد الحرام و مسجدی هذا و المسجد الأقصی۔** سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، حدیث نمبر 1738۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، نبیؐ نے فرمایا: پالان نہ کسے (یعنی بغرض ثواب سفر نہ کئے) جائیں مگر تین مساجد کی طرف یعنی مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔

نبیؐ اپنے خطبہ میں اللہ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے، جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ سب سے سچی کتاب، اللہ کی کتاب (قرآن) ہے اور سب سے بہتر طریقہ میرا (محمدؐ) طریقہ ہے۔ اور بدترین کام دین میں نئے کام ایجاد کرنا ہے، اور ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے، اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔ اے مسلمانو، براہ کرم، براہ کرم.... جاگ جاؤ، حق کو پہچانو۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهُ ﷺ يَقُوْلُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللهُ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ يَقُوْلُ مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ اِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَاَحْسَنَ الْهَدِيْ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ سنن نسائی، صلاۃ العیدین، حدیث نمبر 1560۔ رسول اللہؐ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے جیسے اس کی شان کے لائق فرمایا کرتے تھے: جسے اللہ ہدایت دیں اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ بے شک سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے۔ اور بہترین طریقہ محمدؐ کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام نئے ایجاد کردہ ہے اور ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔

نبیؐ نے ایک حدیث میں فرمایا، میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ کیا ہم وہ کر رہے ہیں؟ جب ہمیں کوئی کہتا ہے کہ اُس کے پاس آسان طریقہ ہے، ہم بغیر تحقیق کئے کہ وہ قرآن اور نبیؐ کی سنت کے مطابق ہے یا نہیں، اُس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔ ابو داؤد صفحہ 279 جلد 2 اے لوگو! لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے خلفاء کی سنت کو بھی لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں اور دانتوں سے اس کو مضبوط پکڑو۔ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات یاد کر لیے

ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا دین کے معاملے میں جہاں تمہیں شک و شبہ ہو وہ کام نہ کرو۔ کیا اب بھی ہم کہہ سکتے ہیں اِن ہستیوں کو پکارنا جائز ہے؟ میری ذاتی رائے میں، میں نے قرآن اور نبیؐ کی احادیث سے کسی شک و شبہ کے بغیر ثابت کیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے، اور یہ حرام ہے، اور یہ ہمیں جہنم کی آگ میں دھکیل دے گا۔ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ إِلَى مَالَا يُرِيْبُكَ (مشکوٰۃ، باب الکسب) صفحہ 242۔ **جو چیز شک میں مبتلا کرنے والی ہو اسے چھوڑ کر اس کام کو پسند کر لو جو شک و شبہ سے بالاتر ہو۔**

نبیؐ نے ایک حدیث میں فرمایا تھا جب اسلام آیا تھا تو اجنبی تھا (یعنی بہت کم پیروکار تھے) اور یہ پھر دوبارہ اجنبی ہو جائے گا۔ یعنی لوگ اسلام کے علاوہ ہر چیز کی پیروی کریں گے۔ اس لیے نبیؐ نے اجنبیوں کو خوش خبری دی ہے۔ اے اللہ، ہمیں بھی اجنبیوں میں سے بنا۔ آمین! **عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ بدأ الإسلام غريبا وسيعود كما غريبا فطوبى للغرباء۔** صحیح مسلم، حدیث 208۔ **حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا: اسلام شروع میں اجنبی تھا، اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا۔ اس لیے اجنبیوں کو مبارک ہو۔** ایک اور حدیث میں ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا، جب اسلام آیا تھا تو اجنبی تھا اور یہ بہت جلد پھر اجنبی ہو جائے گا۔ اور یہ سمٹ جائے گا دو مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی) تک، جیسے سانپ سمٹ جاتا ہے اپنے بل میں۔ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ قُربِ قیامت اِن دو مساجد میں اسلام پر مکمل عمل درآمد ہو گا، نہ سعودیہ میں ہو گا اور نہ ہی کہیں اور۔ **عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الاسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا۔** صحیح مسلم، باب: الایمان، حدیث نمبر 209۔ **ابن عمرؓ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہؐ نے فرمایا: بے شک اسلام کی ابتداء اجنبیت سے ہوئی اور عنقریب وہ اجنبی ہو جائے گا جیسے اس کی ابتداء ہوئی۔ اور وہ (اسلام) سمٹ جائے گا دو مسجدوں کے درمیان جیسا کہ سانپ سمٹ جاتا ہے اپنی بل میں۔**

عبد اللہ بن عمر سے نبیؐ کی ایک اور حدیث مروی ہے جس میں نبیؐ کہتے ہیں کہ میری اُمت پر ایک ایسا دور آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ یعنی آپؐ کے پیروکار بنی اسرائیل کے نقشِ قدم پر چلیں گے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا تو میری امت میں سے بھی ایسا شخص ہو گا جو یہ کرے گا۔ بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹے تھے، میری امت تہتّر فرقوں میں بٹے گی اور وہ سب کے سب جہنمی ہوں گے ما سوائے ایک کے۔ صحابہ نے دریافت کیا اے اللہ کے نبیؐ وہ فرقہ کون سا ہو گا جو جنت میں جائے گا۔ نبیؐ نے فرمایا، وہ جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہو گا۔ کیا ہم یہ کر رہے ہیں؟ کیا نبیؐ اور اُن کے صحابہ بریلوی، دیوبندی، اہلِ حدیث تھے؟ نہیں، مسلم تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بن عَمْرو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ

وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي۔ سنن ترمذی، الباب الایمان عن الرسول اللہؐ، حدیث نمبر 2565

سورۃ طٰہٰ آیت 108-109 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہتا ہے: اُس روز سب لوگ منادی کی پُکار پر سیدھے چلے آئیں گے، کوئی ذرا اکڑ نہ دکھا سکے گا۔ اور آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی، ایک سر سراہٹ کے سِوا تم کچھ نہ سُنو گے۔ اُس روز شفاعت کار گر نہ ہو گی، اِلاّ یہ کہ جس کو رحمان اس کی اجازت دے اور اُس کی بات سُننا پسند کرے۔ یوم محشر لوگ ایک آواز (فرشتہ کی) پر جوق در جوق باہر نکل آئیں گے اور کسی کی مجال نہیں ہو گی کہ وہ ذرا سا تکبّر دِکھا سکے یا اپنی آواز کو رحمن کے آگے اُونچا کر سکے اور نہ وہاں کسی کی شفاعت کسی کے کام آئے گی ماسوائے جس کے لیے اللہ اجازت دے گا۔ سورۃ ابراہیم، آیت 7 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں تنبیہ کرتا ہے: اور یاد رکھو تمہارے ربّ نے خبر دار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔ اللہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اگر ہم اُس کے شکر گزار بندے بنیں گے تو وہ ہم پر اپنی نعمتوں اور رحمتوں کی بارش کر دے گا۔ کیا ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیے؟ اگر ہم ناشکری کرتے ہوئے دوسرے کارساز ڈھونڈیں گے تو وہ ہمیں اس دنیا میں بھی رُسوا کرے گا اور آخرت میں رُسوا کن عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیا ہمیں اللہ سے بار بار توبہ نہیں کرنی چاہیے؟

میں نے لوگوں کی حتیٰ الوسع اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کون ہدایت قبول کرے گا اور کون نہیں۔ اللہ انہی کو ہدایت دیتا ہے جو حق کی تلاش میں ہوں۔ کیا ہمیں حق کو تلاش کرنے کے لیے قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھنا چاہیے؟ کیا اللہ سے ہدایت نہیں مانگنی چاہیے۔ سورۃ قصص، آیت 56 میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نبیؐ کو کہتے ہیں: اے نبیؐ! تم جسے چاہو اُسے ہدایت نہیں دے سکتے، مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور **وہ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں**۔ مزید وضاحت کے لئے سورۃ روم، آیات 52-53 میں اللہ کہتا ہے: (اے نبیؐ) تم مرِدوں کو نہیں سنا سکتے، نہ اُن بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیرے چلے جا رہے ہوں، اور نہ تم اندھوں کو اِن کی گمراہی سے نکال کر راہِ راست دکھا سکتے ہو۔ تم تو صرف انہی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اگر اب بھی کوئی حق کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تو میرا اُن سے ایک سوال ہے: ہم کس کا شکر ادا کریں؟ اُس ربّ کا جو ہمیں رزق دیتا ہے، صحت دیتا ہے، پوشاک وغیرہ دیتا ہے، اور اس کے باوجود ہم سے ستر پیار کرنے والی ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، یا اُس کا شکر ادا کریں جس کو رزق (نذرانے) ہم دیتے ہیں، اور وہ ہمیں جانتا تک نہیں۔ جواب لازماً ہو گا اللہ کا۔ میں نے اپنے علم اور اہلیت کے مطابق پوری کوشش کی ہے کہ اپنے قارئین کی قرآن اور سنتِ رسولؐ کی طرف رہنمائی کروں۔ میں اس حساس موضوع کو صحیح طرح پیش نہ کر سکنے پر اپنی کمی کوتاہیوں کا اقرار کرتا

ہوں۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں مجھ میں اُس احساس کی کمی ہے جو اِس پیغام کو ہمدردی کے ساتھ پہنچانے کے لیے درکار ہے۔ اللہ مجھے معاف کرے۔ آمین!

اس عنوان سے ہم اخذ کرتے ہیں:

1) ہمیں نہیں پتہ کون جنت میں جائے گا ہم حُسنِ ظن کر سکتے ہیں۔
2) نبیؐ نے اپنی قبر کی عبادت کرنے کو منع فرما دیا تھا۔
3) قبروں پہ بیٹھنا، ان کو چونا لگانا، قبروں کو اونچا کرنا، نبیؐ نے منع فرمایا ہے۔
4) قبروں پہ تعمیر کرنا اور ان پہ دیے جلانا منع ہے۔
5) تین مساجد کے علاوہ (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) بغرض ثواب نیت سفر کرنا منع ہے۔
6) اسلام سکڑ کر دو مبارک مسجدوں تک محدود ہو جائے گا۔
7) اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ایک فرقہ جنت میں جائے گا، جو قرآن، سنت نبوی اور سنت پر عمل پیرا ہو گا۔
8) جب اسلام آیا تھا اجنبی تھا پھر جب لوٹ کر آئے گا تو اجنبی ہو گا۔
9) یوم جزاء کسی کی مجال نہیں ہو گی کہ وہ اللہ کے سامنے بولے یا شفاعت کرے کسی کی اس کی مرضی کے بغیر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے اختتامی کلمات اور آیات

سارے دلائل پڑھنے کے باوجود شرک میں مبتلا لوگ بہانے تراشیں گے، جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ زخرف، آیت 20 میں درج کیا: یہ کہتے ہیں، اگر خدائے رحمن چاہتا (کہ ہم اُن کی عبادت نہ کریں) تو ہم کبھی اُن کو نہ پوجتے۔ یہ اِس معاملہ کی حقیقت کو قطعی نہیں جانتے، محض تیر تکے لڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں دوسری جگہ کہتا ہے اگر وہ چاہتا تو سب ایمان لے آتے۔ اللہ نے یہ نہیں چاہا تھا، لہٰذا اللہ اُن ہی کو ہدایت دیتا ہے جو اُس سے ہدایت طلب کرتے ہیں۔ اے مسلمانو، ہمیں ہمیشہ اللہ سے ہدایت طلب کرتے رہنا چاہیے۔ ہم میں سے کچھ پڑھے لکھے لوگ ایک بہانہ تراشیں گے اور کہیں گے ہم فلاں ترجمہ کو نہیں مانتے، فلاں کو مانتے ہیں۔ حق تک پہنچنے کے لیے ہم اصل معنی کا پتہ محض انٹرنیٹ پر صرف (surf) کرتے ہوئے عربی/اُردو ڈکشنری سے معلوم کر سکتے ہیں۔ ہم دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کے لیے اپنی زندگی کے سترہ سے بیس سال پڑھنے لکھنے میں گزار دیتے ہیں، لیکن اُخروی و ابدی زندگی کے لیے تھوڑا سا وقت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے: ہم اس فانی دنیا کے لیے اپنی پوری قوت صرف کرتے ہیں، لیکن جہاں ہم نے ہمیشہ رہنا ہے، اُس کی کامیابی کے لیے

کچھ وقت قرآن کو سمجھ کر پڑھنے پر کیوں نہیں صرف کرتے؟ مشرکوں کے غلط تصورات کو ختم کرنے اور ایک حقیقی ربّ کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ انبیاء، آیات (21:21-23) میں پوچھتا ہے: کیااِن لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی خداایسے ہیں کہ (بے جان کو جان بخش کر) اٹھا کھڑا کرتے ہوں؟ اگر آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوادوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ ربُّ العرش اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنارہے ہیں۔ وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں ہے اور سب (اُس کے آگے) جواب دہ ہیں۔ اے مسلمانو، ہم انسان اِس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک ریاست میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے، اس کے باوجود ہم کائنات کو چلانے کے لیے بہت سے خداؤں کو ماننے کے لیے تیار کیسے ہو جاتے ہیں؟ ہمیں پتہ ہے جب کسی ریاست میں ایک سے زیادہ بادشاہ ہوں تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کہتا ہے اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو کائنات کا سارا نظام تباہ ہو جاتا۔ اگر ہم اپنے ملک کی طرف دیکھیں جہاں صحیح اور غلط (زیادہ تر غلط) کے لیے سفارش کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں سارا نظام تباہ ہو چکا ہے۔ آئیں ہم ایک مثال سے اِس پر غور کرتے ہیں۔ فرض کریں ایک مرید اپنے پیر کے پاس بارش کے لیے جاتا ہے، دوسرا دوسرے پیر کے پاس خشک موسم کے لیے جاتا ہے، تیسرا تیسرے پیر کے پاس سرد موسم کے لیے جاتا ہے اور چوتھا گرم موسم کے لیے، کیا نظام چل پاتا؟ نہیں، وہ تباہ ہو جاتا۔ اسی طرح اگران کے پاس مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت ہوتی، تو سوچو کیا ہوتا؟ ہم فرعون و نمرود جیسے جابروں سے چھٹکارا نہ پا سکتے۔ یاد رکھو ہمارا ربّ ہر خامی سے پاک ہے جو ہم اُس سے منسوب کرتے ہیں۔ **اے اللہ، ہم سب کو ہدایت دے اور ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جو تیری ہدایت کے طلبگار ہیں اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں کا امام بنا۔ آمین!** جو اوپر ہم نے پڑھا اُس کو بڑھانے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ مومنوں آیت 84-91 میں پوچھتا ہے: اِن سے کہو، بتاؤ، اگر تم جانتے ہو، کہ یہ زمین اور اِس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی۔ کہو، پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟ اِن سے پوچھو، ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ۔ کہو، پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ اِن سے کہو، بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اِقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے وہ جو پناہ دیتا ہے، اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا؟ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات اللہ ہی کے لیے ہے۔ کہو، پھر کہاں سے تم کو دھوکہ لگتا ہے؟ جو امر حق ہے وہ ہم اِن کے سامنے لے آئے ہیں، اور کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے، اور کوئی دوسرا خدا اُس کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔ پاک ہے اللہ اُن باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔ عرب اسماعیلؑ کے اُمتی تھے، وہ اللہ پر اور اِس بات پر یقین رکھتے تھے کہ سب کچھ اللہ کی ملکیت ہے۔ اُن کا یقین تھا

کہ اللہ کے خلاف کوئی اُنہیں امان نہیں دے سکتا،اِس کے باوجود تکبّر اور دنیاوی فائدہ کی خواہش میں وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے اور اُنہیں مصیبت میں پکارتے تھے۔اگرچہ وہ مسلکِ ابراہیمی (توحید) کے پیروکار تھے،اِس کے باوجود وہ ہر کام اُلٹ کر رہے تھے۔ہم مسلمان بھی مسلکِ ابراہیمی کے پیروکار ہیں،اور ہم میں سے اکثر شیطان کے بہکاوے میں آکر،فانی انسانوں کو اپنا معبود بنا رہے ہیں۔اپنے حواس باختہ پیروکاروں کی کمزوری کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے جھوٹے سیاسی اور مذہبی لیڈر اُن کو دبانے اور پیسے بٹورنے کے لیے اُن کا استحصال کر رہے ہیں۔جو میں نے کہا،اللہ سورۃ محمد،آیت 18 میں پوچھتے ہیں:اب کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک اِن پر آجائے ؟اُس کی علامات تو آچکی ہیں۔جب وہ خود آجائے گی تو اُن کے لیے نصیحت قبول کرنے کا کون سا موقع رہ جائے گا؟ **اے مسلمانو! براہ کرم، براہ کرم.... جاگ جاؤ۔** اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ عنکبوت آیت 52 میں کہتے ہیں:(اے نبیؐ) کہو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہی کے لیے کافی ہے وہ آسمانوں اور زمین میں سب کچھ جانتا ہے۔ جو لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ سے کفر کرتے ہیں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔جنھوں نے اپنے دین (قرآن) کو رد کر دیا ہے،یومِ حساب وہ خسارے میں ہوں گے۔اے لوگو! جاگ جاؤ ابھی دیر نہیں ہوئی،اپنے معاف کرنے والے ربّ سے معافی مانگ لو۔

ایک جامع حدیث قدسیہ صحیح مسلم 2577 جو شرک کا مکمل قلع قمع کرتی ہے۔حضرت ابوذر جندب بن جنادہؓ نبیؐ سے،اور نبیؐ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اِس ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے۔پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔اے میرے بندو، تم سب راہ سے بھٹکے ہوئے ہو، مگر وہ جس کو میں ہدایت دوں۔پس مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا۔اے میرے بندو، تم سب بھوکے ہو مگر وہ جس کو میں کھلاؤں۔پس مجھ سے کھانا طلب کرو میں تم کو کھانا دوں گا۔اے میرے بندو، تم سب ننگے ہو مگر وہ جس کو میں پہناؤں۔پس مجھ سے لباس مانگو میں تم کو لباس پہناؤں گا۔اے میرے بندو، تم دن رات غلطیاں کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں۔پس مجھ سے گناہوں کی معافی مانگو، میں تمہیں بخش دوں گا۔اے میرے بندو، تم میرے نقصان کو ہر گز نہیں پہنچ سکتے ہو، کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ۔اور تم میرے نفع کو ہر گز نہیں پہنچ سکتے ہو، کہ تم مجھے نفع پہنچا سکو۔اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے پچھلے تمام انس و جن اس طرح ہو جائیں جس طرح سب سے زیادہ تقویٰ والے شخص کا دل (محمدؐ کا) ہوتا ہے تو اِس سے میری مملکت میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہو گا۔اے میرے بندو، اگر تمہارے اول و آخر انس و جن فاجر ترین دل والے انسان (فرعون، شیطان) کی طرح بن جائیں تو اس سے میری مملکت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑے گا۔اے میرے بندو، اگر تمہارے اولین و آخرین انس و جن تمام کے تمام

ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں پھر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عنایت کر دوں، اس سے میری ملکیت میں اتنی بھی کمی نہ ہو گی جتنی سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو، یہ تمہارے اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لیے شمار کر کے رکھتا ہوں، پھر اس پر پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو آدمی کوئی بھلائی پائے تو اِس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور جو آدمی اس کے علاوہ پائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ سعید کہتے ہیں جب ابوادریس اس حدیث کو بیان فرماتے تو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ (مسلم)

عن سعید بن عبدالعزیزعن ربیعة بن یزیدعن ابی ادریس الخولانی عن ابی ذر جندب بن جنادة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ فیما یروی عن اللہ تبارک و تعالیٰ انه قال یاعبادی انی حرمت الظلم علیٰ نفسی و جعلته بینکم محرما فلا تظالموا یاَعبادی کلکم ضاًل الامن ھدیته فاستھدونی اھد کم یاعبادی کلکم جائع الامن اطعمته فاستطعمونی اطعمکم یاعبادی کلکم عار الامن کسوته فاستکونی اکسکم یاعبادی انکم تخطؤن باللیل والنھار وانا اغفر الذنوب جمیعا فاستغفرونی اغفرلکم یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی، یاعبادی لو انّ اوّلکم واخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم مازاد فی ذلك فی ملکی شیئا، یاعبادی لو ان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم کانوا علَی افجر قلب رجل واحد منکم مانقص ذلك من ملکی شیئا، یاعبادی لو ان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی صعید واحد فسالونی فاعطیت کل انسان مسالته مانقص ذلك مما عندی الا کماینقص المخیط اذا ادخل البحر، یاعبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم اوفیکم ایاھا فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلك فلا یلومن الانفسه، قال سعید کان ابوادریس اذا حدث بھذا الحدیث جثا علی رکیته، رواہ مسلم

میں اس موقع پر چند سوال کرنا چاہوں گا۔ کون ہے وہ ہستی، جو بچے کو بن مانگے ماں کے پیٹ میں تین تہوں کے اندھیرے میں اُسے رزق پہنچاتی ہے؟۔ کیا وہ اللہ نہیں۔ کون ہے وہ ہستی جو بچے کی ولادت پر اُس کے رزق کا راستہ جو ناف کے ذریعے سے تھا، کٹ جانے کے بعد اُس کے لیے ماں کے پستانوں سے دودھ کے دد چشمے جاری کرتی ہے؟۔ کیا وہ اللہ نہیں۔ وہ کون ہے جو دودھ میں چربی کی مقدار کو شروع میں کم رکھتا ہے، کیونکہ بچے کا پیٹ کمزور ہوتا ہے، اور وقت کے ساتھ ساتھ چربی کی مقدار بڑھاتا جاتا ہے؟ کیا وہ اللہ نہیں۔ کون ہے جو نازک کونپل کو سخت زمین سے نکالتا ہے؟ کیا وہ اللہ نہیں۔ کیا ہم نماز میں یہ نہیں کہتے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مانگتے ہیں، اور کیا ہم رکوع سے اُٹھتے ہوئے اقرار نہیں کرتے کہ ہمارے ربّ نے ہماری سن لی، پھر باہر جا کر ہم کیسے کہتے ہیں کہ وہ ہماری نہیں سنتا، اور دوسروں کی عبادت اور اُن سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں؟ کیا یہ منافقت نہیں، اور کیا منافقت کا انجام کفر اور شرک سے بدتر نہیں؟ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ بچے کو بن مانگے دے اور ہمیں مانگنے پر بھی نہ دے؟ یہ ناممکن ہے۔ ہاں البتہ یہ اُس کی حکمت ہے کہ وہ کس کو کس طرح سے آزماتا ہے۔ ایک ماں جس طرح نہیں چاہے گی کہ اُس کا بچہ کھڑکی سے چھلانگ لگائے یا امتحان کے دنوں میں کھیل تماشہ کرے۔ اسی طرح ہمارا ربّ جو ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے کبھی بھی یہ نہیں چاہے گا کہ ہم آخرت کے امتحان میں

فیل ہو جائیں۔ ہے کوئی جو ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرے، اور جب اُس سے مانگیں تو اور زیادہ خوش ہو؟ اللہ کے علاوہ ممکن نہیں۔ اے ہم گنہگاروں سے پیار کرنے والے ربّ، ہمارے گناہوں سے در گزر فرما اور ہم سے راضی ہو جا۔ اے اللہ، جس کو تو دے اُس سے کوئی لے نہیں سکتا اور جس سے تو لے لے اُسے کوئی دے نہیں سکتا، اے اللہ، ہمیں اپنے سوا سب سے غنی کر دے۔ آمین!

اے مسلمانو، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر انسانیت کے لیے ایک بنیادی پیغام لے کر آئے تھے، اور وہ تھا ''تمہارا ربّ ایک ہے، اُسی کی عبادت کرو، اور اُسی سے مدد مانگو''۔ ہر نبی کا ایک ہی مشن تھا کہ لوگوں کو جھوٹے خداؤں کی عبادت سے نکال کر ایک حقیقی ربّ کی عبادت کی طرف لایا جائے۔ حضرت صالحؑ نے اپنے لوگوں کو کہا تھا، ''اکیلے اللہ کی عبادت کرو، اُس کے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں''۔ حضرت ہودؑ نے اپنے لوگوں کو کہا تھا، ''اکیلے اللہ کی عبادت کرو، اُس کے علاوہ کوئی تمہارا رازق اور حاجت روا نہیں''۔ حضرت شُعیبؑ نے اپنے لوگوں کو کہا تھا، ''اکیلے اللہ کی عبادت کرو، اُس کے علاوہ کوئی تمہارا رازق اور حاجت روا نہیں''۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے جیل کے ساتھیوں سے کہا تھا، ''کیا بہت سے خدا بہتر ہیں یا ایک طاقتور ربّ۔ **تم جھوٹے خداؤں کی اس لیے عبادت کرتے ہو، کیونکہ تم نے اور تمہارے آباءواجداد نے اُن کے نام رکھ لیے ہیں اور اُنہیں جھوٹی صفات دے رکھی ہیں جن کے بارے میں اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ہے''**۔ ابراہیمؑ نے کہا تھا، اللہ نے مجھے تخلیق کیا ہے، وہی مجھے رزق دیتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ اے مسلمانو، شرک وہ گھنونا جرم ہے جس کی معافی اِس دنیا میں نہ مانگی گئی تو اللہ اُسے ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ کیوں؟ کیونکہ کائنات اور اِس میں موجود ہر چیز کا خالق اللہ ہے، چونکہ کائنات کا مالک اللہ ہے، لہٰذا، اکیلے اللہ کی عبادت اُس کا حق ہے۔ اللہ مشرکوں سے چند سوال پوچھتا ہے: اِن جھوٹے معبودوں نے غیب سے زمین پر کیا تخلیق کیا ہے؟ کچھ نہیں۔ کیا وہ آسمانوں میں اللہ کے شراکت دار ہیں؟ نہیں۔ کون ہے جس نے بغیر ستونوں کے سات آسمان بنائے، کون ہمارے لیے آسمان سے پانی برساتا ہے، اور بیجوں سے فصلوں اور باغوں کو اُگاتا ہے، کیا کوئی خدا ہے اللہ کے سوا؟ نہیں۔ کس نے زمین کو پہاڑوں کی میخوں سے مستحکم کیا، اس میں چشمے اور دریا چلائے، دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ کھڑی کی، کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں۔ کون ہے جو بے قرار کی دعا کو سنتا ہے اور آلام کو ختم کرتا ہے، کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں۔ جب ہر اچھائی اور ہر بُرائی اللہ کی طرف سے ہے، کیا اُس کے علاوہ کوئی اور اُسے تبدیل کر سکتا ہے؟ نہیں۔ سورۃ الفاتحہ میں ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم تیری ہی عبادت کریں گے اور تجھی سے مدد مانگیں گے، اس عہد کے باوجود ہم دوسروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ کیا اس کا جواز بنتا ہے، کیا یہ منافقت نہیں؟ ایک دفعہ نبیؐ نے معاذ بن جبلؓ سے پوچھا، کیا تمہیں پتہ ہے کہ بندوں پر اللہ کے حق کیا ہیں؟ معاذؓ نے کہا اللہ اور اُس کا رسول

بہتر جانتے ہیں۔ نبیؐ نے کہا، بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اُس کا کوئی شریک نہ ٹھرائیں۔ نبیؐ نے پھر معاذؓ سے پوچھا، بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ معاذؓ نے پھر کہا اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبیؐ نے کہا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اگر بندے اُس کا شریک نہ ٹھرائیں تو اللہ اُنھیں سزا نہ دے۔ اے مسلمانو، مکہ کے مشرک حضرت اسماعیلؑ کے اُمتی تھے اور اللہ کی توحید پر ایمان رکھتے تھے، یہ تو بعد کی نسلیں ہیں جنھوں نے وقت گذرنے کے ساتھ 360 اللہ کے جھوٹے ہمسر بنا لیے تھے۔ نبوت سے پہلے نبیؐ اُن کے ساتھ چالیس سال رہے، اور وہ آپؐ کو سب سے سچا، سب سے عادل اور امانتدار مانتے تھے۔ مکہ کے لوگ آپؐ کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے اور آپؐ کو اپنے تنازعات میں اپنا منصف بناتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔ جب آپؐ کے سر پر نبوت کا تاج سجادیا گیا، تو آپؐ نے مکہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور اُن سے کہا، میرا بچپن، میری جوانی تمہارے درمیان گذری ہے، تم نے مجھے کیسا پایا؟ وہ کہنے لگے ہم نے آپؐ کو بہت دفعہ آزمایا اور ہم نے ہمیشہ آپؐ کو عادل، صادق اور امین پایا۔ نبیؐ نے کہا میں تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، لاالہ الااللہ کہو اور فلاح پالو۔ وہ عرب تھے وہ لاالہ الااللہ کا مطلب سمجھتے تھے، وہ سمجھ گئے تھے کہ سارے باطل معبودوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ پہلا شخص جس نے محمدؐ کو پتھر مارا آپؐ کا حقیقی چچا ابولہب تھا، اُن سب نے کہا کہ اِس پاگل شاعر کے لیے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جب محمدؐ نے لوگوں کو توحید کی طرف بلایا تو آپؐ عادل، صادق اور امین سے یک لخت پاگل، جادوگر اور شاعر بن گئے (انّااللہ)۔ اِن میں سب سے پیش پیش سرداران قریش تھے جن کو کھٹکا تھا کہ عرب دنیا میں اُن کی سیاسی اور معاشی چوہدراہٹ ختم ہو جائے گی۔ توحید کی وجہ سے نبیؐ کو اذیت دی گئی، معاشی بائیکاٹ کیا گیا، طائف میں آپؐ کو سر سے پاؤں تک خون میں نہلایا گیا۔ آپؐ کی بیٹیوں کو طلاقیں دی گئیں، جو ایمان لاتا تھا اُسے اذیتیں دی جاتی، قتل کر دیا جاتا، چیر دیا جاتا وغیرہ۔ محض اس وجہ سے کہ **نبیؐ کہتے تھے غیر اللہ کو نہیں پکارنا۔** اگر غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت ہوتی تو آپؐ اور آپ کے صحابہ کو اتنی اذیت سے نہ گذرنا پڑتا۔ اگر ہم اپنی طرف دیکھیں تو ہم بھی وہی کچھ کر رہے ہیں جو مکہ کے مشرک کیا کرتے تھے، اور پھر بھی ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے نبیؐ کے احکامات کی خلاف ورزی نہیں کی؟ ہمارا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہم نبیؐ سے محبت کرتے ہیں، اِس کے باوجود ہم اُنؐ کے احکامات کی نافرمانی بھی کرتے ہیں، یہ محبت نہیں منافقت ہے؟ برائی کی جڑ مزار بنانا ہے۔ **سوال پیدا ہوتا ہے، جب نبیؐ نے قبروں پر کسی قسم کی تعمیر سے منع کر دیا ہے، تو ہم مزار کیسے بنا سکتے ہیں۔ جب نبیؐ نے قبروں پر بیٹھنے اور ثواب کے لیے تین مساجد کے علاوہ کہیں جانے سے منع کر دیا ہے، ہم نبیؐ کی حکم عدولی کرتے ہوئے مزارات پر کیسے جا سکتے ہیں اور پھر بھی ہمارا دعویٰ ہے کہ جو ہم کر رہے ہیں وہ صحیح ہے۔** اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ الکھف، آیات (18:104-103) میں ایسے لوگوں کا انجام بتاتے ہیں: اے نبیؐ اِن سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام اور نامراد لوگ کون

ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ اللہ کے ہاں جو راستہ مقبول ہے وہ قرآن کا راستہ ہے، ہمیں اُسے سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے، ہم دوسرے ذرائع کیوں ڈھونڈتے ہیں؟ میری ذاتی رائے میں یہ اُس وقت ہوتا ہے جب ہم بیمار ہوتے ہیں، یا ہم پر کوئی مصیبت آتی ہے، یا جب ہم سمجھتے ہیں کہ ہم پر کسی نے جادو وغیرہ کر دیا ہے۔ اگر ہم ایسا سمجھتے ہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل حدیث کو پڑھنا چاہیے جو نبیؐ اپنے ربّ کے آگے تسلیم کیا کرتے تھے۔ "اے اللہ! ہر آنے والی آفت نہیں آتی ماسوائے تیرے اذن سے اور نہ ہی کوئی خیر آتا ہے بغیر تیرے اذن کے اور کوئی تیرے علاوہ عبادت کے لائق نہیں"۔ جب ہر اچھائی اور برائی اللہ کی طرف سے آتی ہے، تو اللہ کے علاوہ اور کون ہماری مدد کر سکتا ہے؟ کوئی نہیں! ہمیں اللہ ہی کو پکارنا چاہیے کہ وہ سب سے زیادہ محبت کرنے والا، سب سننے والا اور وہی سب کچھ دینے والا ہے۔ **اللّٰهم لاَ طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلاَ خَيْرًا اِلَّا خَيْرُكَ وَلاَ اِلٰهَ غَيْرُكَ**۔(مسند احمد)۔ **اے اللہ! نہیں ہے کوئی بد شگونی مگر تیری بد شگونی (یعنی تیرے حکم سے) اور نہیں ہے کوئی خیر مگر تیری خیر اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔**

مزید اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ توبہ، آیت 51 میں نبیؐ کو کہتے ہیں: اِن سے کہو "ہمیں ہر گز کوئی (برائی یا بھلائی) نہیں پہنچتی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے، اور اہل ایمان کو اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیے"۔ یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے کہ کسی پر کوئی برائی یا خیر نہیں آتی الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے کتاب قدر میں لکھی ہوئی ہے۔ اگر ہم پر مصائب آئیں، یہ اللہ کی طرف سے ہوں گے، تو پھر ہمیں صبر اور اپنے کارساز اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ہم چاہیں تو اپنے دکھ کو صبر کے ساتھ برداشت کر کے اللہ کا قرب حاصل کر لیں، یہ دُکھ پر بے صبری دکھا کر غیر اللہ سے مدد مانگنی شروع کر دیں اور آخرت کے امتحان میں فیل ہو جائیں۔ مصائب اور تکالیف اُس وقت منفی ہوتی ہیں جب یہ ہمارے اور اللہ کے درمیان دوری پیدا کرتی ہیں، اور یہ اُس وقت مثبت اور حوصلہ افزا ہو جاتی ہیں جب یہ ہمیں اپنے ربّ کے قریب کرتی ہیں۔ مصائب اور تکالیف میں ہمیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ اللہ ہمیں سزا نہیں دے رہا، بلکہ یہ اللہ کی طرف سے بلاوا ہے "اے میرے بندو میرے پاس واپس لوٹ آؤ"۔ یہ ہے مصائب وآزمائش کی حکمت۔ جب ہم اپنے آپ کو اللہ سے دور کر لیتے ہیں، تو شیطان کے جال میں پھنس کر اپنا ایمان گنوانا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ ہمیں شیطان مردود سے اپنے حفظ وایمان میں لے لے۔ آمین!

مزید ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا ہے کہ دعا تقدیر کو بدل سکتی ہے۔ کیا اپنے حالات کو تبدیل کرنے کے لیے ہمیں اللہ سے زیادہ دعائیں نہیں مانگنی چاہیں؟ اِس آیت اور حدیث کے بعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وسیلہ یا شفاعت کی ضرورت رہتی ہے؟ جواب ہے یقیناً نہیں۔

یہ شرک کے نقصانات کو واضح کرنے کے لیے ایک ادنٰی سی کاوش ہے۔ کیونکہ شرک اللہ کی نظر میں ایک انتہائی گھناؤنا جرم ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں اس موضوع کے ساتھ انصاف کر سکا ہوں یا نہیں۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ شرک کے گناہ کی درجہ بدرجہ قرآن اور حدیث کے حوالوں سے وضاحت کروں۔ اگر پھر بھی کوئی غیر اللہ کو پکارنا چاہے تو پھر میرا اُس کو مشورہ ہے کہ وہ جلتے ہوئے چولہے پر پانچ منٹ کے لیے بیٹھنے کی مشق شروع کر دے۔ اور اگر وہ پھر بھی یہ سمجھتا ہے کہ سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اوپر کی جلد جل جانے کے بعد درد نہیں ہو گا تو میں انہیں سورۃ انساء، آیت 56 پڑھنے کو کہوں گا۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے: جن لوگوں نے ہماری آیات ماننے سے انکار کر دیا ہے، انھیں بالیقین ہم آگ میں جھونکیں گے اور جب اُن کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے، تاکہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں، اللہ بڑی قدرت رکھتا ہے اور اپنے فیصلوں کو عمل میں لانے کی حکمت خوب جانتا ہے۔ جب کھال جل جائے گی تو اس کو بار بار اگا یا جائے گا۔ ایک نہ ختم ہونے والا درد، جو نا قابل برداشت ہو گا۔ جو لوگ جہنم میں ہوں گے اُنہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُسے برداشت کرنا پڑے گا۔ اُس کے عادی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہر دفعہ یہ پہلے سے بد تر لگے گا۔ اے اللہ، ہم جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ، ہمیں اور سب ایمان والوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھ۔ آمین! آخر میں سورۃ المومن، آیات 12-10 اور فرعون کے دربار میں ایمان لانے والے وزیر کی تقریر جو سورۃ المومن، آیات 44-39 میں درج ہے، اور سورۃ المومن، آیات 9-7 میں فرشتوں کی مومنوں کے لیے دعا کے ساتھ اپنی بات کا اختتام کروں گا۔ یوم محشر جب اُن لوگوں کو اندازہ ہو گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو کتنے خسارے میں ڈال لیا ہے، تو جنہوں نے انکار کیا تھا اپنے آپ پر انتہائی نالاں ہوں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ المومن آیت 12-10 میں کہتا ہے: جن لوگوں نے کفر کیا ہے، قیامت کے روز اُن کو پکار کر کہا جائے گا "آج تمھیں جتنا شدید غصہ اپنے اوپر آ رہا ہے، اللہ تم پر اس سے زیادہ غضب ناک اس وقت ہوتا تھا جب تمھیں ایمان کی طرف بُلایا جاتا تھا اور تم کفر کرتے تھے۔ وہ کہیں گے "اے ہمارے ربّ، تُو نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دے دی، اب ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں، کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے""؟ (جواب ملے گا) "یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بُلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اُس کے ساتھ دُوسروں کو بلایا جاتا تو تم مان لیتے تھے۔ اب فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ ہے"۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ انہیں بتائے گا کہ وہ اُن سے اس وقت انتہائی ناراض تھا جب اِن کو ایمان لانے کو کہا، تو اُنہوں نے انکار کر دیا تھا۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ یومِ حساب، اذیت میں مبتلا منکرین حق اپنے آپ پر انتہائی نالاں ہوں گے، افسوس، اُس دن یہ اُن کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ منکرین حق اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ایک اور موقع کی

درخواست کریں گے۔ ہمیں پہلے ہی بتادیا گیاہے کہ یہ ہمارا پہلا اور آخری موقع ہے۔ اُس دن منکرین حق انتہائی خسارے میں ہوں گے، اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ منکرین اِس سطح پر اِس لیے پہنچے کیونکہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو وہ انکار کر دیتے تھے اور جب اوروں کے ساتھ بلایا جاتا تو وہ مان لیتے تھے۔ اِس پر ذرا غور کریں! وہ تقریر جو مومن وزیر نے فرعون کے دربار میں کی تھی، جو درج ہے سورۃ المومن، آیات 39-44 میں، یہ میرے جذبات کی عکاسی کرتی ہے، اس میں وہ کہتا ہے: "اے میری قوم! میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف دعوت دیتے ہو، اور یہ کہ تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں، اور اس کے ساتھ تمہاری ان ہستیوں کو شریک ٹھہراوں جنہیں میں نہیں جانتا۔ جبکہ میں تمہیں مغفرت کرنے والے ربّ کی طرف بلا رہا ہوں۔ نہیں! حق یہ ہے، اور اس کے خلاف ہو نہیں سکتا، جن کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو ان کے لیے نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے اور نہ ہی آخرت میں، اور یہ کہ ہم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے اور حد سے گزرنے والے جہنم کے باسی ہوں گے۔ بہت جلد تمہیں اندازہ ہو جائے گا جو میں تمہیں آج کہہ رہا ہوں۔ میں نے اللہ کے سپرد اپنے معاملات کر دیئے ہیں، اور وہ اپنے بندوں پر ہمیشہ نظر رکھنے والا ہے۔ **اے اللہ، ہم ایمان لائے تجھ پر، اور ہم اپنے آپ کو تیری رحمت کے حوالہ کرتے ہیں۔ اے اللہ، ہمیں ہدایت دے، ہمیں معاف فرما، ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں جنت کا باسی بنا۔" آمین!**

عرش الٰہی کے فرشتے سورۃ المومن، آیات 7-9 میں مومنوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہوئے کہتے ہیں "اے ہمارے رب، تو نے اپنی رحمت سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ پس معاف کر دے اور عذابِ دوزخ سے بچا لے اُن لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے دین پر چلے، اور اے ہمارے رب، اُن کو داخل کر اُن جنتوں میں جن کا تو نے اِن سے وعدہ کیا ہے اور داخل کر اس میں اِن کے صالح والدین، بیوی بچوں کو اِن کے ہمراہ۔ کیونکہ تو قادر مطلق اور حکیم ہے اور بچا اِن کو برائیوں سے اور جن کو تو نے برائیوں سے بچایا یوم حشر اُس پر تو نے اپنا بڑا کرم کیا یہی بڑی کامیابی ہے۔" آمین! **اے اللہ، ہمیں برائیوں سے بچا کر اپنی رحمت میں لے لے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا، اور فرشتوں کی اس دُعا کا حق دار بنا۔ آمین!** میں اپنی گفتگو کو اِس قصہ پر ختم کرتا ہوں۔ ایک دفعہ ہارون رشید کو شاہ بہلول بازار میں ملا۔ خلیفہ نے پوچھا کیا کر رہے ہو وہ بولا میں اللہ اور اِن دکانداروں کی صلح کرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اللہ چاہتا ہے (اسی لیے اُس نے نبی بھی بھیجے اور موذن بھی آواز لگاتا ہے)، لیکن یہ نہیں مانتے۔ دوسری دفعہ خلیفہ کا ٹاکرا بہلول سے قبرستان میں ہوا۔ خلیفہ نے پوچھا کیا کر رہے ہو وہ بولا اِن قبر والوں کی اور اللہ کی صلح کرانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ قبر والے مانتے ہیں، اب اللہ نہیں مانتا۔ لوگو، اِس دنیا میں موت سے پہلے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے اُسے راضی کر لو۔ میں اپنے قاری کو سورۃ الزمر کی آیات 58-

53 غور سے پڑھنے کو کہوں گا۔ (اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور و رحیم ہے، پلٹ آؤ اپنے ربّ کی طرف اور مطیع بن جاؤ اُس کے، قبل اِس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔ اور پیروی اختیار کر لو اپنے ربّ کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلوؤں کی، قبل اِس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے ''افسوس میری اُس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا، بلکہ میں تو الٹا مذاق اُڑانے والوں میں شامل تھا''۔ یا کہے ''کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا۔'' یا عذاب دیکھ کر کہے ''کاش مجھے ایک موقع مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں''۔ (اُس وقت اُسے یہ جواب ملے گا) جب میری آیات تیرے پاس آ چکی تھیں، پھر تو نے اُنہیں جھٹلایا اور تکبّر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔ اے اللہ، ہمیں تکبّر کرنے والوں اور دین کا مزاق اُڑانے والوں میں سے نہ بنانا۔ اے اللہ، ہم اپنی غلطیوں کا اقرار کرتے ہیں، تو ہمیں معاف کر اور ہم سے راضی ہو جا۔ آمین!

میری پسندیدہ نبی پاکؐ کی دو دُعائیں

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ حَقٌّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَنَبِيُّنَا حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ، سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، تو نور ہے آسمانوں و زمین کا اور جو کچھ اِن میں ہے۔ سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، تو قائم رکھنے والا ہے آسمانوں و زمین کا اور جو کچھ اِن میں ہے۔ سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، تو برحق ہے، تیرا وعدہ برحق ہے، تیرا قول برحق ہے، تجھ سے ملاقات برحق ہے، جنت برحق ہے، دوزخ برحق ہے، قیامت برحق ہے، سارے نبی برحق ہیں اور محمدؐ برحق ہیں۔ اے اللہ، میں نے اپنے آپ کو تیرے حوالہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف میں نے رجوع کیا، تیرے لیے میں جھگڑتا ہوں اور تیرے سپرد میں اپنا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے اللہ، میرے سارے گناہ معاف کر دے جو میں نے آگے بھیجے ہیں اور جو مجھ سے سرزد ہوں گے، جو میں نے چھپ کے کیے یا اعلانیہ کیے۔ تو ہی اول ہے اور تو ہی آخر۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ آمین!

اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِکَ عَلَی الْخَلْقِ، اَحْیِنِیْ مَاعَلِمْتَ الْحَیَاۃَ خَیْرًا لِیْ، وَتَوَفَّنِیْ اِذَاعَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًالِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ کَلِمَۃَ الْحَقِّ فِی الرِّضَاوَالْغَضَبِ وَاَسْأَلُکَ الْقَصْدَ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ، وَاَسْأَلُکَ نَعِیْمًالَایَنْفَدُو۔ اَسْأَلُکَ قُرَّۃَ عَیْنٍ لَاتَنْقَطِعُ، وَاَسْأَلُکَ بَرْدَالْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَاَسْأَلُکَ لَذَّۃَالنَّظَرِاِلٰی وَجْھِکَ، وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَاءِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّۃٍ، وَفِتْنَۃٍمُضِلَّۃٍ، اَللّٰھُمَّ زَیِّنَّابِزِیْنَۃِ الْاِیْمَانِ، وَاجْعَلْنَاھُدَاۃًمُھْتَدِیْنَ۔

اے اللہ، اپنے عالم الغیب ہونے اور مخلوق پر اپنے قادر ہونے کے ذریعہ تو مجھے زندہ رکھنا جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے، اور جب تو موت کو میرے لیے بہتر جانے تو مجھے موت دے دینا۔ اے اللہ، میں تجھ سے ظاہر و باطن میں تیرے خوف کا سوال کرتا ہوں، اور رضا اور غصہ کی حالت میں حق بات کہنے کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے خوشحالی و تنگدستی میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں، اور میں تجھ سے نہ ختم ہونے والی نعمت اور نہ ختم ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک مانگتا ہوں۔ میں تیرے ہر فیصلہ پر راضی رہنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے موت کے بعد پر لطف زندگی اور تیرے دیدار کی لذت اور تجھ سے ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ، میں تجھ سے تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ، ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ راہ نما بنا۔ آمین!

اِس بے قرار کی دعا

اے اللہ، ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں، تو رحیم ربّ ہے۔ اے پناہ دینے والے اُس کو جو تجھ سے پناہ مانگے۔ اے مددگار اُس کا جس کا کوئی مددگار نہیں۔ اے کمزوروں کے محافظ ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ تو درود بھیج اپنے اور ہمارے محبوب حضرت محمدؐ پر، جنہوں نے تیری کتاب ہدایت امانت کے ساتھ ہم تک پہنچائی اور ہمارے لیے خود اِس کا عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ آمین! اے اللہ، ہم تیری پناہ میں آتے ہیں کہ جانتے بوجھتے تجھ سے شرک کریں اور تجھ سے معافی کے طلب گار ہیں اُس شرک کے لیے جو ہم سے انجانے میں ہوا۔ اے اللہ، ہمارے لیے حکم صادر فرما کہ ہم تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا سکیں اور نہ ہی تیرے علاوہ کسی اور کو پکاریں۔ اے اللہ، ہم تجھ سے توبہ طلب کرتے ہیں موت سے پہلے اور اطمینان اور راحت مانگتے ہیں موت کے وقت اور مغفرت، اطمینان اور راحت مانگتے ہیں موت کے بعد۔ اے اللہ، ہمیں حساب سے معافی اور جنت کی کامیابی اور جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا کر۔ آمین!

اے اللہ، ہم تجھ سے دعا گو ہیں تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، سب سے زیادہ فائدہ دینے والا ہے اور سب سے زیادہ تعریف کے لائق ہے، تو ہمیں، ہمارے والدین، ہمارے اہل وعیال، ہمارے عزیز و اقارب، دوست

احباب اور سارے مسلمانوں کو معاف فرما، تیرے علاوہ اور کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ اے جلالت وعزت والے اور عرش عظیم کے مالک، ہمیں ہدایت دے اُس راستے کی طرف جو تو نے انسانیت کے لیے چنا ہے۔ اے پیار کرنے والے ربّ، ہم تیرے سامنے اپنے سارے گناہوں اور جرائم کا اعتراف کرتے ہیں جو ہم سے سرزد ہوئے ہیں۔ اے سارے گناہوں کو معاف کرنے والے ربّ، ہمیں، ہمارے والدین، ہمارے اہل و عیال، ہمارے عزیز و اقارب، دوست احباب، سارے مسلمانوں اور وہ سب لوگ جنھوں نے تیرے آگے سرِ تسلیم خم کیا، سب کو معاف فرما۔ اے رحمان، ہم تجھ سے تیری رحمت مانگتے ہیں، جس نے پوری کائنات کو اپنے حصار میں لیا ہوا ہے کہ ہماری موت کلمہ شہادت کہتے ہوئے آئے، اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ تیرے علاوہ اور کوئی ربّ نہیں۔ آمین!

اے اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں راضی ہوں تجھے اپنا ربّ اور اپنا پالنہار مان کر۔ اے اللہ، میں اپنے آپ سے شرمندہ ہوں کہ میں نے تیری بہت حکم عدولیاں کی ہیں۔ اے میرے ربّ، تو گواہ رہنا میں نے کبھی بھی جانتے بوجھتے کسی کو تیرا شریک نہیں ٹھہرایا، اور نہ ہی تیرے علاوہ کسی اور کو پکارا ہے۔ اے رحیم ربّ، میں تجھ سے تیرے چہرے کے نور کے واسطے سے مانگتا ہوں جس نے تیرے عرش کے گرد سارے ماحول کو منور کیا ہوا ہے، اور جو جنت میں سب سے زیادہ دیدنی چیز ہو گا۔ اے اللہ، مجھے اور سب مسلمانوں کو معاف فرما، اور ہمیں اپنے چہرے اقدس کے دیدار سے محروم نہ کرنا۔ آمین!

اے اللہ، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں راضی ہوں اسلام کو اپنا دین مان کر۔ اے پیار کرنے والے ربّ، میں شرمندہ ہوں اپنے آپ سے اور اعتراف کرتا ہوں اُن احکامات کا جن کو میں نے جانتے بوجھتے یا انجانے میں ادا نہیں کیا۔ اے میرے مالک، میں تیرے سامنے کھڑا ہوں اس حقیر سی بے وقعت کاوش کے ساتھ، اسے قبول فرما لے اور میرے، میرے والدین، میرے اہل و عیال، عزیز و اقارب، دوست احباب اور سارے مسلمانوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے۔ یا رحمن، مجھے میرے اہل و عیال، رشتہ دار، دوست احباب اور سب مسلمانوں کو اپنے راستے پر استقامت سے چلنے کا اِذن عطا فرما اور ہمارا شمار ہدایت یافتہ لوگوں میں فرما۔ آمین!

اے اللہ، میں گواہی دیتا ہوں میں راضی ہوں محمدؐ کو اپنا نبی اور رہبر مان کر۔ اے اللہ، نبیؐ نے فرمایا تھا: ''جو شخص مجھے اپنے ماں، باپ اور اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ سمجھے وہ مومن نہیں ہے۔'' اے سب سے زیادہ رحیم ربّ، میرے پاس ملال اور افسوس کے سوا کچھ نہیں، میں اس صداقت نامہ کے ساتھ تیری رحمتوں کا حق دار نہ تھا جو تو نے مجھ حقیر کو عنایت کیں، بیشک تیری رحمت ہر چیز کا حصار کیے ہوئے ہے، اور یہ عاجز اِس کا اعتراف کرتا ہے۔ اے اللہ، اے پیار کرنے والے ربّ، تو اپنی مخلوق سے ستر پیار کرنے والی ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، تو نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ تو حقوق العباد معاف نہیں کرے گا جب تک کہ مظلوم معاف نہ کر دے۔ اے جاہ و جلال

والے ربّ، میں اقرار کرتا ہوں، میں نے جانتے بوجھتے یا انجانے میں بہت سوں کو دکھ پہنچایا ہو گا، بہت سوں کی غیبت کی ہو گی اور بہت سوں کی حق تلفی کی ہو گی۔ اے اللہ، میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ مجھے یاد بھی نہیں۔ اے معاف کرنے والے ربّ، یومِ حساب جہاں والدین بھی اپنے بچوں کے کام نہیں آئیں گے اور اپنا بچہ جانے والا عمل بھی دینے کو تیار نہ ہوں گے۔ یااللہ، یارحمن، یارحیم، تو ہی میری ایک آس ہے، مہربانی کر کے تو میرے حقوق العباد کا ذمہ لے لے اور میری طرف سے اپنے لا محدود خزانوں سے اُن کی تلافی کر دینا۔ اے میرے خالق، اگر تو نے مجھ پریشان، گناہ گار کی درخواست رد کر دی تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ اے ذوالجلال والاکرام، میں کیا کروں گا، تو نے مجھے جو مال آزمائش کے طور پر دیا ہے، میں نے اُس سے اپنے آپ کو آسائشوں میں اتنا غرق کر لیا کہ میں گرمیوں کی گرمی اور سردیوں کی ٹھنڈک کو برداشت نہیں کر سکتا، اے پیار کرنے والے ربّ، میں جہنم کی آگ کو کیسے برداشت کروں گا جو میری کھال کو جلاتے ہوئے، میری ہڈیوں تک پہنچ جائے گی، اور کھال کو جل جانے کے بعد بار بار جلنے کے لیے پیدا کر دیا جائے گا۔ اے میرے مالک، میں نے تیرے دیے ہوئے مال سے اپنے آپ کو فائیو سٹار کھانوں، کولڈ ڈرنکس اور آئس کریم کا عادی بنا لیا ہے، اے اللہ، میں زقوم درخت کے پتوں اور پیپ کو کیسے کھاؤں گا، گرم پانی کو کیسے پیوں گا۔ اے رحم کرنے والے ربّ، میں اِس دنیا کو اپنا گھر بنا کر آخرت کو بھول گیا تھا، میں اِس دنیا کی آسائشوں میں اتنا غرق ہو گیا تھا کہ ذرا سی بیماری میں بچوں کی طرح بلبلاتا ہوں۔ اے غفور، جہنم میں یہ بیماریاں بہت اُونچے درجے پر عام ہوں گی، میرا رونا دھونا کسی کام نہ آئے گا، وہاں میں نہ مر سکوں گا اور نہ ہی جی سکوں گا۔ اے اللہ، ایک مچھر کے ڈنگ کا درد مجھ سے برداشت نہیں ہوتا، قبر میں زہریلے بچھوؤں اور سانپوں کے ڈنگ کیسے برداشت کروں گا۔ یااللہ، جب قبر مجھے بھینچے گی اور میری پسلیاں ایک دوسرے کے اندر گھس جائیں گی تو میں کیا کروں گا، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے ربّ، میں کیا کروں گا؟ مجھ پر رحم فرما، رحم فرما، رحم فرما، یہ آنکھیں اس خوف سے پتھرا کر خشک ہو گئی ہیں اور اب اِن سے آنسو بھی نہیں بہتے کہ تجھے نرم کر سکیں۔ اے رحم کرنے والے ربّ، اے مالک الملک، نہ تجھ سے فرار ہے اور نہ ہی اس کائنات سے جو لا محدودیت کا ایک محدود حصہ ہے۔ اے پیار کرنے والے ربّ، ایک ماں کے پیار کا درجہ بہت اونچا ہوتا ہے، اے خالق، تو اپنی مخلوق سے ستر پیار کرنے والی ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، تجھ سے میری بہت زیادہ اُمیدیں وابستہ ہیں، رحم فرما اور معاف کر مجھے، میرے والدین، میرے بیوی بچوں، رشتہ داروں، دوست احباب اور کل مسلمین کو۔ اے اللہ، جو لوگ شرک کر رہے ہیں، اُن کو ہدایت دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اے جاہ و جلال والے، جس کا حکم ساری کائنات اور اس کی لا محدودیت پر چلتا ہے، اے اللہ، میں تیرا غلام ہوں، میرا باپ تیرا غلام تھا، میری ماں تیری غلام تھی، غلام در غلام ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، اور میں گھٹنوں کے

بل زمین پر گرا ہوا ہوں، میری ناک اور پیشانی محض تیری مغفرت کے لیے زمین پر گرد آلود پڑی ہے۔ اے اللہ، میں نے نبیؐ کی ایک حدیث پڑھی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جب اپنے ربّ سے مانگوں تو کنجوسی سے نہ مانگو بلکہ کھل کر مانگو کیونکہ اِس کے خزانوں میں کسی صورت کمی نہیں ہوتی۔ اے تکریم والے ربّ، میں بیوی بچوں کے معاملے میں تجھ سے آنکھوں کی نہ ختم ہونے والی ٹھنڈک مانگتا ہوں اور مجھے ہدایت یافتہ لوگوں کا پیشوا بنا۔ آمین!

اے رحیم، اس دنیا میں میرے لیے کوئی جاذبیت نہیں رہی اور میری موت مقرر وقت سے نہ ایک سکینڈ پہلے نہ بعد میں ہو سکتی ہے۔ اے ہدایت طلب کرنے والے کو ہدایت دینے والے ربّ، مجھے، میرے اہل و عیال اور کل مسلمین کو باقی ماندہ فانی زندگی اس دنیا میں اپنے حکم پر عمل کرتے ہوئے گزارنے کا اِذن کر دے۔ اے اللہ، تو جب تک ہمیں زندہ رکھے چلتے پھرتے حواس کے ساتھ زندہ رکھنا، ہمیں اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے لیے آزمائش نہ بنانا۔ اے اللہ، اے رحیم، اس دنیا سے جب رخصتی کا وقت آئے تو براہ مہربانی اس طرح سے موت دینا کہ ہماری زبان سے کلمہ شہادت جاری ہو اور تو ہم سے راضی ہو۔ میں نے نبیؐ کا قول پڑھا تھا کہ آخری عمل سب سے وزنی ہوتا ہے، اے ہمیشہ رہنے والے سب سے اونچی شان والے ربّ، اے سب سے رحیم، اے سب سے زیادہ تعریف کے لائق، اے سب سننے والے، اے سب دیکھنے والے، اے وہ جو ہم سے حساب لے گا، ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور اُنہیں نیکیوں میں بدل دے اور ہم سے راضی ہو جا۔ اے اللہ، میرے پاس تیرے لیے تیری تعریف اور شکر ادا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔ اے میرے ربّ، میں نے نبی پاکؐ کی ایک حدیث پڑھی تھی کہ تو نے اپنے عرش پہ لکھا ہے کہ تیری رحمت تیرے غصے پر غالب آئے گی، اے اللہ، میں اپنے آپ کو تیری رحمت کے حوالہ کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں تیرے علاوہ کوئی ربّ نہیں۔ اے اللہ، تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت وسیع ہے اور مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے اپنے عملوں کا نہیں۔ اے اللہ، تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت وسیع ہے اور مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے اپنے عملوں کا نہیں۔ اے اللہ، تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت وسیع ہے اور مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے اپنے عملوں کا نہیں۔ اے اللہ، میں تجھ سے تیری صفات اولیٰ کے ذریعے مانگتا ہوں جو تو نے اپنی کتاب میں لکھی ہیں یا اپنے نبیوں کو بتائی ہیں یا جو تو نے اپنے پاس رکھی ہیں، میرے دل میں اپنی محبت بھر دے تاکہ میں تجھ سے بھرپور محبت کروں اور از حد جدوجہد سے تجھے راضی کروں۔ آمین!

اے اللہ، ہم تیرے شکر گزار ہیں کہ تو نے ہمیں اپنی رحمت سے یاجوج ماجوج اور دجال کے فریبی دلدل سے کھینچ کر نکالا ہے جو دنیاوی دولت کی خواہش، ہوائے نفس اور شہرت کی آرزو میں ہمیں مبتلا کر کے جہنم کی طرف لے جا رہے تھے۔ اے اللہ، میں درخواست کرتا ہوں کہ میرے اور کل مسلمین کے لیے اِذن کر دے کہ ہم خطواتِ شیاطین سے تاحیات محفوظ ہو جائیں اور ایمان کی حالت میں مریں۔ اے اللہ، تو اپنا خوف ہمارے دلوں میں ڈال

دے جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور ہمیں وہ اطاعت عطا فرما جو ہمیں جنت میں لے جائے۔ ہمیں وہ یقین عطا فرما جو اس دنیا کے مصائب برداشت کرنے کی طاقت دے۔اے اللہ،اُن کو نقصان پہنچا جنہوں نے ہم سے عداوت کی اور اُن پر فتح عطا فرما جنہوں نے ہم سے دشمنی کی۔اے اللہ،دین کو ہمارے لیے مشکل کا سبب نہ بنانا،اور دنیا کو ہمارے لیے غم کا گھر نہ بنانا،اور ہمیں بے جا و بے کار علم سے محفوظ فرما،اور ہم پر ایسے حکمران مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کریں۔اے اللہ، ہم تیرے غضب سے تیری رضا میں پناہ مانگتے ہیں، اور تیری سزا سے تیری مغفرت میں پناہ مانگتے ہیں،اور تجھ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔اے اللہ،دنیا و آخرت میں ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کرنا۔ آمین یا رب العالمین۔اے اللہ، بہت درود و سلام بھیج ہمارے محبوب محمدؐ پر جنہوں نے آپ کا پیغام ہم تک امانت کے ساتھ پہنچایا،اور سب تعریفیں تیرے لیے ہیں اے اونچی شان والے ربّ۔آمین!